اِنَّ فِیْ ذَالِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَبْصَار

الحمد للہ کہ مجموعہ نافعہ از تالیف مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی مہتمم
و مولوی غلام رسول صاحب قلعوی مہتمم المسمٰی

بسوانح عمری

مولوی عبداللہ الغزنوی المرحوم و

مجموعہ مکتوبات

ایشان باہتمام عبدالحمید پسر مولانا عبدالواحد صاحب غزنوی

تاجر کتب۔ مسجد چینیانوالی لاہور

قیمت ۱۲/

علاوہ محصولڈاک

رفاہ عام سٹیم پریس لاہور میں باہتمام مولوی نورالحق صاحب چھپی




وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا

اور حکم کرتا اہل اپنے کو ساتھ نماز کے اور زکوٰۃ کے اور تھا نزدیک پروردگار اپنے کے پسندیدہ

ترجمہ رسالہ مولوی — بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — عبدالجبار صاحب غزنوی مرحوم

أَحْمَدُ اللّٰهَ وَأَسْتَعِيْنُهُ وَأَسْتَوْفِقُهُ السَّدَادَ وَالْهُدٰى وَأُصَلِّيْ وَأُسَلِّمُ عَلٰى نَبِيِّهِ خَيْرِ الْوَرٰى

میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہوں۔ اور اس سے مدد مانگتا ہوں۔ راستی اور ہدایت کی توفیق کا اس سے طلبگار ہوں اور درود اور سلام بھیجتا ہوں اس کے پیغمبر پر جو ساری مخلوق سے بہتر ہے۔

محمد اعظم بن محمد بن محمد شریف عمرزئی شیخ عبداللہ غزنوی کے نام کے ساتھ مشہور تھے۔ آپ کا اصلی نام مبارک محمد اعظم ہے۔ مگر آپ نے اپنا عبداللہ نام رکھ لیا اس لئے کہ اس نام میں اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور بندے کی عبودیت کا اظہار اور فروتنی کا اقرار ہے۔ آپ شیخ تھے اللہ کی معرفت والے اس کے دین کے رواج دینے میں کوشش کرنے والے۔

عَابِدٌ كَثِيْرُ الذِّكْرِ رَجَّاعٌ إِلَى اللّٰهِ الْمُتَذَلِّلُ لَهُ الْخَاشِعُ الْخَاضِعُ الْوَرِعُ الْمُتَضَرِّعُ الْمُتَّبِعُ الْمُتَوَاضِعُ الْمُبْتَهِلُ الْحَنِيْفُ الْمُتَبَتِّلُ إِلَى اللّٰهِ الْكَامِلُ الْبَارِعُ الْمُلْهَمُ الْمُحَدَّثُ الْمُخَاطَبُ الْمُخْلِصُ الصِّدِّيْقُ الْكَرِيْمُ الْجَوَادُ الْأَوَّاهُ الْحَلِيْمُ الْمُتَوَكِّلُ الْمُنِيْبُ الصَّابِرُ الْقَانِتُ لَمْ تَكُنْ تَأْخُذُهُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ

تھے عبادت کرنے والے اللہ کو بہت یاد کرنے والے اللہ کی طرف رجوع کرنے والے اس کے لئے عاجزی کرنے والے خشوع کرنے والے خضوع کرنے والے پرہیزگار تضرع کرنے والے فرمانبردار تواضع کرنے والے گڑگڑانے والے ایک اللہ کی جانب کو اختیار کرنے والے ماسوائے اللہ کو چھوڑ کر اللہ کی طرف پھرنے والے کامل دانشمند الہام کئے گئے بات کئے گئے خطاب کئے گئے اپنے زمانہ کے لوگوں سے چن لئے گئے بہت سچے بزرگ بہت سخی رجوع کرنے والے بردبار بھروسا کرنے والے اور اسی کی طرف رجوع کرنے والے۔ اللہ کی راہ میں تکلیفوں کو سہنے والے نہیں روکتی تھی آپ کو اللہ کے لئے بات کہنے سے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت

تَارِكٌ الْمُؤْثِرُ لِرِضْوَانِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى نَفْسِهِ وَأَهْلِهِ وَمَالِهِ وَأَوْطَانِهِ صَاحِبُ الْمَقَامَاتِ الشَّهِيْرَةِ وَالْمَعَارِكِ الْعَظِيْمَةِ الْكَبِيْرَةِ قَدْ قَامَ فِيْهَا لِنَصْرِ دِيْنِ اللّٰهِ إِعْلَاءِ كَلِمَتِهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا غَارِسُ بُسْتَانِ السُّنَّةِ وَالتَّوْحِيْدِ فَارِسُ مَيْدَانِ الْإِخْلَاصِ وَالتَّجْرِيْدِ عَلَمُ الزُّهَّادِ وَأَوْحَدُ الْعُبَّادِ إِمَامُ الزَّمَانِ وَلِيُّ الرَّحْمٰنِ خَادِمُ الْقُرْآنِ مُتَقَرِّبٌ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَكَانَ فِيْ جَمِيْعِ أَحْوَالِهِ مُسْتَغْرِقًا فِيْ ذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ حَتّٰى أَنَّ لَحْمَهُ وَعِظَامَهُ وَأَعْصَابَهُ وَأَشْعَارَهُ وَجَمِيْعَ بَدَنِهِ كَانَ مُتَوَجِّهًا إِلَى اللّٰهِ فَانِيًا فِيْ ذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

کبھی ترجیح دینے والے اللہ تعالیٰ کی خوشی کو اپنے نفس پر اور اہل پر اور مال پر اور وطن پر صاحب مقامات مشہورہ کے اور بڑے بڑے معرکوں کے جن میں آپ کھڑے ہوئے اللہ کے دین کی مدد کے لئے اور اس کے کلمہ بلند کرنے کے لئے۔ حالانکہ آپ نے صبر کیا۔ اور ثواب کے طالب تھے سنت اور توحید کے باغ کے لگانے والے اخلاص اور تجرید کے میدان میں شاہسوار۔ زاہدوں کے نشان اور عبادت کرنے والوں سے یگانہ۔ زمانے کے امام۔ اور رحمٰن کے دوست اور قرآن کی خدمت کرنے والے۔ اللہ کے نزدیک ہونے والے۔ اور آپ ہر وقت اللہ عزوجل کے ذکر میں غرق رہتے۔ یہاں تک کہ آپ کا مبارک گوشت۔ اور ہڈیاں اور پٹھے اور بال اور سارا بدن اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ تھا۔ اور اس بلند و برتر کی یاد میں نابود تھا

آپ ۱۲۳۰ھ ہجری میں بہادر خیل کے قلعہ میں جو شہر غزنی کے ضلع میں واقع ہے۔ پیدا ہوئے۔ آپ کے پردادا بڑے کامل ولی تھے۔ اور آپ کے باپ اور دادا بھی ان لوگوں میں سے تھے۔ جو صلاحیت کے ساتھ مشہور ہیں۔ اور آپ کا خاندان سیادت کے ساتھ مشہور ہے۔ لیکن جب کوئی پوچھتا۔ کہ آپ سید ہیں۔ تو آپ فرماتے۔ کہ لوگ ہم کو سید بتلاتے ہیں۔ لیکن عجم میں سیادت کا حال معلوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ نہیں

ٹل مل گئی ہیں۔ لڑکپن میں آپ اپنے زمانے کے عالموں سے علم حاصل کرتے رہے اور تحصیل میں مصروف رہے۔ اور فرماتے تھے۔ کہ جب میں الہام کو نہ سمجھتا تھا۔ اور توحید سے بخوبی واقف نہ تھا۔ ایک بار میں اپنے دادا محمد شریف کی قبر کے پاس جو اس دیار میں مرجع اور مقبول انام ہے گیا تو القا ہوا لَا اِلٰہَ غَیْرُکَ لیکن اس وقت میں نے غلطی کی اور میں نے خیال کیا۔ کہ یہ ورد مجھ کو وظیفہ کرنے کے لئے سکھایا گیا ہے۔ اب میں نے جان لیا۔ کہ وہ اللہ کی طرف سے الہام تھا۔ کہ میرے سوا دوسرے کی طرف رجوع کرنا عبادت اور استعانت میں شرک ہے اکیلے اللہ کی طرف پوری توجہ چاہئے۔ قبروں پر اس نیت سے جانا کہ میرا فلاں مطلب حاصل ہو جائے توحید میں رخنہ ڈالتا ہے۔ اور کلمہ شہادت یعنی لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے معنی کے مخالف ہے۔ اور فرماتے تھے۔ کہ اگر کوئی گمان کرے۔ کہ میں کسی نیک آدمی کی قبر کے پاس اس لئے نہیں جاؤنگا۔ کہ ان سے کچھ سوال کروں۔ بلکہ اس لئے جاؤنگا۔ کہ وہ قبر مبارک مکان ہے۔ وہاں میری دعا جلد قبول ہو گی۔ یہ بھی دین میں غلطی ہے۔ عبادت کے لئے شارع نے مسجد مقرر کی ہے۔ اور مقبرہ عبادت کی جگہ نہیں ہے۔ چنانچہ شیخ ابن قیم نے اغاثۃ اللھفان میں اس کی تصریح کی ہے۔ اور فرماتے تھے۔ کہ چھوٹی عمر میں مجھ کو یہ شوق از حد تھا۔ کہ جنگل اور تنہائی میں جا کر دعا کروں۔ اور اس کی طرف کمال توجہ تھی۔ اور مجھ کو خیال تھا۔ کہ ہر ایک شخص کو دعا کا شوق اور ذوق ایسا ہی ہوگا۔ ان دنوں میں بعض ارباب ذوق و باطن آپ کو فرماتے کہ تمہاری پیشانی چمکتی ہے خبردار ایسا نہ ہو کہ برے عالموں کی صحبت میں رہ کر اپنے دل کو خراب کر لو۔ اور تمام خاص و عام آپ کی صلاحیت اور تقوے پر جو طفولیت میں تھی۔ حیران تھے۔ اور علوم متداولہ کی تحصیل میں آپ تھوڑی مدت مشغول رہے۔ آپ کی زیرکی اور فہم کی تیزی اور فکر کی سلامتی پر لوگ حسرت کی انگلیاں چباتے اور تعجب کرتے تھے۔ آخر الامر جب آپ قوت کی شدت اور جوانی کی حد کو پہنچ گئے۔ تو آپ کو جذبہ غیبی اور عنایت ربانی نے پالیا۔ اور آپ تمام ان چیزوں سے جو اللہ تعالیٰ کے سوا ہیں۔ بیزار ہو کر اپنے مالک کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اور تنہائی اور لوگوں سے کنارہ کشی آپ نے اختیار کی۔ وفقۃً حضور دائمی اور پاس انفاس یعنی احسان کا مرتبہ

آپ کو دیا گیا۔ اور مرجع خلائق ہو گئے۔ اور فرماتے تھے۔ ایک مبادی ہیں دوسرے مقاصد مبادی سے وسیلے اور واسطے مراد ہیں لوگ وسیلوں اور واسطوں کے ساتھ مقصودوں کو حاصل کرتے ہیں۔ مثلاً صوفیوں کے اشغال یعنے ان کے لطیفے موضوعہ اخلاق حمیدہ یعنے تواضع اور توکل اور قصر امل اور قناعت اور صبر اور رضاء اور زہد اور تقوے اور رتبہ یادداشت اور حضور دائمی کے تحصیل کے لئے وسیلے ہیں۔ اور اللہ تعالٰے نے محض اپنے فضل عمیم سے اس حقیر کی تربیت کی ہے۔ پہلے اس فقیر کے دل میں اللہ تعالٰے نے مقاصد (مذکورہ) کو بغیر استعمال مبادی کے وفقۃً ڈالدیا جس کی وجہ سے اس نے تمام برے خلق مجھ سے یکبارگی اپنی بے غایت رحمت کے ساتھ کھینچ لئے۔ اور احسان کا مرتبہ مجھ کو عطا فرمایا۔ اور ماسوی اللہ کا خیال بالکل میرے دل سے اٹھ گیا۔ اور مالک کا ایک ہونا نظر آگیا۔ اور نیت اور اخلاص ہر کام میں مجھ کو عنایت فرمائی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی نِعَمِہِ السَّابِغَۃِ سب تعریف واسطے اللہ تعالٰی کے اوپر نعمتوں اس کی پوری کے۔

آپ پہلے پہل لوگوں کی صحبت سے اس قدر بھاگتے تھے۔ کہ تمام ملنے والوں اور دوستوں سے ہجرت کر کے خواجہ ہلال کے پہاڑ میں جہاں کہ کوئی باشندہ نہ تھا جا کر رہنا اختیار کیا۔ پس اس حدیث کے مضمون کے مطابق جس میں آیا ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو دوست بناتا ہے۔ تو اس کے لئے قبولیت زمین میں رکھ دی جاتی ہے۔ لوگ اس جگہ بھی آپ کے پیچھے پہنچتے تھے۔ زمانے کے عالم و فاضل آپ کے کام میں حیران تھے یہاں تک کہ بعض لوگ صرف دیکھنے کے ساتھ اور بعض صحبت اور مجلس کے ساتھ صاحب حالات اور واردات ہو گئے۔ اور آپ کے لباس سے شاگردوں کو فائدہ حاصل ہونے لگا۔ چنانچہ ایک طالبعلم کو آپ کی پوستین اٹھانے سے وجد آ گیا۔ اور اسی سبب سے طالب علم مذکور پوستین کے مرید کے ساتھ مشہور ہو گیا۔ علاوہ اس کے بہت لوگ صاحب حالات عجیبہ کے ہو گئے۔ اور ماسوی اللہ سے فارغ ہو کر اللہ کی طرف راجع ہو گئے۔ اور آپ لوگوں کے ملنے جلنے سے بہت ایذا پاتے یہانتک کہ فرماتے۔ اگر کوئی شخص ہندوستان سے میرے پاس آنے کا ارادہ کرتا تو میرے دل میں ایسا صدمہ پہنچتا کہ گویا مجھ کو کسی نے گولی لگا دی اور بہت ایذا پاتے۔ اور لوگوں سے نفرت کرتے۔ اور دور دور کے شہروں کے

عالم اور مشائخ فائدہ حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوتے۔ اور آپ کے تسبیح اور تہلیل کے وقت جمادات بلند آواز کے ساتھ آپ کے ہمراہ سبحان اللہ اور لا الٰہ الا اللہ کہتے اور حرکت کرنے لگتے امیروں اور دنیاداروں سے تا وقت وفات اس قدر گریزاں رہے۔ کہ کسی کی باوجود ان کے بہت درپے ہونے کے ملاقات نہیں کی۔ اور اپنی اولاد اور دوستوں کو ہمیشہ یہ وصیت کرتے رہے۔ کہ دنیاداروں کی صحبت زہر قاتل ہے۔ اپنے مالک کی طرف متوجہ رہو۔ وہ تم کو ضائع نہ کریگا۔ اور فرماتے تھے الحمد للہ الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو دنیاداروں اور امیروں سے ابتدا اور انتہا میں محفوظ رکھا ہے ابتدا میں تو یہ حالت تھی۔ کہ امیر لوگ سینکڑے روپیہ خرچ کرتے۔ کہ ایک بار میرا منہ دیکھیں لیکن میں ہرگز ہرگز ان کو اجازت نہ دیتا تھا۔ کہ میرے مکان کے پاس سے گذریں۔ دُور دُور سے چلے جاتے۔ اس کے پیچھے سُنت کی تابعداری کے شوق کی آگ نے میرے سینے میں شعلہ مارا پس پھر تو تمام لوگ دشمن بن گئے۔ اور اُنہوں نے مخالفت کا جھنڈا اُٹھایا۔ الحمد للہ یہ بھی اللہ عز وجل کی تربیت تھی۔ کہ آخر عمر میں اسی طرح اس نے مجھ کو دنیاداروں سے بچالیا۔ ورنہ میری اولاد تو بسبب توجہ امیروں اور حاکموں کے اُن کی صحبت اور مجالست اختیار کرلیتے۔ اور دین سے ہاتھ دھو بیٹھتے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے۔ اور اس کی نعمت اور عمدہ تربیت ہے آپکے ملک میں سب لوگ کیا خاص اور کیا عام شرک اور بدعتوں اور رسموں میں مبتلا تھے۔ اور عالم اور مشائخ اسی کو دین سمجھتے تھے۔ پھر بیچارے عامیوں کا کیا ذکر ہے۔ آپ کو غیب سے کبھی الہام کے ساتھ اور کبھی خواب میں ان کاموں سے سخت روکا جاتا۔ اور کتاب وسُنّت کی ترغیب دی جاتی آپ حیران ہوتے کہ اس ولایت میں کتاب وسُنّت کے علم کا نام نشان تک نہیں ہے۔ اور نہ کتاب وسنت کا اسباب موجود ہے کس طرح مجھ سے یہ امر انجام پذیر ہوگا۔ جب یہ خیال کرتے تو غیب سے تاکید آیت سَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى کا مضمون الہام ہوتا ناچار سُنّت کی تابعداری اور شرک اور رسموں اور بدعتوں کا رد کرنا اختیار کیا۔ اور کتاب وسُنّت کے علم کی طرف توجہ کی۔ چونکہ اللہ عزّ وجلّ آپ کی تربیت کرنے والا تھا۔ عرب اور عجم سے حدیث اور تفسیر کی کتابیں بہم پہنچ گئیں۔ اور آپ نے غیبی تعلیم اور تیزی فہم اور اپنے فکر سلیم کے ساتھ محدثین کا عمدہ طریقہ اختیار کیا۔ جو سب طریقوں سے بہتر طریق ہے اور جن مسلوں اور جگہوں میں شبہ پڑا۔ فاضل اجل

عالم بے بدل جامع انواع تقی حامی شریعت غرا وحید عصر فرید دہر شیخ حبیب اللہ قندہاری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف جو بلاد افغانستان میں ہر علم میں بے نظیر اور علوم دینیہ وغیرہ میں مجتہد وقت اور امام زمان اور زہد اور تقوے میں بے مثل تھے۔ اور اُن کے زہد اور تقوے کے بیان کے لئے ایک بڑا دفتر درکار ہے سفر فرمایا کچھ مدت اُن سے فائدہ اٹھا کر اپنے وطن کی طرف لوٹ آئے۔ اور آپ کی یہی حالت رہی۔ کہ جو مسئلہ مشکل پیش آتا۔ ان سے جاکر استفسار کرلیتے اور شیخ مذکور محققین کی طرز پر جواب دیتے۔ اُس ولایت میں شیخ مذکور کے سوا کوئی یہ طریقہ نہ رکھتا تھا۔ اور وہ بھی بُرے عالموں اور وقت کے حاکموں کے خوف سے خاموش اور ساکت رہتے۔ اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو اس سیدھے راستے کی طرف دعوت نہ کرسکتے۔ دوسری بار آپ نے پھر قندہار کا سفر کیا۔ اور اپنے شیخ کے پاس بعض مشکلات کے حل کرنے کے لئے حاضر ہوگئے۔ شیخ مذکور کو آپ کے حال پر تعجب کرتے اور عام مجلس میں جس میں شہر کے عالم موجود ہوتے فرماتے دین کے مسئلوں کو جیسے یہ شخص سمجھتا ہے میں بھی نہیں سمجھتا۔ بعض سوالوں کے جواب میں اُنہوں نے لکھا۔

يَقُوْلُ الْفَقِيْرُ الرَّاجِيْ وَالْمُلْتَجِيْ اِلٰى رَحْمَةِ اللّٰهِ الْبَارِيْ حَبِيْبُ اللّٰهِ الْقَنْدَهَارِيْ قَدْ نَدَبَنِيْ مَنْ يَحِقُّ لِيْ مُطَاوَعَتُهٗ بَلْ تَعَلَّ مِنَ الْفُرُوْضَاتِ وَلَا يَسَعُنِيْ مُدَافَعَتُهٗ بَلْ عَسٰى اَنْ يَكُوْنَ مِنَ الْمَحْظُوْرَاتِ اَنْ اُمْلِيَ رِسَالَةً مُحْتَوِيَةً عَلٰى حَلِّ اِشْكَالَاتٍ عُرِضَتْ لَهٗ فَعَرَضَهَا عَلَيَّ وَاَجْوِبَةِ سُؤَالَاتٍ اَهَمَّتْهُ فَاَرْسَلَ بِهَا اِلَيَّ وَقَدْ عَامَلَنِيْ بِمِثْلِ ذٰلِكَ قَبْلُ فَكُنْتُ كَمَنْ كُلِّفَ اَنْ يَحْمِلَ

کہتا ہے محتاج اُمید دار اور التجا کرنے والا اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف یعنی حبیب اللہ قندہاری۔ مجھ کو بلایا اُس شخص نے جس کی تابعداری مجھ کو لائق ہے بلکہ واجب ہے۔ اور نہیں جائز مجھ کو اس کا رد کرنا بلکہ رد کرنا حرام ہے اس امر کی طرف کہ میں ایک رسالہ لکھوں۔ جو شامل ہو ان اشکالوں کے حل کو جو پیش کئے گئے اُس کے لئے۔ پس پیش کئے اُس نے وہ سوال مجھ پر اور شامل ہو وہ رسالہ ان سوالوں کے جوابوں پر جنہوں نے اس کو غم میں ڈالا۔ پھر بھیجے اُس نے وہ سوال میری طرف اور اس سے پہلے بھی اُس نے ایسے سوال مجھ سے دریافت کئے

ما لا يستطيع له حملا إذ ليس الإفتاء أمرا هينا وعملا سهلا ولست أرى نفسي للانتصاب في هذا المقام أهلا على أن يغلب على ظني أن المسئول عنه ملتبس بأعلم من السائل فيما سئل عنه من المسائل بل أرى أن السائل أفقه في أحكام الدين فأنى بالوصول إلى مرتبة عين اليقين فما بال جاهل يريد أن يدل خبيرا وما شأن أعمى أن يقود بصيرا ولكنه لما كرر الإلحاح وبالغ في الاقتراح وحرضني على التصدي للبيان وحذرني بالوعيد الوارد في الكتمان عييت بالعلل وضاقت الحيل ولم أجد سبيلا إلى التعلل بعسى ولعل فاضطررت إلى أن أكتب قدر ما يصل إليه فهمي وينشرح له صدري متفصيا عن عهدة غيره بقول لا أدري والله عز وجل أسأل خاشعا متضرعا أن يعصمني من

پس میری مثال اُس شخص کی سی مثال ہے جو اس چیز کے اُٹھانے کی تکلیف دیا جاوے جس کو وہ اُٹھا نہ سکے۔ کیونکہ فتویٰ دینا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اور نہ میں اپنے آپ کو اس مقام میں کھڑا ہونے کے لائق خیال کرتا ہوں۔ علاوہ میرا غالب گمان ہے۔ کہ میں ان مسائل کو ان سے اچھا نہیں سمجھتا۔ جو مجھ سے پوچھتے ہیں۔ بلکہ یقین کرتا ہوں۔ کہ سائل احکام دین میں مجھ سے زیادہ سمجھدار ہے۔ اور وہ عین الیقین کے مرتبے کو پہنچا ہوا ہے۔ پھر کیا حال اس جاہل کا جو خبردار کو خبر دینا چاہے۔ اور کیا حال ہے اس اندھے کا جو دیکھنے والے کو لیکر چلے لیکن جب اُس نے بہت بار الحاح کی۔ اور مسائل کے جواب طلب کرنے میں مبالغہ کیا۔ اور مجھ کو بیان کرنے کی ترغیب دی۔ اور مجھ کو اس وعید سے ڈرایا جو کتمان میں وارد ہے۔ تو میرے بہانے سُست پڑ گئے۔ اور داؤ تنگ پڑ گئے اور میں لیت ولعل کے ساتھ بہانہ نہ کر سکا۔ پس میں بے قرار ہُوا اس امر کی طرف کہ میں اپنی سمجھ کے مطابق ایک رسالہ لکھوں۔ اور جس مسئلہ میں میرا ذہن رسائی نہ دیوے۔ اُس میں لا ادری کہہ کر چھوٹ جاؤں۔ اور اللہ عزوجل سے یہ سوال کرتا ہوں عاجزی اور زاری کر کر کہ مجھ کو پھسلنے کی جگہوں سے بچالیوے

مواقع الزلل ويثبت قدمي في مظان الخطأ والخلل إنه خير موفق للصواب ومفيض للحق في كل باب

اور خطا اور خلل کی جگہوں میں میرے پاؤں کو ثابت رکھے وہ بہت اچھی توفیق دینے والا ہے ثواب کے لئے اور سمجھانے والا ہے حق بات ہر مسئلہ میں۔

اور ان سوالوں کے جواب کے آخر میں لکھا۔

هذا آخر ما تيسر لي في تحريره من أجوبة سؤالات التي أمتن علي بإرسالها إلى صاحبي ومخدومي المكرم الميان محمد أعظم مد الله ظلال إرشاده على مفارق المسترشدين وأمد آثار إحسانه وأفاض أنوار عرفانه إلى يوم الدين وإني يا صاحبي بالتقصير لمعترف ومن عين الأعذار لمغترف والملتمس من خدام ذلك الجناب أن لا ينسوني من دعائهم المستجاب إن شاء الله تعالى وها أنا الطالب الدعاء ماد كف الالتماس إليكم وأقول السلام عليكم وعلى من لديكم

یہ اخیر ہے اس کا جو میسر ہوا مجھ کو اس کی تحریر میں ان سوالوں کے جواب سے جو ممنون کیا مجھ کو وہ سوال بھیجکر میری طرف میرے صاحب اور میرے مخدوم و مکرم میاں محمد اعظم نے اللہ تعالیٰ پھیلاوے اس کے حکموں کا سایہ اس کے مریدوں کے سروں پر اور زیادہ کرے اس کے احسان کی علامتوں کو اور گرا دے اس کی معرفت کے انوار کو قیامت تک اور میں اے میرے صاحب اپنے قصور کا اقرار کرتا ہوں اور اعتذار کے چشمے سے چلو بھرتا ہوں مجھ خادم کو اس جناب کا یہ التماس ہے۔ کہ مجھ کو اپنی دعا مستجاب سے فراموش نہ فرماویں اور یاد رکھ کریں دعا کی طلب کے واسطے پھیلاتا ہوا ہوں ہاتھ التماس کا تمہاری طرف اور کہتا ہوں السلام علیکم وعلی من لدیکم۔

اور اور سوالوں اور جوابوں میں یوں لکھا۔ امّا بعد معروض آرائے ثاقبہ و افکار صائبہ اصحاب فطنت قادہ و فکرت نقادہ میدارد کہ چون درینوقت از جناب فیض انتساب مخدوم مکرم معارف آگاہ میانصاحب ملا محمد اعظم سلمہ ربہ وشرّف و کرم سوالاتے چند وارد گردید فقیر قلیل البضاعت عدیم الاستطاعت ہرچند خود را درآن مقام نمیدید کہ معرض حل اشکالات عارضہ بزرگواران زبان کشاید و در مقابلہ صاحبدلان در مقام جواب درآید حد فقیر حقیر آنست کہ از انفاس متبرکہ حق شناسان بہرہ فیضے گیرد واز انوار فائضہ حقیقت آگاہان پر توصفای پذیرد امّا بحکم المامور معذور واجب المقدور در

تحریر آنچہ گنجائش وقت بود تقلید ورزیدہ اشتغال نمود ملتمس از نظر آن اکسیر نظر مستبصران عیب پوش ہنر پرور آنکہ مس سہو خطای فقیر را بنظر اصلاح منظور داشتہ جلوۂ علیں جواب دہند و سماجت وعیب و نقصان حقیر را در پس پردہ اغماض داشتہ منزلت ہنر و کمال دہند۔

۵	غلام ہمت آن عارفان باکرمم		کہ یک صواب ببینند و صد خطا پوشند	

دوسری بار جو آپ شیخ صاحب سے رخصت ہونے لگے۔ تو رخصت کرتے وقت شیخ صاحب نے فرمایا۔ کہ یہ شہر (قندہار) تمہارے ملک سے بہت دور ہے۔ اور تم کو یہاں تک آنے میں سخت تکلیف اور سفر کی مشقت ہوتی ہے۔ اب آنے کی تکلیف نہ اٹھانا جواب میں فرمایا میرا آنا دین کی ضرورت کے واسطے ہے اور تکلیفوں اور مشقتوں کو جو میں اپنے پر گوارا کرتا ہوں۔ تو آخرت کے کام کے لئے۔ شیخ نے کہا۔ مجھ کو معلوم ہے۔ کہ تمہارا تربیت کرنیوالا خود اللہ عز وجل ہے۔ تم کو میری حاجت نہیں ہے اللہ عز وجل کبھی تم کو ضائع نہیں کریگا۔ اور اگر کبھی کوئی مشکل اور عقدہ پیش آویگا۔ تو مجھ کو یقین ہے۔ کہ اللہ عز وجل کسی دیوار یا درخت کو آپ کے لئے گویا کردیگا۔ جس سے آپ کا عقدہ حل ہوجاویگا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میرے مالک نے جس کی ذات بزرگ ہے۔ موافق شیخ کے کہنے کے میرے ساتھ معاملہ کیا۔ قندہار کے قاضی اور عالم آپ کو دیکھ کر نہایت خوش ہوا کرتے۔ مگر ملا کٹہ عداوت اور مخالفت کے درپے تھا۔ قندہار کے قاضی غلام نے ملا کٹہ کی شکایت ملا سعد الدین متقری کی طرف لکھی۔ کہ ملا کرہ حقائق و معارف آگاہ الموفق من عند اللہ قائد الخلق الی صراط اللہ محی السنۃ وقامع البدعۃ میاں محمد اعظم صاحبزادہ کی نسبت جس کے حق میں یہ کہنا بجا اور درست ہے۔ رجل معلوم من السنۃ من الفرق الی القدم اور اس نے سیر اور سلوک باطن میں نسبت اویسی کے حاصل کرنے کے بعد محض اللہ پاک کی عنایت سے طریقہ نقشبندیہ میں قدم لگایا ہے۔ اور اس طریق کے سیر و سلوک کو پورے طور پر حاصل کیا ہے۔ اور اس طریقہ میں مجاز ہوگیا۔ اور اس کے بعد سید آدم بنوری قدس اللہ سرہ کے طریق کو بھی حاصل کیا ہے۔ اور اس طریق میں بھی مجاز ہوگئے ہیں۔ القصہ میاں محمد اعظم صاحب کا ظاہر تقویٰ

کے زیور اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی موافقت کے ساتھ آراستہ ہے۔ اس کا باطن اہل صفا کے احوالات اور مقامات کے ساتھ پیراستہ لیکن صرف اسی قدر نقصان ہے کہ یہ صاحبزادہ اپنے آپ کو ان کے مخلصوں اور دوستوں سے شمار نہیں کرتا ملا کٹہ اس بزرگ صاحبزادہ کو کبھی وہابی کہتا ہے۔ اور کبھی مبتدع کہہ کر پکارتا ہے۔ بلکہ معتبر لوگوں سے سنا گیا ہے۔ کہ ملا کٹہ نے غلجائی کے اطراف واکناف میں اس مضمون کے نامے بھی ارسال کئے ہیں۔ کہ فلاں و فلاں (میاں محمد اعظم) کے ساتھ ایسا ایسا معاملہ کرو نعوذ باللہ اس میں شک نہیں ہے کہ اہل اللہ کی عداوت نے اس کے دل کی آنکھ کو نابینا کردیا ہے۔ کہ دن کو رات اور رات کو دن سمجھتا ہے انتہی۔ ملا عبد الحق کہ اپنے زمانہ کے فاضل تھے۔ اس خط کے آخر میں جس کو انہوں نے آپ کے نام نامی پر بھیجا ہے۔ اور اس میں بعض مسائل کی تحقیق کی ہے۔ لکھتے ہیں۔ مخدوما مطاعا از امثال ما گم گشتگان بوادی جہالت و نگونساران مغاک غفلت این مسائل را بدان جناب مقدس قلمی نمودن در رنگ آنست کہ کسے طرق غالیہ سازی را در نزد عطار بیان نماید اما این جرأت و گستاخی و ہرزہ سرائی محض بنا بر الطاف و اشفاق آن مخدوم معظم است کہ در بارہ این احقر دارد و آنچہ بفکر قاصر می رسد بدان گستاخی کردہ می آید انتہیٰ۔ مولوی عبد الرحمٰن بن شیخ محمد بن بارک اللہ کہ وقت کے عالموں سے مشہور عالم ہیں۔ اور زہد اور تقویٰ اور صلاحیت میں اپنے زمانے کے امام آپ کی صحبت بابرکت سے فیض حاصل کرنے کے لئے ملک پنجاب سے سفر کرکے ملک غزنی تک جو دو ماہ کی مسافت ہے گئے رستے میں جو انہوں نے مخالفوں سے کچھ کلمات آن جناب کی نسبت سنے تو حیران ہوئے۔ اسی رات ان کو یہ الہام ہوا۔

فَوَرَبِّ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِثْلَ مَا اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ۝ — سو قسم ہے رب آسمان اور زمین کے کی یہ بات تحقیق ہے جیسے کہ تم بولتے ہو۔

دوسری بار یہ الہام ہوا۔

وَاِنَّهٗ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ — تحقیق یہ ہمارے پاس ہے چنے نیک لوگوں میں ۱۲۔

تیسری بار یہ الہام ہوا۔

إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ — وہ کیا ہے ایک بندہ ہے جس پر ہم نے فضل کیا۔

القصہ جب دوسری بار قندہار سے مراجعت کر کے اپنے ملک میں پہنچے۔ تو لوگوں کو توحید اور اتباع سُنّت کی طرف بلانا اور شرک اور بدعت اور مروج رسموں کا رد کرنا شروع کیا۔ زمانے کے لوگ خاص و عام اور عالم اور حاکم جو سب کے سب آپ کے فرمانبردار تھے آپ کی اس کارروائی پر آپ کے مخالف ہو گئے۔ اور ایذا رسانی کے درپے۔ اُس نواح کے عالم اس مسئلہ میں کہ مذہب کے خلاف حدیث پر عمل کرنا چاہئے۔ بحث کرنے کے لئے جمع ہو گئے۔ اور اُنہوں نے اقرار کیا کہ حق آپ کی طرف ہے۔ اور یہ بھی آپ کی ایک کرامت تھی کہ سب نے اپنا خطا پر ہونا مان لیا۔ اور پھر آنجناب کا حق پر ہونا قبول کر لیا حالانکہ مقابلہ کے وقت ایسا اقرار کرنا نہایت مشکل سا معلوم ہوا کرتا ہے اور دُور دُور کے عالموں نے یہ ماجرا سُنا تو وہ بھی گفتگو اور مباحثہ سے ڈر گئے۔ اور لشکروں کو جمع کیا۔ اور لڑائی کا ارادہ کیا۔ مگر چونکہ آپ کے تابعدار اور دوست اور معتقد بھی بہت تھے۔ مخالفوں سے کچھ نہ بن سکا۔ ناچار وقت کے حاکموں کے پاس انہوں نے شکایت کی۔ اور قسم قسم کے بہتان اور جھوٹ آپ پر باندھے۔ اور بعض رئیسوں کی وساطت سے امیر کے گوش مدہوش میں یہ بات ڈلوا دی۔ کہ اس شخص کو اگر ایک سال تک ایسا ہی چھوڑ دو گے۔ تو تمہارے ملک اور بادشاہی کو خراب کر دیگا۔ اور سلطنت میں ایک خلل عظیم ڈالدیگا۔ دولت کے تمام امیر و وزیر اور عہدہ دار اس شخص کے معتقد اور مرید ہیں۔ پس اس وقت بعض آپ کے دوستوں نے یہی مصلحت دی۔ کہ امیر وقت کے طلب کرنے سے پہلے ہم کابل میں جاویں۔ اور امیر کے سامنے مخالفین کے ساتھ بحث کریں آنجناب کی مرضی تو نہ تھی۔ مگر دوستوں کی رعایت کے لئے شہر کابل میں امیر دوست محمد خان کے پاس جو اس وقت کابل کا امیر تھا چلے گئے۔ اور علماء مخالفین بھی حاضر ہوئے۔ ان کے سرپرست خان ملّا درانی و ملا مشکی انڈری اور ملا نصر اللہ لوہانی تھے۔ اور اُن کے سوا سینکڑوں ملا جمع تھے سب نے پوشیدہ یہی اتفاق کیا۔ کہ مباحثہ میں کبھی ہم اس شخص پر غالب نہ ہونگے۔ جھوٹی گواہی اس پر دینی چاہئے۔ ورنہ اگر بحث تک نوبت پہنچیگی۔ تو ہم سب شرمندہ اور رسوا ہونگے۔

اور کیا عمدہ کہا ہے حافظ ابن القیم رحمہ نے اپنے نونیہ میں۔

مَا عِنْدَهُمْ عِلْمٌ سِوَى التَّكْفِيرِ وَالتَّبْدِيعِ وَالتَّضْلِيلِ وَالْبُهْتَانِ	نہیں ہے اُن کے پاس کوئی دلیل خلاف کتاب و سُنّت پر
وَإِذَا تَيَقَّنَ أَنَّهُ الْمَغْلُوبُ عِنْدَ تَقَابُلِ الْفُرْسَانِ فِي الْمَيْدَانِ	لگاکر کتاب و سنّت کی پیروی کرنے والے کو منسوب کرتے ہیں کفر اور بدعت
قَالُوا اشْتَكُوهُ إِلَى الْقُضَاةِ فَإِنَّهُمْ	کی طرف اور گمراہی اور بہتان کی طرف اور اُس پر
حَكَمُوا وَإِلَّا اشْكُوهُ إِلَى السُّلْطَانِ	کوتوال کو ڈانٹے۔ اور جب مخالف گمان کرتا ہے۔
قُولُوا لَهُ هَذَا يُحِبُّ الْمُلْكَ بَلْ	کہ میں مقابلہ میں مغلوب ہو جاؤنگا تو یہ بھی کہتے ہیں
هَذَا يُرِيدُ الْمُلْكَ مِثْلَ فُلَانِ	کہ قاضیوں کے پاس اس کی شکایت کرو کیونکہ وہ
فَاعْقِرُوهُ مِنْ قَبْلِ اشْتِدَادِ الْأَمْرِ مِنْهُ	فیصلہ کر دینگے ورنہ بادشاہ کے پاس شکوہ لیجاؤ اور کہو کہ یہ
بِقُوَّةِ الْأَتْبَاعِ وَالْأَعْوَانِ	شخص بادشاہی لینا چاہتا ہے نہیں بلکہ بادشاہی کو خراب
وَإِذَا دَعَاكُمْ لِلرَّسُولِ وَحُكْمِهِ	کر دیگا فلانے کی طرح آپ اس کی کونچیں کاٹ دو اس سے پہلے
فَادْعُوهُ كُلُّكُمْ لِرَأْيِ فُلَانِ	کہ اس کا کام مضبوط ہو جاوے اپنی بادشاہی انتظام کے ساتھ
وَإِذَا اجْتَمَعْتُمْ فِي الْمَجَالِسِ فَالْغَطُوا	اور کہتے ہیں کہ جب کوئی تم کو رسول اور اس کے حکم کی طرف بلاوے
وَالْغُوا إِذَا مَا خَنَجَ بِالْقُرْآنِ	تو تم سب اس کو فلانے کی رای کی طرف بلاؤ اور جب تم مجلسوں
وَاسْتَنْصِرُوا بِمَحَاضِرٍ وَشَهَادَةٍ	میں جمع ہوا کرو اور کوئی شخص قرآن مجید سے دلیل لیا کرے
قَدْ أُصْلِحَتْ بِالرِّفْقِ وَالْإِتْقَانِ	تو تم شور و غل دیا کرو اور رد لیا کرو ایسے موقع میں اس پر
لَا تَسْأَلُوا الشُّهَدَاءَ كَيْفَ تَحَمَّلُوا	جھوٹی گواہی دینے کے ساتھ جس کو تم پہلے اپنے درمیان
وَبِأَيِّ وَقْتٍ بَلْ بِأَيِّ مَكَانِ	سوچ سمجھ لو پھر گواہوں سے گواہی کے تحمل کی کیفیت پوچھ

اور یہ دریافت نہ کرو کہ کس وقت یہ بات اس سے سنی ہے اور کس مکان میں۔ ۱۲

وہاں تک کہ بیان کیا حافظ ابن قیم نے اللہ تعالیٰ اُس پر رحمت کرے۔ بڑے اور شریر عالموں کا حال ایک دن نونیہ کا یہ مقام جو آپ کے پاس پڑھا گیا تو آپ نے فرمایا۔ کہ بعینہ یہی واقعہ اس عاجز کے ساتھ پیش ہو چکا ہے۔ جس کو حافظ ابن قیم نے بیان کیا ہے۔ الغرض دونوں فریق امیر کی مجلس میں حاضر ہوئے مخالفین بولے اس شخص کے ساتھ ہماری کچھ گفتگو اور مناظرہ نہیں ہے۔ کیونکہ پختہ گواہوں کے ساتھ ہم ثابت کر دیتے ہیں۔ کہ یہ شخص ایسے کلمات بولتا ہے۔ جن سے اس

کا کافر اور مرتد ہونا لازم آتا ہے۔ جھوٹے گواہ مانگے گئے۔ سبحان اللہ تعصب اور نفسانیت اور مرتبہ اور عزت کی محبت کیسی بُری بلا ہے۔ کہ اچھے اچھے لوگوں کو اندھا اور بہرا کردیتی ہے اور وہ ایمان اور آخرت کو اُس کے مقابلہ میں نسیاً منسیاً کردیتے ہیں۔ جھوٹے گواہوں نے گواہی دی۔ کہ یہ شخص حضرت کا منکر ہے۔ اور شفاعت کا مُنکر اور نبوّت کا دعوےٰ کرنے والا اسی طرح اور بہت سی باتیں سُنائیں۔ اللہ تعالیٰ اُن سب باتوں سے پناہ دیوے امیر وقت نے سمجھ لیا۔ کہ یہ سب جھوٹ ہے۔ مگر اس ڈر کے مارے کہ سلطنت میں ان لوگوں کے شور و شغب سے تزلزل پڑ جاویگا۔ بولا مصلحت یہی معلوم ہوتی ہے۔ کہ تم اس ملک سے چلے جاؤ۔ اور شہر کابل سے آپ کو نکالدیا۔ سب تابعدار اور دوست آپ کی جُدائی پر نالاں و گریاں تھے لیکن آپ کو کچھ تردد اور اضطراب نہیں ہُوا۔ اور فرمایا جب یہ جلاوطنی اور اہل و احباب کی جدائی مالک کے راہ اور رب الارباب کی رضا ڈھونڈھنے میں ہے۔ تو پھر کیا پرواہ۔ زبان پشتو میں آپ نے ایک عجیب قصیدہ کہا ہے از انجملہ یہ چار شعر ہیں ؎

عزت آبروے مولے لہ تا قربان دی آغا کہ پلاس راشی مرضے پہ دلشہ نہ ارزیژے
کہ مے صد جانونہ وی مولے لہ تا قربان شہ آغا طالب یم ستا و مرضے خومی مری غوخیژے

یعنی میری عزت اور آبرو اے مالک تجھ پر سے قربان ہے۔ اگر تیری رضامندی ہاتھ آجاوے تو عزت اور آبرو کو میں ایک جو کے برابر بھی نہیں سمجھتا۔ اور اگر میری سو جانیں ہوں تو بھی تجھ پر فدا ہیں۔ میں تو تیری خوشی کا طالب ہوں۔ یہانتک کہ میرا سر بدن سے جدا کیا جاوے جب وہ علما کابل سے غزنی میں واپس آئے۔ تو لوگوں نے پوچھا۔ کیا فیصلہ کرآئے۔ بعض انصاف پسند عالموں نے صاف کہدیا۔ کہ ایمان کو کابل چھوڑ آئے ہیں۔ لوگوں نے کہا۔ کیوں اُنھوں نے جواب دیا۔ کہ جب ہم جھوٹی گواہی نہ دیتے۔ تو خان ملا خان ہماری سالیانہ تنخواہ موقوف کردیتا اُن عالموں میں سے بعض عالموں نے نزع کے وقت اس جھوٹی گواہی کا اقرار بھی کیا اور اپنے مالک سے بخشش طلب کی۔ اُن میں سے ہیں ملا عبدالخالق اندری شالگر کے رہنے والے اور قاضی میر افضل ازبکی مقر کے رہنے والے حاصل کلام آپ امیر دوست محمد خان کے حکم سے سواد بنیر میں پہنچے۔ اور وہاں سے کوٹھہ میں اور وہاں سے ہزارہ میں ولایت کے عالموں کے ساتھ آپ کا مشاہرہ عظیمہ

مشہور و معروف ہے۔ ایک جہان اس سفر میں آپ کی صحبت سے فیضیاب ہُوا۔ آپ کسی مباحثہ میں مغلوب نہیں ہوئے۔ اور فتح اور مدد آپ ہی کی طرف ہوتی۔ حدیث کی کتابوں کی سند حاصل کرنے کے لئے آپ ملک ہزارہ سے دہلی میں بقیۃ المحدثین فخر المتاخرین زمانے کے اُستاد اور وقت کے امام سید محمد نذیر حسین صاحبؒ کی خدمت میں گئے۔ اور حدیث کی کتابوں کی وہاں سند حاصل کر کے واپس آئے۔ اور آپ کے واپس آنے کے وقت دہلی کا غدر جو مشہور ہے ظہور میں آیا۔ تمام عالم کے مال اور اسباب لوٹے گئے۔ الا ماشاء اللہ۔ حافظ حقیقی نے آپ کا اسباب بمعہ کتابوں کے بچالیا۔ لوٹیروں نے راستے میں آپ پر حملہ کیا۔ اور کابلی ٹٹو جو آپ کے بدن پر تھا۔ آپ کے بدن سے اُتار کر بھاگ گئے۔ ایک دن کے بعد وہی ٹٹو خوب تر کر کے لے آئے۔ اور آپ کے آگے رکھ کر چپ چاپ چلے گئے۔ جب آپ پنجاب میں پہنچے تو اللہ کے راستے کی طرف لوگوں کو بلانا شروع کیا۔ اور کتاب و سُنت کی تابعداری کی رغبت دینے لگے۔ اس کے بعد کہ پنجاب میں توحید کا نام و نشان نہ تھا۔ ہزاروں آدمی آپ کی صحبت بابرکت سے توحید کا دم بھرنے لگے۔ یہ سب مسجدوں کی آبادی اور نماز روزے کا لحاظ اور حدیث پر عمل کرنا اور کتاب و سُنت کا پڑھا یا جانا اور سلف کے عقیدے کو اختیار کرنا جو پنجاب کے شہروں میں آج تو دیکھ رہا ہے آپ ہی کی سعی اور کوشش کا نتیجہ ہے ورنہ آپ سے پہلے کسی شخص کو ان باتوں کے ساتھ سروکار نہ تھا اس مضمون کو مولوی عبداللہ صاحب جو غلام رسول ساکن قلعہ کے نام سے مشہور ہیں رشتہ نظم میں لائے ہیں ؎

تعالی اللہ چہ باد صبحگاہی
رواج جانفزای سنت از وے
شگفتہ از وے چہ گلہا گونہ گونہ
کہ ہیچ مسکن نہ باغ و زغن بود
ز سنت گشتہ خنداں لالہ و گل
کہ بازاے طغیان بیچ نی گلزار
اگر دانستہ ایام دوری
دریں ایام در ہر شہر خانہ

رسید از مہبط فضل الٰہی
شنیدہ عاشقاں حق پہ پایے
بساطین ارم را شد نمونہ
خزاں را دست بر سیر و چمن بود
بہر گل نغمہ پرواز است بلبل
کہ بے تو لالہ داغ گل شدہ خار
کہ گردد سنگ قرا صبوری
ز عبداللہ کند ہر کس فسانہ

ہزاراں نغمۂ عشقش در آغوش
ز غزنی آمد اول بر ہزارہ
سموم بدعت ار چہ باغ پنجاب
کنوں از فیض این باد بہاری
صبا از من سحرگاہے گذر کن
بیاد بیدلاں را باش دلدار
جدائی را نکے کردم گوارا
رواج ترجمۂ قرآن بہر جا

کہ گردد ما سوا از وے فراموش
فتاد آخر بلاہور ش گذارہ
نمودہ بود بس بے آب بیتاب
بہر جا سبز و سبزہ جویبار ی
از ین موسم بجانا نم خبر کن
ز ہجرت بلبلاں را نالۂ زار
ترحم کن بحال من خدا را
ز آثار نبوت گفتگو ہا

سبحان اللہ کہ آفتاب خراسان کی بلندی پر چمکا۔ اور ہندوستان کے میدان نے اُس سے روشنی حاصل
کی انتھی۔ پھر آپ پنجاب کے ملک سے ڈیرہ اسمٰعیلخان میں گئے۔ پھر اُس جگہ سے بدین امید
کہ اب امیر دوست محمد خان کا خیال بدل گیا ہوگا۔ اپنے وطن مالوف میں پہنچے۔ ایک ماہ اپنے وطن
میں اقامت کرنے کو ہو گیا ہوگا۔ کہ یکایک امیر دوست محمد خان کے سوار آپ کے اخراج کا پروانہ لیکر
پہنچے۔ آپ وہاں سے نکل کر ملک ناوہ میں گئے۔ اور وہاں اقامت فرمائی۔ اس شہر کے عالم
جمع ہوئے۔ اور لشکر کو فراہم کیا۔ تاکہ آپ کو وہاں سے بھی نکالدیں۔ اور آپکا اسباب اور کتابیں
لوٹ لیں اُس بستی کے لوگ جس میں آپ اقامت رکھتے تھے۔ ان عالموں کے مجمع میں گئے اور بولے
اگر تمہارا ارادہ مباحثہ کرنے کا ہے۔ تو ہمارے سامنے ان کے ساتھ مباحثہ کرو۔ اور اگر فتنے و فساد کا
ارادہ ہے تو ہم بھی تمہارے ساتھ مقابلہ کرینگے۔ اتفاقاً اسی وقت آپ کے خادموں میں سے ایک
شخص ملا مراد نام اُس مجلس میں پہنچا۔ اور بولا۔ اگر مناظرہ کی خواہش ہے تو میرے ساتھ مناظرہ
کرو جب مباحثہ شروع ہوا تو اُس نے ایسی گفتگو کی کہ سب کو چپ چاپ کر دیا۔ آپس میں کہنے لگے
یہ شخص اُس کے ادنیٰ خادموں میں سے ہے۔ اور ہم کو اس کے ساتھ مباحثہ کرنے کی طاقت نہیں ہے۔
تو اس کے ساتھ ہم کیونکر مباحثہ کرسکتے ہیں اور مباحثہ سے انکار کیا۔ چونکہ بستی والے زور آور تھے۔
اس لئے وہ عالم فتنہ برپا نہ کرسکے۔ اور لاچار ہو کر بھاگ گئے۔ آخر الامر امیر دوست محمد خان نے
وہاں سے بھی نکالنے کا حکم بھیجدیا۔ بیچارے بستی والے اگرچہ زبردست تھے لیکن وقت کے بادشاہ کا
مقابلہ تو نہ کرسکتے تھے۔ ناچار ہو کر آپ کو بمعیت آپ کے اہل و عیال کے یاغستان کے پہاڑوں میں پہنچا
گئے۔ آپ نے اُس پہاڑ کے دروں میں سے ایک درے میں آبادی کی اس قدر امتحانوں اور
مقدمات میں آپ کو کسی قسم کی استکانت اور ضعف اور سستی رب العالمین کے دین میں نہیں
پہنچی۔ اور برابر توحید اور اتباع سنت کے رواج دینے اور صفات رب العالمین کے ظاہر پر جاری کرنے
اور شرک اور بدعتوں اور رسموں کے رد کرنے میں مصروف رہے۔ ملک ناوہ کے عالموں نے اس وقت
کو غنیمت سمجھا کہ اس وقت پہاڑوں میں تو ان کا کوئی مددگار نہیں ہے۔ سینکڑوں لوگوں کو جمع
کرکے آپ پر چڑھ آئے۔ اور آپ کے گھروں کو جلا دیا۔ اور چند لوگوں کو آپ کے تابعداروں میں سے
زخمی کر گئے۔ مگر آپ کو اور آپ کے اہل و عیال کی رب العلمین نے ایسی نگہبانی کی۔ کہ کسی کو ان میں سے

سخت چوٹ نہ لگی۔ سب دشمنوں کے درمیان سے سلامت نکل آئے۔ اور آپ کا اسباب اور
کتابیں سب دشمنوں کے ہاتھ میں آئیں بعض عالم اور آپ کے تابعدار مصلحۃً ان کے ساتھ مل گئے
اور جب دیکھا کہ یہ ظالم ظلم کرتے ہیں تو جدا جدا ہو گئے۔ اور آپ کے اسباب اور منتشر کتابوں کو ایک جگہ
جمع کیا اور اور دشمنوں سے ان کو بچا لیا۔ اور آپ کی خدمت بابرکت میں پہنچا دیا۔ یہ سب رب العالمین
کی حفاظت اور حمایت اور تربیت تھی۔ ورنہ ایسے دشمنوں سے مال اور جان کا سلامت رہنا عقل کے خلاف
ہے۔ حاصل کلام آپ بُرے عالموں اور ظالم حاکموں کے ہاتھ سے جور اُٹھاتے دیہ بدیہ اور کوہ بکوہ
پھرتے رہے۔ اور جس جگہ پہنچتے وہاں کے لوگ آپ کے مخالف ہو جاتے۔ اور وہاں سے نکال دیتے
سبحان اللہ ان امتحانوں اور جلاوطنی اور تمام جہان کی دشمنی میں آپ ایسے مرفہ الحال اور خوش
عیش رہتے۔ کہ کوئی امیر آپ سے بڑھ کر اطیب عیش میں نے نہیں دیکھا۔ گویا غیب سے قسم قسم کی
نعمتیں آپ کے سر پر برستی تھیں۔ وہ کون نعمت تھی۔ جو آپ کے پاس ان پہاڑوں میں نہیں پہنچتی تھی
ان دنوں میں امیر دوست محمد خان نے شہر ہرات میں وفات پائی۔ چونکہ ان پہاڑوں میں آپ کوئی
سکونت کی جگہ نہیں پاتے تھے۔ پھر اپنے وطن کی طرف کہ وہاں کے باشندے آپ کے عقیدت مند
تھے مراجعت کی امیر شیر علیخان ملک کا امیر ہوا۔ انہیں بُرے عالموں نے امیر شیر علی خان کو آپ کی
ایذا دینے پر ترغیب دی۔ آپ امیروں کی ملاقات سے نہایت نفرت رکھتے تھے۔ اس قدر امتحانوں
میں بھی کبھی آپ کسی امیر کے پاس نہ گئے۔ امیر وقت کے نام ایک خط اس مضمون کا لکھا۔ کہ میں مظلوم
ہوں اور حاسدوں کے افترا اور تہمت کے ساتھ تمہارے باپ نے مجھ کو اپنے ملک سے بدر کر دیا تھا
تم اس کام میں اپنے باپ کی تابعداری نہ کرو۔ امیر نے جواب میں لکھا کہ میں ایک شخص کی تمام رعایا
کے خلاف رعایت نہیں کرسکتا۔ تم کو لازم ہے۔ کہ ہماری ولایت سے باہر ہو جاؤ۔ آپ حیران
ہوئے۔ کہ اب کس طرف جاؤں۔ اور کوئی جگہ بھاگنے کی نہ دیکھی جنگل کی کسی غار میں اکیلے جا کر چھپ
گئے۔ اور کچھ مدت پوشیدہ رہے۔ ان دنوں میں یہ الہام ہوا۔

فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

پھر کٹ گئی جڑھ ان ظالموں کی اور تعریف ہے واسطے اللہ کے جو رب ہے سارے جہان کا۔

اور یہ شعر بھی الہام ہوا۔ ـــ

ای مدعی بہیچ کہ سر بہیچ میشوی   من سبزہ دمیدہ زبستان کیستم

انہیں دنوں میں اس کی سلطنت الٹ پلٹ ہوگئی - اور اس کا اقبال ادبار کے ساتھ بدل گیا۔ اور وہ اپنی سلطنت سے جدا ہوکر ہرات چلا گیا - پھر محمد افضل خاں اور محمد اعظم خان کی سلطنت کی نوبت پہنچی - بُرے مولویوں دین فروش جاہ عزت کے طالبوں اور دین و آخرت کے تارکوں نے پھر وہی تہمتیں اور جھوٹ محمد افضل خان اور محمد اعظم خان کے کانوں تک پہنچائی اور طرح طرح کے وسواس اور وہم اُن کے دلوں میں ڈالدیئے - اور آپ تو کسی حاکم کے پاس جاتے ہی نہ تھے - وقت کے امیر محمد افضل خان نے مقر کے حاکم کے نام پروانہ لکھا کہ فلاں شخص کو بے خبر پکڑو و خبردار ہاتھ سے نہ جاوے - سردار محمد عمر نے اسی وقت ایک سلحدار سواروں کا رسالہ رات رات بھیجدیا جنہوں نے آدھی رات کے قریب مکان کا آگرا احاطہ کرلیا۔ اُنہوں نے آپ کو پکڑلیا اور آپ کو اور آپ کے تمام اسباب اور کتابوں کو ملک کے صوبہ سردار محمد عمر خان پسر امیر دوست محمد خان کے پاس لاکر حاضر کیا - اور آپ کے فرزندوں میں سے مولوی محمد صاحب مرحوم اور مولوی عبد اللہ صاحب مرحوم اور مولوی عبد الجبار صاحب مرحوم اُس وقت آپ کے ہمراہ تھے - سب لوگوں کو یہی یقین تھا - کہ وہاں پہنچتے ہی سخت سزا دیئے جاوینگے - جب آپ وہاں پہنچے - تو صوبہ دار صرف آپ کا مبارک چہرہ دیکھ کر نرم ہوگیا - ادب کے ساتھ بولا - کہ آپ کیوں اس اپنے راستہ کو چھوڑ نہیں دیتے - جو کچھ وقت کے مولوی کرتے ہیں - آپ بھی اُن کے ساتھ شریک ہوجائیں سردار محمد عمر کے جرنیل نے کہا - کہ اس شخص کو میرے ہاتھ میں دو - میں اس کو توپ سے اڑا دوں آپ نے جواب میں فرمایا - مجھ کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ میں کتاب اللہ اور سنت کو جاری کروں - بارہا مجھ کو الہام ہوا ہے

یَا عَبْدِیْ هٰذَا کِتَابِیْ وَ هٰذَا عِبَادِیْ   یعنی اے میرے بندے یہ میری کتاب ہے اور یہ میرے
فَاقْرَءْ کِتَابِیْ عَلٰی عِبَادِیْ۔   بندے ہیں پس پڑھو میری کتاب میرے بندوں پر -

اور یہ بھی الہام ہوتا ہے۔

وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِیْ   اور کبھی تو چلا اُنکی خواہشوں پر بعد اس علم کے جو تجھ کو پہنچا تو تیرا
جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَالَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ   کوئی نہیں اللہ کے عذاب سے حمایت کرنیوالا نہ مددگار -

میں محکم قصد اور مصمم ارادہ رکھتا ہوں - کہ جب تک جان بدن میں ہے اور سر تن پر کتاب

و سنت کی خدمت میں سرگرمی سے کوشش کروں یہ مصیبتیں کیا ہیں جو مجھ پر آتی ہیں - میں تو اپنے مالک سے یہی چاہتا ہوں کہ اس راہ میں پارہ پارہ کیا جاؤں - اور میری آنتڑیاں اور روودے جنگل کے درختوں اور کانٹوں پر ڈالی جاویں - اور پھر ان کو کوے اپنی چونچیں ماریں اور دل کے جوش کے ساتھ اور بھی ایسی باتیں کیں کہ اس مجلس کے لوگ کیا صوبہ دار اور کیا دوسرے سب رو رہے تھے - سردار کے جرنیل نے کہا - ظاہر میں تو یہ شخص خوب ہے ملک کے صوبہ سردار محمد عمر نے کہا کہ بخدا اس شخص کا باطن بھی خوب ہے - تو نہیں دیکھتا کہ ولایت کا دم بھرتا ہے - اُسی وقت حکم دیا - کہ اسی وقت ان کا تمام اسباب اور کتابیں ان کے گھر پہنچا دو - اور اس ملک کے قاضیوں اور عالموں کو مباحثہ کے واسطے طلب کیا - سب علما جمع ہوئے ان مولویوں کے سرگروہ ابن محوت مقری تھے - اُس نے صوبہ کے سامنے گفتگو شروع کی - آپ نے اپنے چھوٹے لڑکے کو کہ اس وقت اُس کی عمر بیس سال کی تھی - پیش کیا مجلس کے تمام لوگ حیران تھے - کہ یہ چھوٹا سا لڑکا ان اعلام کا کیونکر مقابلہ کرسکیگا - مگر چونکہ اللہ تعالیٰ حق والوں کے ساتھ ہے - وہ لڑکا ایسا غالب آیا - کہ صوبہ اور مجلس کے اعیان آفرین آفرین کہنے لگے - اور باہر اندر شور و غل پڑ گیا - کہ ایک چھوٹے سے لڑکے نے تمام عالموں اور قاضیوں کو ساکت اور ملزم کردیا - اُسی وقت ملک کے صوبہ نے امیر افضل خان اور اعظم خان کے نام خط لکھا کہ حسب الحکم آپ کے میں نے اس شخص کو گرفتار کیا - اور اس نواح کے علماء اُس کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لئے حاضر ہوئے - لیکن ان سے کچھ نہ بنا - بلکہ ملزم اور ساکت ہوکر چلے گئے - یہ شخص صالح اور فقیر ہے - اور دنیا کے اسباب سے بالکل عاری ہے جو کچھ حکم ہو - ارقام فرماویں اُنہوں نے جواب میں لکھا - کہ تمام احتیاط کے ساتھ بلا درنگ شہر کابل میں ہمارے پاس ان کو پہنچا دو - ملک کے صوبہ نے اُسی وقت سوار آپ کے ساتھ مقرر کئے - اور کابل میں پہنچا دیا - ملا مشکی اور ملا نصر اللہ وغیرہ امیر افضل خان اور اعظم خان کے پاس گئے - اور کہا کہ امیر دوست محمد خان کے عہد میں ہم اس کا کفر ثابت کرچکے ہیں - اب دوبارہ تحقیق کی حاجت نہیں - سب نے متفق ہوکر قتل کا فتویٰ لکھا - مگر ملا مشکی کہ وہ اُن میں سے تھوڑے انصاف رکھتا

[1] اس سے مراد مولوی عبد الجبار صاحب ہیں - جنہوں نے اس رسالہ کو بنایا ہے - ۱۲

تھا۔ اُس فتویٰ میں ان کا شریک نہ ہُوا۔ بہت گفتگو کے بعد قتل کے فتویٰ کو چھوڑ گیا۔ اور یہ فتویٰ دیا۔ کہ دُرّے مارے جاویں۔ اور سر اور ڈاڑھی مونڈی جاوے اور منہ کالا کیا جاوے اور گدھے پر سوار کرکے مشہور کیا جاوے۔ اور جب اُنہوں نے یہ فتویٰ لکھا۔ تو اُس وقت سے لیکر اجراءِ حکم تک آپ اور آپ کے تینوں بیٹے بحکم امیر نظر بند رہے۔ امیر محمد افضل خان نے بُرے عالموں اور محمد اعظم خان کی رعایت کے واسطے مجبوراً ان کی مرضی کے مطابق حکم کر دیا۔ اور اسی طرح کا فتویٰ بُرے عالموں نے امام مالک کے حق میں جعفر بن سلیمان مدینہ کے حاکم کو دیا تھا۔ جب امام مالک نے فتویٰ دیا۔ کہ مکرہ کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ جیسا کہ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیا میں وہب بن منبہ سے نقل کیا ہے۔

اَنَّ مَالِكًا لَمَّا ضُرِبَ وَحُلِقَ وَحُمِلَ عَلٰى بَعِيْرٍ فَقِيْلَ لَهٗ نَادِ عَلٰى نَفْسِكَ قَالَ فَقَالَ اَلَا مَنْ عَرَفَنِيْ فَقَدْ عَرَفَنِيْ وَمَنْ لَّمْ يَعْرِفْنِيْ فَاَنَا مَالِكُ ابْنُ اَنَسِ ابْنِ عَامِرٍ الْاَصْبَحِيُّ وَاَنَا اَقُوْلُ طَلَاقُ الْمُكْرَهِ لَيْسَ بِشَيْءٍ قَالَ فَبَلَغَ جَعْفَرَ ابْنَ سُلَيْمَانَ اَنَّهٗ يُنَادِيْ عَلٰى نَفْسِهٖ بِذٰلِكَ فَقَالَ اَدْرِكُوْهُ فَاَنْزِلُوْهُ

یعنی امام مالک کو جب درے مارے گئے۔ اور ان کا سر اور ڈاڑھی مونڈھی گئی۔ اور اونٹ پر سوار کئے گئے۔ تو کسی نے کہا۔ کہ آپ خود منادی کرو۔ کہ میں نے یہ کام کیا ہے اور مجھ کو یہ سزا ملی کہا وہب بن منبہ نے پس فرمایا امام مالک نے سنو لوگو۔ جو شخص مجھ کو پہچانتا ہے وہ تو پہچانتا ہے اور جو مجھ کو نہیں پہچانتا تو میں مالک بیٹا انس کا جو بیٹا تھا عامر اصبحی کا اور میں کہتا ہوں کہ مجبور کی طلاق واقع نہیں ہوتی کہا وہب بن منبہ نے پھر جعفر بن سلیمان کو یہ خبر پہنچی۔ کہ امام مالک اپنے نفس پر یہ منادی کر رہے ہیں۔ وہ بولا کہ پاؤ اُس کو اور اونٹ سے اُتار دو۔ انتہیٰ۔

اور اُس کی غرض اس تعزیر سے یہ تھی۔ کہ اس فتویٰ دینے سے امام مالکؒ باز آویں اور امام مالک کو اس مسئلہ کے اشتہار کا موقع مل گیا۔ اس لئے حاکم نے کہہ دیا۔ کہ جلد پہنچو۔ اور اتار دو۔ ایسا نہ ہو۔ کہ یک نشد دو شد کا مصداق ہو جاوے۔ اللہ اکبر۔ کوئی شخص ان حاکموں اور عالموں سے ایسا نہ نکلا۔ جو اس قدر کہتا کہ اس فتوے کا کیا ثبوت ہے۔ اور اس کی کیا دلیل ہے۔ فقط۔ مدعیوں کی باتوں کو سند پکڑا اور مدعا علیہ سے کسی نے نہ پوچھا۔ کہ آیا یہ باتیں فی الواقع ہیں یا آپ پر بہتان باندھتے ہیں۔ آپ کو سمیت تینوں بیٹوں کے تمام شہر میں مشہور کیا۔ خاص آپ کو سو دروں سے زیادہ لگائے ہونگے۔ تین آدمی نوبت بنوبت آپ کو مارتے تھے۔ جب ایک تھک جاتا تو دوسرا اُس کے ہاتھ سے درہ پکڑ لیتا سب لوگوں کو یہی یقین تھا۔ کہ آج آپ فوت ہو جاویں گے۔ کیونکہ آپ معمّر

اور ضعیف تھے۔ اسی اثنا میں ایک ظالم طرّاز بروست آیا۔ اور بڑے غصّے سے اُس نے محتسب کے ہاتھ سے درہ چھین لیا۔ اور بولا کہ تو آہستہ آہستہ مارتا ہے پھر اُس نے اور زور زور سے مارنا شروع کیا جب اُس نے کئی بار درہ مارا تو دوسرے لوگ بولے کہ اے ظالم تو نے ان کو مار ڈالا اور وہ اس کے ہاتھ سے چھین لیا۔ ایک دن امام نووی کی کتاب ریاض الصالحین آپ کے سامنے پڑھی جا رہی تھی۔ جب یہ حدیث آئی۔

مَا يَجِدُ الشَّهِيْدُ مِنْ مَسِّ الْقَتْلِ اِلَّا كَمَا يَجِدُ اَحَدُكُمْ مِنْ مَسِّ الْقَرْصَةِ

یعنی شہید کو مقتول ہونے کے وقت اتنی درد بھی نہیں ہوتی جتنی ایک تمہارے کو چیونٹی کے کاٹنے سے درد ہوتی ہے

تو فرمایا۔ میں باوجودیکہ شہید بھی نہیں ہُوا تھا۔ شہر کابل میں وہ پہلوان جو مجھے نہایت زور سے مارتا تھا۔ مجھے خبر بھی نہ تھی۔ کہ مجھے مار رہا ہے یا کسی اور کو۔ مولوی عبد الاحد خانپوری نے ایک دن عرض کی۔ کہ میرے حق میں بھی دعا کرو۔ کہ اللہ تعالیٰ ایمان میں استقامت دیوے۔ فرمایا کہ میں اُس شخص کے حق میں بھی دعا کرتا ہوں۔ جو کابل میں مجھ کو نہایت سختی سے مارتا تھا۔ کہ یا اللہ اس کو معاف کر اور اس کو بہشت میں داخل کر کیونکہ وہ جاہل تھا۔ جانتا نہ تھا۔ تمہارے واسطے کیوں دعا نہ کروں۔ بلکہ میرے دل سے بے اختیار تمام مسلمانوں کے لئے دعا نکلتی ہے جو آدم سے اس دم تک پیدا ہوئے ہیں۔ اور اس وقت کے کافروں کے واسطے بھی ہدایت کی دعائیں کرتا ہوں۔ جو زندہ ہیں۔ کئی دفعہ آپ کی زبان مبارک سے میں نے سنا کہ فرمایا کرتے تھے جن لوگوں سے میں نے قسم قسم کی تکلیفیں اور گوناگوں ضرر اُٹھائے ہیں میں نے سب کو معاف کر دیا قیامت میں اللہ تعالیٰ میرے لئے کسی کو نہ پکڑے۔ جب وہ ظالم اس زدو کوب اور تشہیر سے فارغ ہوئے اور آپ کو سمیت بیٹوں کے قید خانہ میں لے گئے۔ تو بعض دوستوں نے کہا کہ اس زدو کوب کا کچھ علاج کرنا چاہئے۔ ورنہ آپ ہلاک ہو جاویں گے۔ جب دیکھا تو آپ کی پشت مبارک پر تھوڑی سی سُرخی بھی نمودار نہیں تھی۔ گویا آپ کو کوئی چوٹ ہی نہیں لگی تھی۔ کابل کے امیروں میں سے ایک عالم گل خان نام کہتا تھا کہ مجھ کو بسبب اس واقعہ کے آپ کے ولی ہونے پر یقین کامل ہو گیا۔ کیونکہ اس قدر سخت اگر میرے اس ہاتھی کو مارتے تو بخدا یہ بھی ہلاک ہو جاتا لیکن اس شخص کو باوجود اس قدر ضعف اور کلاں سالی کے کچھ نہیں ہُوا۔ اس واقعہ عظیمہ کے بعد

آپ کو یہ الہام ہوا۔

وَجَزَاهُمْ بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا — اور بدلا دیا ان کو اس پر کہ انہوں نے صبر کیا بہشت اور کپڑے ریشمی

آپ کے دوستوں میں سے ایک شخص آپ کے پاس قید خانہ میں آ کر اس واقعہ پر رونے لگا فرمایا تو کیوں روتا ہے۔ عزت اور ڈاڑھی کیا چیز ہے۔ جو مولیٰ کی راہ و رضا میں چلی گئی شکر کرو۔ کہ دین ہاتھ سے نہیں گیا۔ رونا تو مخالفین کو چاہئے۔ کہ دین سے وہ ہاتھ دھو بیٹھے۔

اَفْسَدُوْا عَلَىَّ دُنْيَایَ وَاَفْسَدْتُّ عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ — یعنی انہوں نے میری دنیا کو خراب کر دیا اور میں نے ان کے دین کو خراب کر دیا۔

دو سال اپنے بیٹوں کے ساتھ قید رہے۔ ان سنگدل حاکموں کی طرف سے ایک حبہ بھی آپ کے خرچ کے لئے مقرر نہ تھا۔ بس قید خانہ میں ڈال گئے اور پھر خبر نہ لی۔ شہر کے لوگوں کے دلوں میں اللہ کی طرف سے القا ہو گیا۔ وہ ہر وقت قسم قسم کے کھانے اور پھل آپ کے سامنے لاتے۔ اور اس قدر فراخی تھی۔ کہ اپنے گھروں میں کبھی اس قدر فراخی نہیں دیکھی تھی۔ امیر افضل خان بعارضہ وبا مر گیا۔ اس کے بعد امیر اعظم خان تخت پر بیٹھا اس کمبخت ظالم نے خان ملا خان عبد الرحمٰن نام کے بہکانے سے عین گرمی کے موسم میں پیادہ پا آپ کو بغیر زاد راہ پشاور کی طرف نکال دیا۔ اور سخت دل سپاہیوں کو آپ کے ساتھ مقرر کیا کہ بہت جلد آپ کو پشاور پہنچا دیں۔ اوپر سے گرمی کی آگ برستی تھی۔ اور نیچے سے زمین کی تپش کے ساتھ پاؤں جلتے تھے۔ اور سنگدل سپاہیوں کی وجہ سے جو آپ کے پیچھے تھے آرام کی نوبت نہ ملتی تھی۔ اس سفر میں آپ کے دو خادم آپ کے ساتھ تھے۔ ایک ملا سفر نام اور ایک ملا مراد نام جب آپ چل نہ سکتے تو ملا سفر اللہ تعالیٰ اس کو دارین میں عزیز کرے آپ کو اپنی پیٹھ پر اٹھا لیتا الغرض نہایت تکلیف کے ساتھ پشاور پہنچے۔ اسی سبب سے ملا سفر احلا عبد اللہ کے نام سے مشہور ہو گیا اس اثنا میں آپ کو کئی بار یہ الہام ہوا۔

فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ — پھر کٹ گئی جڑ اور ان ظالموں کی اور تعریف ہے واسطے اللہ کے جو رب ہے سارے جہان کا۔

اور اسی طرح یہ القا ہوا۔

اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ — تحقیق ہم گنہگاروں سے بدلہ لینے والے ہیں۔

ایک ماہ پورا نہ گذرا ہوگا۔ کہ اس کی سلطنت نہ رہی۔ اور ہزیمت کھا کر نکل گیا۔ اور کوہ بکوہ سرگردان و حیران پھرا کیا۔ اور اس کے اہل عیال جو عمر بھر کبھی گھر سے باہر نہیں نکلے تھے۔ اس کے پیچھے ان کو بھی نکال دیا گیا۔ کہ یہ

فَلَمَّا اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ — پھر جب غصے میں لائے ہم کو بدلہ لیا ہم نے ان سے۔

کے مضمون کے مطابق امیر دوست محمد خان کے خاندان کو اللہ عزوجل نے اپنی قدرت کاملہ کے ساتھ ایسا پراگندہ اور منتشر کیا۔ کہ گویا کہ یہ

فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ — پھر کر ڈالا ہم نے ان کو کہانیاں اور چیر کر ڈالا ان کو ٹکڑے ٹکڑے

کے مصداق یہی ہیں۔ کہ ملک پشاور اور پنجاب اور ہندوستان میں نصاریٰ کے ہاتھ میں محبوس و مقید ہیں۔ اور بعض ان میں سے جنگلوں اور پہاڑوں میں پریشان و سرگردان ہیں ایسا کیوں نہ ہو ہمارے مالک کا فرمان

مَنْ عَادٰى لِیْ وَلِيًّا فَقَدْ بَارَزَنِیْ بِالْحَرْبِ — جو دشمنی کرے ہمارے کسی دوست سے تو وہ تیار ہوا ہمارے مقابلے کو

بالکل سچا ہے وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا — یعنی اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کس کی بات سچی ہے۔

ان مصیبتوں اور تکلیفوں کی مدت پندرہ سال کامل تھی۔ جب پشاور پہنچے تو تھوڑی مدت یہاں توقف فرمایا۔ اور اس جگہ سے بعض دوستوں کے استدعا سے ملک پنجاب کے شہر امرتسر میں پہنچے۔ اور کتاب و سنت کے رواج دینے میں ایسی کوشش فرمائی کہ توحید و اتباع سنت اور عقائد کی بہت کتابیں اور رسالے عام لوگوں کے نفع کے واسطے فارسی اور اردو زبان میں ترجمہ کروا کر چھپوا دیئے۔ اور فی سبیل اللہ تقسیم کر دیئے۔ الحمد للہ جس قدر خوش عقیدہ لوگ کہ آج کل اس شہر امرتسر میں موجود ہیں۔ گمان نہیں کہ ہندوستان اور خراسان کے شہروں میں سے کسی شہر میں اس قدر خوش عقیدہ لوگ موجود ہوں۔ باوجودیکہ یہ شہر ہندوؤں اور کافروں کا قرار گاہ ہے۔

يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ — کرتا ہے اللہ جو چاہتا ہے اور حکم کرتا ہے جو چاہتا ہے۔

اپنی اخیر عمر میں سورہ کریمہ

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا

جب پہنچ چکی مدد اللہ کی اور فیصلہ اور تو نے دیکھے لوگ داخل ہوتے اللہ کے دین میں فوج فوج اب پاکی بول اپنے رب کی خوبیاں۔ اور گناہ بخشوا اس سے بیشک وہ معاف کرنیوالا ہے۔

کے موافق تمام مشاغل کو ترک کر دیا۔ اور کریمہ

إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنسِيًّا

میں نے مانا ہے رحمٰن کا روزہ سو بات نہ کرونگی آج کسی آدمی سے

کے مضمون کے مطابق ضروری بات کے سوا کسی سے کلام نہ کرتے۔ اور اپنے رب کی طرف متوجہ رہتے ایک دن ایک آدمی مستفیدین میں سے آپ کے پاس ایک امر کی شکایت لے گیا آپ نے فرمایا میں دنیا میں نہیں ہوں۔ فقط۔ میرا ظاہر بدن دنیا میں آپ کا مشاہدہ کرتا ہے۔ ورنہ میں آخرت میں ہوں اور واقع میں بات اسی طرح تھی کہ صرف آپ کے دیکھنے سے خدا یاد آتا تھا۔ اور آپ کی صحبت میں بیٹھنے سے تمام خطرے اور فکر ذرات کی طرح اڑ جاتے۔ اگر کوئی شخص اتفاقاً آپ سے دنیوی امر پوچھتا تو جواب میں فرماتے ؎ بسودائے جانان زجان مشتغل ۔ بذکر حبیب از جہان مشتغل ۔ روپیہ آپ ٹھیکریوں کی طرح سمجھتے تھے صدہا روپے آپ کے پاس آتے۔ اور جس مجلس میں وہ روپے آپ کو ملتے اسی مجلس میں مصارف میں بانٹ دیتے۔ یتیم اور مسکین آپ پر اس قدر دلیر ہو گئے تھے کہ جس وقت آپ کے پاس حاضر ہوتے جس قدر روپیہ کرتا آپ کے ہاتھوں اور دامن سے کھینچ لیتے۔ اور آپ مسکراتے رہتے اور کچھ برا بھلا نہ کہتے۔ جو لوگ پیچھے رہ جاتے ان کو کچھ نہ ملتا۔ آپ کے جیب اور رومال اور دامن تلاش کرتے۔ کہ شاید کچھ ہاتھ آجاوے آپ اپنے سب کپڑے تبسم کرتے کرتے ان کو دکھا دیتے۔ اور فرماتے۔ کوئی چیز نہ رہی۔ انشاء اللہ تعالیٰ جس وقت کہ اور روپیہ آئیگا۔ تم کو دیا جاوے گا بخدا میں نے یہ معاملہ کئی بار اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ تسبیح اور تحمید اور دعاؤں کے سوا آپ کا کوئی دوسرا شغل نہ تھا۔ یہاں تک کہ ۱۵ ربیع الاول ۱۲۹۸ھ میں آدھی رات اللہ کو جا ملے۔ اور زوال کے بعد ظہر کی نماز سے پہلے دفن کئے گئے۔ آپ کے جنازہ پر اس قدر ازدحام تھا کہ بسبب کثرت لوگوں کے بازار بند ہو گئے۔ موافق و مخالف بے اختیار آپ کے جنازہ کے پیچھے دوڑتے اور جنازہ اٹھانے کی نوبت شہر کے رئیسوں کو ملتی تھی۔ تا دوسروں کو کیا پہنچتا اس دن امام احمد

بن حنبل رحمہ کے قول کی سچائی معلوم ہوئی۔

اَلْفَرْقُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ أَهْلِ الْبِدَعِ يَوْمَ الْجَنَائِزِ یعنی ہمارے اور اہل بدعت کے درمیان جنازوں کے دن فرق معلوم ہوتا ہے۔

وہ ازدحام کہ آپ کی نعش مبارک کو ہاتھ لگانے میں دیکھا گیا۔ اس ازدحام سے کم نہ تھا۔ جو حجر اسود کو چومنے کے وقت ہوتا ہے۔ ہزاروں لوگ آپ کے جنازہ پر حاضر تھے۔ اور چند روز تک آپ کی قبر پر نماز جنازہ پڑھتے رہے۔ اور رونیوالے اور آنسو بہانے والے لوٹتے اور ہندوستان اور پنجاب اور پشاور کے اکثر شہروں میں غائبانہ آپ پر جنازہ پڑھا گیا۔ جو الہام اور خوابیں آپ کو کتاب و سنت پر ثابت رہنے اور خلق اللہ کو کتاب و سنت کی طرف بلانے اور تقوےٰ اور توکل اور صبر اور خشیت اور زہد اور قناعت و ترک ماسوی اللہ اور انابت اور آپ کے مقام امانت میں پہنچنے اور آپ کی حفظ اور نصر اور مغفرت کے وعدہ پر ہوئی ہیں۔ وہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں تک پہنچتی ہیں ان کے جمع کے لئے ایک بڑی کتاب چاہئے۔ آپ کی مرقد مبارک شہر امرتسر کے متصل دروازہ سلطان ونڈ کے باہر عبد الصمد کاشمیری کے تالاب کے کنارے پر ہے۔ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَرْضَاهُ وَجَعَلَ جَنَّةَ الْفِرْدَوْسِ مَنْزِلَهُ وَمَأْوَاهُ آمِينَ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ آپ اگرچہ سلوک کی کتابوں اور صوفیہ کے مشاغل مروجہ سے پہلے ہی سے بری تھے لیکن جذبۂ غیبی کے پہنچنے کے بعد اپنے آپ میں صوفیہ کے مشاغل کے ثمرات اور آثار کسی کی تعلیم کے سوا مشاہدہ کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ صوفیہ کے طریق کے مطابق اس راہ طالبوں کو تعلیم دینے لگے۔ اور ہمیشہ ہمہ تن ہدایت کی زیادتی کے لئے اللہ تعالےٰ کے آگے گریاں اور نالاں رہتے۔ گویا آپ کا بدن اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت کرنے اور اس سے ڈرنے کی تصویر تھا محققین محدثین کی کتابوں کے طلب میں خاص کر ابن تیمیہ اور ابن قیم کی تصانیف کی طلب میں سبحان اللہ۔ کس شوق سے عاجزی اور زاری کرتے۔ کہ کبھی سیر نہ ہوتے۔ ان دونوں عالموں کے ساتھ زیادہ محبت رکھتے تھے۔ اور اکثر اہل علم پر ان کو فضیلت دیتے۔ اور فرماتے کہ شاہ ولی اللہ جیسوں کی نسبت ان دونوں شیخوں کے ساتھ ایسی ہے جیسے [illegible] کی نسبت شاہ ولی اللہ کے ساتھ اور ابن تیمیہ کی فضیلت میں فرمایا کرتے تھے۔ میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ جس دن نور تقسیم ہوا ابن تیمیہ کو نور کا ایک بڑا حصہ ملا زاد المعاد کی طلب میں دل کے جوش سے زاری کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ یا ارحم الراحمین زاد المعاد کو میری آخرت کا توشہ بنا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی

دعا قبول کرنے میں اس قدر جلدی فرماتا۔ یہاں تک کہ مستجاب الدعوات ہونا آپ کا ہندوؤں میں بھی مشہور تھا۔ آخر الامر اللہ تعالیٰ کی ولایت سے جس کے ساتھ وہ متوکلوں کو خاص کرتا ہے۔ اور اندھیروں سے نکال کر ان کو نور میں لاتا ہے۔ صوفیہ کے تمام مشاغل مستحدثہ کو ترک کر کے ان کو بدعت کہنے لگے۔ کل بدعة ضلالة کے مضمون کے مطابق مولوی عبداللہ ساکن قلعہ نے جو غلام رسول کے نام سے مشہور ہیں آپ کے حالات اور واردات چند ورق میں لکھے ہیں ایک دن وہ رسالہ آپ کے پاس ایک شخص پڑھ رہا تھا۔ اس رسالے کے آخر میں آپ نے یہ چند حرف اپنے ہاتھ سے لکھے۔ (در آخر ہمہ اشغال را ترک کردند بجز تلاوت کلام اللہ و ادعیہ ماثورہ و از بدعت احتراز میکردو و خواہ بدعت اصلی باشد یا وصفی) انتہی۔ کلامہ رضی اللہ عنا وعنہ۔ بارہا کہا کرتے کہ صوفیوں کا عذر لطیفوں وغیرہ کے احداث میں کہ ہم ان امور کو اصلی مقصود نہیں جانتے۔ بلکہ اس لئے کہ دل قرآن اور اذکار مسنونہ کے انوار سے دور ہیں۔ ان امور کو ہم ناچار منضج اور مسہل کی طرح کہ غذا کے ہضم کی استعداد حاصل کرنے کے لئے ہوتی ہیں۔ درجہ احسان حاصل کرنے کے لئے جو کہ مطلوب ہے۔ قرار دیتے ہیں۔ یہ ان کا عذر مقبول نہیں ہے۔ بدعت کیا ہے نیا نکالنا کسی کام کا دین کے کاموں سے جس کا قرون خیر میں باوجود مقتضی اور عدم مانع کے رواج نہ تھا۔ اگرچہ ان امور میں مشغول ہونے کی حاجت ان قرنوں میں نہ تھی۔ کیونکہ خود بخود صرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کی صحبت بابرکت اور ان کے انوار کی غالب چمک سے احسان کے مرتبہ کو پہنچ جاتے تھے۔ اور تجدد تجاہل کا درجہ پاتے تھے۔ اب بھی ان امور میں مشغول ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ جو کچھ ہے ہمارا قصور ہے۔ احداث کا سبب اگر لوگوں کا قصور ہو۔ تو احداث کا مجوز نہیں ہو سکتا۔ جیسے کہ مروان کا یہ عذر عید کے خطبہ کے مقدم کرنے میں عید کی نماز پر کہ لوگ نماز سے فراغت پا کر متفرق ہو جاتے ہیں۔ اس کے بدعت کا مجوز نہ ہوا۔ بلکہ اس کا یہ کام بدعت سمجھا گیا۔ کیونکہ اس کا قصور تھا۔ کہ خطبہ کو سنت کے موافق نہ کہتا تھا۔ اور اس میں اسلام اور مسلمین کی مصلحتیں بیان نہ کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْ بَلَغَ ۔ تو کہ خبردار کروں تم کو ساتھ اس قرآن کے اور جس کو یہ قرآن پہنچے۔

اور فرماتا ہے۔

وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ الآیۃ ۔ اور بھیجا اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کو ان کی طرف بھی جو اور ہیں اور وہ ابھی نہیں ملے مسلمانوں سے۔

نفس کے پاک کرنے کے لئے قرآن مجید کی تلاوت اور اذکار مسنونہ کا صبح و شام پڑھنا بلاشک کافی اور شافی ہے۔ بشرطیکہ خیال اور کمال توجہ اور ماسوا سے منقطع ہو کر ان کے انوار کے ساتھ اکتفا کریں۔ جیسے صوفیہ کے اشغال میں توجہ کرتے ہیں۔ اگر اس سے تھوڑی تسبیح اور تحمید وغیرہ کے معانی میں توجہ فرماویں۔ تو سبحان اللہ ایسا خالص نور حاصل کریں۔ کہ قوم کے مشاغل نو پیدا کی کوئی حاجت نہ رہے۔ ان امور کے نکالنے کا سبب محض ہمارا قصور ہے وبس اور وہ حالت اور مقام جو سنت کے طریق کے سوا حاصل ہوتی ہے وہ اللہ کے نہ قریب کرتی ہے اور نہ اس کے ہاں مقبول ہوتی ہے۔

وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ ۔ اور نہیں فائدہ دیتا مال والے کو اللہ کے عذاب سے اس کا مال۔

مثلاً وہ مال جو ناجائز کے ذریعہ سے حاصل ہوا ہے۔ جس میں شارع کی اجازت نہیں ہے۔ اگر اس مال کو خدا کے راہ میں خرچ کرے۔ تو اللہ تعالیٰ پاک ہے پاک کے سوائے دوسری چیز کو قبول نہیں کرتا۔ آپ کا طریق بہت سیدھا تھا۔ نہ افراط تھا۔ نہ تفریط تھی۔ یعنی کل سنی صوفیوں کو اور خصوصاً اویسیوں کو زیادہ دوست رکھتے تھے۔ اور خطاء اور بھول کی وجہ سے ان کو صدیقین کے مرتبہ سے خارج نہیں کرتے تھے۔ اگر کسی صالح صاحب الحال کو اپنے زمانہ میں دیکھ لیتے تو سلف صالح تو بجائے خود رہے۔ تو اس قدر اس کے ساتھ محبت اور اس کی خاطر کی رعایت کرتے کہ دوسروں کو تعجب آتا۔ اہل اللہ کی دوستی کو قرب کا سبب اور برکات کا موجب اور حلاوت ایمان اور لذت ایمان کا مورث اور درجہ احسان تک پہنچنے کا باعث سمجھتے تھے۔

ثَلٰثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ ۔ تین خصلتیں جس شخص میں ہوں وہ ایمان کی لذت پاتا ہے۔

اور اہل اللہ پر طعن اور جرح کرنے کو خدا کی درگاہ سے مردود ہونے اور محرومی کا سبب سمجھتے۔ اور ان کے اقوال افعال کو نصوص کے تابع کرتے۔ اور نصوص کے خلاف ان کے اقوال افعال کو نصوص پر مقدم نہ کرتے۔ اور فرماتے کہ ہر ایک شخص کی بات کوئی ماننے کے لائق ہوتی ہے۔ اور کوئی لائق نہ ماننے کے مگر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ ان کی سب باتیں مقبول ہیں اور جہاں کسی بات کی سند دستیاب نہ ہوتی۔ ائمہ حدیث کے قول پر اس کو عرض کرتے خاص کر ابن تیمیہ اور

اور ابن قیم کے اقوال پر قناعت کرتے۔ اور اُن کے فتوے کو مقدم جانتے اور توحید اور اثبات صفات اور بدعت کے مسائل میں اُن کے راہ کو حق اور ان کے خلاف دوسروں کے راہ کو باطل کہتے اور فرمایا کرتے کہ اہل وحدت وجود جیسے ابن عربی ان کی کتابوں کے مطالعہ کرنے سے میں بارہا روکا گیا ہوں۔ اور تفسیر الحاف علی الکشاف کے باب میں تقدیر و مشیت وغیرہا کے مسئلہ میں مجھے یہ الہام ہوا ہے۔ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ قرآن مجید کے وہ الفاظ جو آپ کو یاد نہ ہوتے۔ اور نہ آپ ان لفظوں کے مقام جانتے۔ الہام ہو جاتے۔ پھر حافظوں سے پوچھتے۔ سبحان اللہ کس قدر آپ کو نوائب حقہ اور مصیبتوں اور اعمال شاقہ پر ثبات اور استقامت تھی۔ بلا شبہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی تربیت اور ولایت سے تھا۔ بشر کی کیا طاقت ہے۔ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللهِ آپ کے ہاتھ بہت لوگوں نے بیعت اور توبہ کی۔ ان کو فاتحۃ الکتاب کا ترجمہ اپنے خداداد فکر کے لحاظ سے سناتے تھوڑے دنوں میں طالب کو ذوق اور محبت کی حالت ہو جاتی۔ اور نماز میں لذت آنے لگتی اور اول وقت قیام اور رکوع و قومہ سجدہ جلسہ وغیرہ کی تعدیل کے ساتھ ایسی نماز پڑھتے۔ کہ اس کے حسن اور طول سے کچھ نہ پوچھ ایسی نماز پڑھتے کہ اپنی جان کی خبر نہ رہتی۔ دیکھنے والوں کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں اور تضرع اور خشوع کا مشاہدہ رای العین ہوتا یہ وہ ہے جو معلوم کیا اور جانا ہم نے آپ کے حال سے راضی ہو اللہ تعالیٰ آپ سے اور ہم سے اور یہ وہ ہے جو مشاہدہ کیا ہم نے بغاوت دشمنوں اور حاسدین آپ کے سے وَاللهُ حَسِيبُهُ وَحَسِيبُهُمْ۔ نواب سید محمد صدیق حسن خان صاحب مرحوم نے اپنی کتاب تقصار میں لکھا ہے شاہ عبداللہ غزنوی بسے بزرگ بود جامع میان علم حدیث نبوی و علم سلوک سنی در ایثار حق بر خلق از دست اہل بدعت در وطن جفاہا کشیدہ اشتغال داشت بعبادت و ریاضت در اشاعت علم حدیث و اتباع سنت و در اعلائے بزرگ بود درین باب کہ نظیر آن از اہل عصر معلوم نیست دم گیرا داشت ہر کہ بصحبت وے رسیدہ از خلق رسیدہ و بخالق رسیدہ نماز در پس او رنگ حضور دیگرے آورد او بود او آلات اذاعت سنت و جارحہ بود۔ از جوارح اضاعت بدعت و اماتت محدث در اصول و فروع مماشات بر طریقہ سلف صالح داشت۔ و تقلیدات مذاہب رجال را گرد حصن حصین دین مبین و شرح متین مے انگاشت ہم محدث بود و ہم محدَّث رویائے صادقہ حسنہ دیدہ و مبشرات صحیحہ آوردہ درین نزدیکی شب سہ شنبہ پانزدہم ربیع الاول ۱۲۹۸ھ واصل رحمت حق شد و داغ فراق بر دل اہل اتباع و مستفیدان سنت سنیہ گذاشت شیخ اہل قرآن

تاریخ وفات او دست کہ مولوی محمد یحییٰ الکشمیری در حلیہ نظم بر آوردہ اند و قاضی طلا محمد پشاوری مرثیہ او در قصائد عربیہ میمیہ سرائیدہ رحمہ اللہ تعالیٰ و ایانا انتہی مختصراً۔

سوانح عمری مولوی عبداللہ المرحوم از تصنیف مولوی غلام رسول مرحوم ساکن قلعہ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى۔ اما بعد یہ ایک مجموعہ ہے۔ جو شامل ہے عبداللہ غزنوی کے حالات غیبیہ اور واردات لاریبیہ کے ایک ٹکڑے پر۔ اور خبر دینے والا ہے ان کے کلمات قدسیہ کے کچھ حصے پر جو وہ نمونہ ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات جامع کا اور وارث کرنیوالا ہے ظاہر اور باطن کے فائدوں کو۔ اور اللہ تعالیٰ اُس کے پورا کرنے کی توفیق دینے والا ہے جاننا چاہئے کہ آپ کا نام مبارک محمد اعظم ہے قوم غزنی سے۔ اور آپ کے باپ دادے بھی ولایت کے ساتھ مشہور ہیں۔ اور آپ کے گاؤں کا نام گیرو ہے۔ ساتھ کاف فارسی اور یائے تحتانیہ کے جو خواجہ بلال کے پہاڑ کے متصل ہے۔ شہر غزنی کے ضلع میں۔ اور چونکہ آپ کا نام مشعر تھا تزکیہ نفس پر۔ اس لئے آپ فرماتے تھے۔ محمد کہ کائنات سے اعظم اور مخلوقات سے افضل ہیں۔ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ میرا نام عبداللہ بہتر ہے اسی لئے سب چھوٹے بڑے آپ کے ساتھ بات چیت کرنے کے وقت آپ کو عبداللہ کہتے ولیکن آپ لوگوں کو اس لقب کے ساتھ جو شرع شریف کے موافق ہوتا یاد فرماتے اور جس نام میں شرک کی بو آتی۔ اس کا بدل دینا آپ کی عادت شریف تھی۔ اور فرماتے تھے۔ کہ جذبہ الٰہی کا آغاز پہلے دن شام کی نماز کے بعد تھا۔ جو خود بخود و بلا واسطہ کسی پیر کے جذبہ الٰہی پہنچ گیا۔ اور تمام زور کے ساتھ ماسوی اللہ کو میرے دل سے کھینچ لیا۔ یہانتک کہ تین دن تک مجھ کو اپنے نفس سے کدورت اور ظلمت اس طور پر معلوم ہوتی تھی کہ از خود گندی بو آتی جس سے جی متلانے لگتا۔ اور باقی لوگوں سے بھی دیکھنے کے وقت قے آنے لگتی اور تعطل یہانتک تھی کہ فانی زندگانی پر کسی طرح کا اعتماد نہ رہا۔ اور مخلوقات سے یہانتک نفرت تھی۔ کہ نماز جماعت کے ساتھ بڑی دشواری کے ساتھ گذاری جاتی۔ اور ذکر کی نسبت اس طرح غالب تھی کہ جو شخص مجھ کو دیکھتا ذکر کرنے لگتا۔ اور کبھی کبھی چھت کی لکڑیوں سے بھی ذکر سنا جاتا اور برف کی بارش کے موسم میں جب میں آگ پر بیٹھتا تو نفی اور اثبات کے وقت جو میں سر کو ہلاتا۔ اسی طرح آگ بھی گھومتی اور اسی سبب سے کہ میں نے

کسی شیخ کی صحبت نہیں اُٹھائی تھی۔ اور نہ مشائخ کا حال دیکھا سُنا تھا۔ حیرانی پیش آتی تھی کہ آیا کسی شیخ کے پاس جاکر تعلیم حاصل کروں۔ چنانچہ اسی نواح میں ایک شیخ شاہ صاحب غلام علی دہلوی مجددی احمدی کے مریدوں میں سے ریاضت شاقہ اور چلوں کے ساتھ مشہور تھا ان کے دیکھنے کا دل میں پختہ ارادہ ہُوا۔ چونکہ میں اکیلا راہ کا واقف نہ تھا۔ اور کسی کی ہمراہی بھی ممکن نہ تھی۔ ایک شخص کو راہ بتلانے کے لئے میرے ساتھ کیا گیا۔ اس طرح کہ وہ دُور سے راہ دکھلا دے۔ جب شیخ سے ملاقات ہوئی۔ تو اُس پر حالت آگئی۔ جو خود بخود اپنے سر کو ہلاتا تھا۔ اور اس نے اپنے سارے لطیفے اسی جوش میں ظاہر کئے جو کچھ میں نے اُس صحبت میں دیکھا کسی زمانہ میں نہیں دیکھا۔ بس میں ناامید ہو کر واپس آیا۔ اور ایکدفعہ میں نے شیخ سلیمان تونسہ والے کی زیارت کے لئے کہ اس زمانہ میں چشتیہ کی نسبت میں ان کی بڑی مشہوری تھی اور لوگ وہاں آتے جاتے تھے پختہ ارادہ کیا۔ خواب میں دیکھتا ہوں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ مجھ پر خفا ہو گئے ہیں اور مجھ کو زمین سے اٹھا لیا ہے اور چاہتے ہیں کہ دے ماریں خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ نے سفارش کے طور پر عرض کیا۔ کہ پھر کسی جگہ نہیں جائیگا۔ اور ان کی تقریروں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اویسیت کی نسبت رکھتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ کہ ان دنوں میں شیخ عبدالقادر جیلانی کی محبت افراط کی حد کو پہنچی ہوئی تھی۔ ان دنوں میں الہام ہوا۔ کہ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا پھر درود پڑھنے کے ساتھ میری مجلس معطر ہو جاتی۔ اور عاشقی کی نسبت غالب تھی۔ ایک بزرگ کے بیت آپکے حال کے مطابق ہیں ؎

آنچہ من در خواب دیدم ہیچ بیداری ندید ÷ آنچہ در دیوانگی دیدیم ہیچ ہشیاری ندید
کاسۂ سر از شراب بیخودی سرشار گشت ÷ مستی جام محبت ہیچ خماری ندید ÷

ان دنوں میں ایک امیر نے کابل کے میووں میں سے کچھ میوہ بطور تحفہ بھیجا۔ دُور سے بدبو آنے لگی۔ بظاہر چونکہ اس تحفہ کا رد کرنا ممکن نہ تھا۔ اُس کے جانے کے بعد اپنے گھر میں گڑھا کھود کر وہ میوہ دبا دیا۔ اور ہر طرف سے ارادتمند ٹولے ٹولے آتے تھے۔ اور بیعت اور تلقین کے سوا ذکر کرنے لگتے تا قندہار سے ہرات تک آپ فضلا اور علما کی آمد و رفت کی جگہ بن گئے۔ اور فرماتے تھے کہ ایک دفعہ گرمی کے دنوں میں سردی کے مکان سے گرمی کے مکان میں جو انتقال کیا گیا۔ تو چولہا اور گھر کے صحن کا گریہ اور نالہ کرنا سُنا گیا۔ اور فرماتے تھے۔ کہ ازبس نسبت نازک تھی اور باطن کی صفائی تھوڑی سی کدورت کے ساتھ لوگوں سے برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ چنانچہ ایک بار

حالت غالب تھی۔ اور لوگوں میں ملنا جُلنا ناممکن تھا۔ بکری کے بچّے کے گوشت کے کھانے کا اتفاق ہوگیا۔ صفائی کم ہو گئی۔ اور طبیعت اپنے حال پر آگئی۔ اور یہ آپ کی حکایت اُس کے مشابہ ہے۔ کہ حضرت خواجہ محمد صادق جو امام ربانیؒ کے بڑے بیٹے تھے۔ اور اپنے پدر بزرگوار کے ساتھ مؤیدالدین خواجہ محمد باقی باللہ کی خدمت بابرکت میں مشرف ہوئے تھے۔ ازبس جذبۂ الٰہی کی وجہ سے مغلوب الحال ہو گئے۔ یہاں تک کہ قریب تھا۔ کہ مجنون ہو جاویں۔ خواجہ علیہ الرحمۃ نے تین دن ان کو بازار کا کھانا کھلایا۔ یہاں تک کہ طبیعت اپنی حالت پر آگئی۔ اور فرماتے تھے کہ ایک دن الہام ہُوا۔ کہ دینی مسائل کی استفسار میں اخوند حبیب اللہ قندہاری کی طرف رجوع کرنا لازم ہے پھر اس وقت ایک شخص کو ہم نے بعض مشکلوں کے استفتاء دیکر بھیجا۔ کہ اس نام و نشان کے عالم کو پوچھ کر ان سے مسائل کو حل کراؤ۔ نہ ملا کٹہ سے جو بہت مشہور تھا اور اخوند صاحب گمنام تھے ہرچند اخوند صاحب مسائل کا جواب دینے سے رُکے۔ اور دوسروں کے حوالے لیکن جب اُس بھیجے ہوئے نے واضح کیا۔ کہ میں ان مسائل میں دوسروں کی طرف رجوع کرنے کا مامور نہیں ہوں تو جواب لکھا اسی وقت میں ایک شخص نے تقویت الایمان کا فارسی میں ترجمہ کیا تھا۔ اور عبداللہ صاحب نے ان بعض اعتراضوں کا جواب چاہا۔ جو ظاہر عبارت پر وارد ہوتے تھے تو اخوند صاحب نے شافی جواب لکھا۔ کہ کوئی شک و شبہ نہ رہا۔ اور آپ مولوی اسمٰعیل صاحبؒ اور سید احمد صاحبؒ کو صاحب کمالات جانتے تھے۔ اور ان کی تحسین فرماتے تھے۔ اور فرماتے تھے ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ صحیح بخاری کا نسخہ میرے سامنے رکھا ہے۔ اور ایک چراغ جل رہا ہے۔ اور گرد و غبار بخاری شریف پر اس قدر پڑی ہے۔ کہ کوئی حرف نظر نہیں آتا۔ بس میں شروع ہوا۔ کہ دامن کو لب کے ساتھ تر کرتا تھا اور اس کے ساتھ اس گرد کو دُور کرتا تھا۔ اور اُس وقت میں عادت کے خلاف اپنے منہ کو گردناک دیکھ رہا تھا۔ اور بڑے زور سے سانس لیتا تھا۔ اور میں نے ورق ورق اور صفحہ صفحہ اور حرف حرف صاف کیا۔ یہاں تک کہ بخاری شریف بالکل صاف اور مصفّا ہو گئی صبح ہوتے ہی ایک شخص صحیح بخاری لے آیا۔ اور اس کی شرح بھی مل گئی۔ اور ساری کتاب کا مطالعہ کر لیا اور سُنّت کی تابعداری کا داعیہ محکم ہو گیا اور حدیث پر عمل کرنا شروع ہو گیا۔ یعنے جب کسی مسئلہ منصوص میں صحیح حدیث غیر منسوخ صریح المعنی مل جاتی۔ تو اس پر بلا دغدغہ عمل کیا جاتا۔ اور اگر کوئی جزئی فقہ کی جزئیات سے اس حدیث کے مخالف ہوتی

تو اُس کو چھوڑ دیتے۔ اور جہاں تک بس چلتا۔ تاویل کرکے دونوں کو مطابق کر دیتے۔ اور غیر منصوص مسئلہ میں مجتہدین مسلم الاجتہاد میں سے ایک مجتہد کے اجتہاد پر عمل کرتے۔ جیسے امام ابوحنیفہ کوفی اور امام شافعیؒ اور امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ۔ اور یہی مضمون ہے مرزا مظہر جانجاناں علیہ الرحمۃ کی کلام کا اپنے مکتوبات میں اور مرزا جانجاناں کے فضائل میں مرقوم ہے۔ کہ فرماتے تھے تعجب ہے۔ کہ صحیح حدیث غیر منسوخ جو چند واسطے کے ساتھ نبی معصوم تک پہنچ جاتی ہے۔ اور خطا کی اُس میں مجال نہیں ہے۔ اور اس کے راویوں کا حال بھی معلوم ہے ترک کی جائے اور فقہ کی روایت پر جسکے نقل کرنے والے اکثر مفتی اور قاضی ہیں۔ اور ان کے ضبط اور عدالت کا بھی حال معلوم نہیں ہے اور دس واسطے کے ساتھ مجتہد کو پہنچتی ہے اور خطا اور ثواب مجتہد کا کام ہے عمل کیا جائے رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا انتہیٰ۔ اور یہی ہے خلاصہ سیوطی اور شرنبلالی اور ولی اللہ دہلوی اور دوسرے محدثوں کے کلام کا پھر آپ نے تشہد میں سبابہ کا اُٹھانا شروع کیا ساتھ عقد خنصر اور بنصر اور حلقہ وسطے اور ابہام کے اور شروع کیا ہاتھ اُٹھانا رکوع کو جاتے ہوئے اور رکوع سے اُٹھتے ہوئے اور شروع کیا آمین کا کہنا بلند آواز سے اور فاتحۃ الکتاب کا پڑھنا امام کے پیچھے اور نماز اوّل وقت پڑھنے لگے۔ یعنی ظہر کی نماز جب سورج ڈھلجاتا پڑھ لیتے اور آپ کا ملک بہت سرد ہے۔ اس لئے ابراد کی وہاں حاجت نہیں تھی۔ اور عصر ایک مثل کے پیچھے اور فجر کی نماز اندھیرے منہ شروع فرماتے۔ کبھی غلس میں تمام کر لیتے۔ اور کبھی روشنی میں اور وضو کرنے اور اُس میں دل کو حاضر کرنے میں توبہ کے لحاظ کے ساتھ مسح گردن کے سوا مبالغہ فرماتے تھے۔ اور گردن کے مسح کو بدعت فرماتے تھے۔ مگر یہ کہ سر کے مسح کی استیعاب پر حمل کیا جائے اور اپنی نماز کے خشوع میں اس طرح کھڑے ہوتے۔ اگرچہ دل کا حاضر کرنا ایک باطنی امر ہے لیکن کہہ سکتے ہیں کہ اُن کی نماز کی ہیئت سے ان آنکھوں کے ساتھ وہ خشوع نظر آرہا ہے۔ اور حاضرین پر اس جمعیت کا پرتو پڑتا تھا۔ اور قومہ اور جلسہ اور رکوع اور سجدہ میں دعائیں پورے خشوع کے ساتھ پڑھتے تھے۔ جس کے بیان سے قلم قاصر ہے ؎ گر مصور صورت آں دلستان خواہد کشید ٭ حیرتے دارم کہ نازش را چساں خواہد کشید

پہلے لوگوں نے ان کاموں پر شور کیا۔ کہ خلاصہ کیدانی والا جو رفع سبابہ اور رفع یدین اور جہر آمین کو محرمات میں لکھتا ہے اور آپ ان کاموں کو سُنّت فرماتے ہیں اور یہ شور یہاں تک پہنچا کہ آپ شہر سے نکالدئے

گئے۔ اور بلوائے عام آپ کے سر پر ہوگیا۔ اور ملک سوات میں آکر اقامت اختیار کی اخوند عبدالغفور صاحب جو زہد اور ریاضت میں اُس وقت ممتاز تھے۔ اور مجددیہ قادریہ کے طریق اور صوم الدہر کے ساتھ دم بھرنے والے پہلے تو نہایت عمدہ مروت کے ساتھ پیش آئے۔ اور دلدہی اور دلداری کی آخر الامر جب آپ کے حاسدوں کا نوشتہ اخوند صاحب کو پہنچا تو بلا تحقیق مروت کا دامن کھینچ لیا۔ کچھ مدت وہاں مبتلا رہ کر حضرت سید میر صاحب کوٹھہ والوں کے پاس تشریف لائے۔ اور تبرکاً ان کی بیعت سے شرف حاصل کیا۔ اور وہاں ہی اس نیازمند کے ساتھ آپ نے عنایت کی راہ سے بھائی چارہ ڈالا۔ یہاں تک کہ حضرت سید میر صاحب نے پوری توجہ کے بعد فرمایا۔ کہ صاحبزادہ کابلی اور مولوی صاحب کے درمیان کوئی علاقہ ہے۔ جو مجھ سے پوشیدہ رکھتے ہیں مولوی عبداللہ صاحب نے ظاہر کر دیا۔ کہ ہم اپنے درمیان عقد اخوت رکھتے ہیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ الحمدللہ اسی طرح عقد اخوت چاہیئے۔ کہ ایک دل سے دوسرے کے دل میں نور پہنچے۔ اور حضرت صاحب شروع سے ایام صحبت کے انقطاع تک ایک ہی نہج اور دستور سے آپ کی تسکین خاطر میں کوشش کرتے رہے ہرچند حضرت صاحب کی امداد آپ کو وطن پہنچانے اور علماء اور امیر کے درمیان تصفیہ کرا دینے کے لئے آپ کے دل میں مرکوز تھی لیکن چونکہ حضرت صاحب کی جبلت ہی آہستگی اور سستی پر واقع ہوئی تھی۔ اس سبب سے اس کام میں تاخیر ہوگئی ؎ زیں سبب در کار شان تاخیر شد ٭ مہلتے بایست تا خون شیر شد ٭ حضرت صاحب کی ظاہر کوشش آپ کے بارے میں ظاہر نہ ہوئی یہاں تک کہ گرمی کے موسم میں آپ نے حضرت صاحب سے سرد ملک میں جانے کی اجازت طلب کی اور منگل تھانہ میں رہنے کی تجویز کی فقیر نے بھی عرض کی کہ پہاڑوں اور افغانستان میں یہ اندیشہ ہے کہ جمعیت نہ ہوگی ہزارہ کا گرد و نواح جو انگریزوں کا ملک ہے۔ وہاں کسی کی کسی کے ساتھ چھیڑ چھاڑ نہیں ہے۔ وہاں آپ کا رہنا خوب نظر آتا ہے۔ فقیر کی التماس کو آپ نے قبول فرمایا۔ اور حضرت نے آپ کو رخصت دی۔ تا کہ حیات گل کے پاس ایک سال سکندرپور کے باغ میں چھوٹی مسجد میں رہے۔ اور ان کو تلقین کرتے رہے اور وہاں ہی امیر کا خط آپ کو پہنچا۔ کہ تم جانو اور علماء۔ ہم تمہارے ساتھ کچھ چھیڑ چھاڑ نہیں کرینگے۔ پہلے اپنے وطن کو تیار ہو کر نوشہرہ میں آئے۔ صبح کے وقت اپنے دوستوں سے فرمانے لگے۔ کہ یہاں سے شاہجہان آباد یعنی دہلی میں جانے کا پختہ ارادہ ہے۔ کوئی شخص ہم کو نہ روکے۔ اور آپ یکہ میں سوار

ہو کر ہفتہ میں لاہور پہنچے۔ اور لوگوں کو فائدہ پہنچایا۔ آپ کی صحبت دلوں کو کھینچ لیتی تھی۔ اور انکسار اور عاجزی کے دروازے دل میں کھولتی تھی۔ پھر اس جگہ سے امرت سر میں حافظ محمود کے پاس مسجد باغوال میں مشرف ہوئے۔ اور غافلوں کے دلوں کی زنگ کو توجہات کے ساتھ اُتارا پھر امرتسر سے یکہ میں سوار ہو کر آٹھ روز میں دہلی پہنچے۔ اور مولوی صاحب سیّد نذیر حسین جو کہ محدث ہیں اور مولوی اسحاق صاحب کے شاگرد ہیں) کے مدرسہ میں آئے۔ اور میں نے آپ کے ساتھ بخاری کا سننا شروع کیا اور مولوی نذیر حسین صاحب چونکہ بے تکلف آدمی تھے۔ اور اپنے کام خود بخود کر لیتے تھے۔ اور کسی وضع کے پابند نہ تھے۔ اس لئے آپ اُن کو پسند فرماتے۔ یہانتک کہ ۱۲۷۳ء میں رمضان کی سولھویں تاریخ دہلی میں غدر مچ گیا۔ اور رفتہ رفتہ تمام ہندوستان میں پھیل گیا۔ فقیر عید فطر کی نماز پڑھ کر رخصت ہُوا۔ اور لاہوری دروازہ کے باہر شاہدرہ تک فقیر کے رخصت کرنے کے لئے آپ تشریف لائے اور فرمایا۔

اُوْصِیْکُمْ بِتَقْوَی اللّٰہِ — میں تم کو وصیت کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی۔

اور افسوس کرنے لگے۔ کہ اگر تھوڑی مدت اور اقامت ہوتی تو بہت فائدے اس پر مرتب ہوتے لیکن اب تو جب دہلی ویران ہو گئی اور لوگ آوارہ ہو گئے۔ راہداری لیکر امرتسر تشریف لائے اور حافظ محمود کی تربیت کے لئے کمر باندھی جب حافظ صاحب کو اذکار میں بخوبی جمعیت حاصل ہو گئی۔ اور نماز میں حضور ہونے لگا۔ اور قرآن میں ان کی استعداد کے موافق لذت حاصل ہونے لگی۔ تو اس جگہ سے ایک سال کے بعد رخصت ہو کر اپنے وطن کو چلے گئے۔

فصل خشوع حاصل ہونے کی ترتیب کے بیان میں

آپ فرماتے تھے نماز میں خشوع حاصل ہونے کے لئے جس کے ساتھ آیہ کریمہ

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ — تحقیق بڑا بار مُراد اُن ایمان والوں کا جو وہ اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں۔

میں حکم کیا گیا ہے پہلے یہ ضرور ہے۔ کہ وضو میں دل کو حاضر کرے ورنہ ممکن نہیں ہے، کہ نمازی کا دل نماز میں حاضر ہو اور وضو میں عاجزی کرنیکا مدار اس پر ہے۔ کہ ہاتھ دھونے کے وقت بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے۔ اس کے بعد حدث کے دُور کرنے اور نماز کے جائز ہونے کی نیت اور ترتیب اور موالات کی رعایت دل میں لاوے۔ کیونکہ یہ آغاز ہے ظاہر جسم کے دھونے کا حدث اور خُبث سے جو لوگوں کا نظارہ گاہ

ہے اور ایک نجاست کی دوسری قسم ہے۔ جو انہی جوڑوں کے ساتھ متعلق ہے اور خالص توبہ کے سوا اُن گناہوں کی نجاست کا دور کرنا ممکن نہیں ہے۔ پس جوڑوں کے ملنے اور دھونے میں دل سے توبہ اور رجوع کرے۔ ہر جوڑ کے گناہوں سے جدا جدا مثلاً ہاتھ دھونے کے ابتدا میں یہ لحاظ کرے کہ یا اللہ میں نے تیرے غیر سے ہاتھ دھو لئے۔ اور مسواک کرنے کے وقت دانتوں کے گناہوں سے توبہ کرے۔ اور کلی کے وقت ہونٹوں اور زبان کے گناہوں سے اور ناک میں پانی ڈالنے کے وقت ناک کے گناہوں سے توبہ کرے۔ اور منہ دھونے کے وقت غیر کی طرف توجہ کرنے اور آنکھوں کے گناہ سے توبہ کرے اور ہاتھوں کے دھونے کے وقت قتل کرنے اور چوری اور رشوت ستانی اور خیانت اور نامحرم کو ہاتھ لگانے اور محرمات کو پکڑنے اور مومن کو ایذا دینے سے توبہ کرے۔ مومن کو ایذاء دینا خواہ ہاتھ سے ہو یا ہاتھ کے سوا۔ اور تمام سر کے مسح کے وقت واہی تباہی تفکرات سے توبہ کرے۔ خواہ فکر ذات میں ہو یا صفات وغیرہ میں وہ سوء معرفت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اور کانوں کے مسح کے وقت نامشروع باتوں کے سننے سے توبہ کرے اور پاؤں دھونے کے وقت ان گناہوں سے توبہ کرے۔ جو چلنے کے ساتھ متعلق ہیں۔ اور دین میں ثابت رہنا مانگے۔ اور اسی طرح ہر جوڑ کے دھونے میں گناہوں سے توبہ اور مامور کی توفیق کی طلب کا لحاظ رکھے۔ اور یہ دعاء ماثورہ جس کا وضو کے آخر میں پڑھنا ثابت ہُوا ہے۔ اسی طریق کی طرف راستہ بتاتی ہے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ — الٰہی کر مجھ کو توبہ کرنے والوں سے اور کر مجھ کو پاکی حاصل کرنیوالوں سے۔

جب نماز کے لئے جاوے تو خیال کرے۔ کہ مناجات کے لئے اپنے مالک کے سامنے جاتا ہوں۔ اور میں اس سے پہلے حضور سے فرار تھا۔ اور اب اُس نے اذان کے ساتھ کہ سچی پکار اور اُس کی طرف بلانے والی ہے۔ اپنی مہربانی کے ساتھ طلب کیا۔ اور بلا مشقت اور کسی دربان کی منت اور وکالت کے سوا طلب فرمایا۔ کہ خود بخود ہماری جناب میں آ کر عرض کرے۔ بردر آمد بندۂ بگریختہ آبروئے خود بعصیاں ریختہ اور نیت میں اختصار کرے یعنی مثلاً یہ خیال کرے کہ اُصلّی فرض ہذا الظہر مثلاً یا اقتدیت بہذا الامام اور دل کی نیت کو اتفاقاً فرض فرماتے تھے۔ اور زبانی نیت کو بدعت اور امام ربانی علیہ الرحمۃ کی رائے بھی یہی ہے۔

اور منیہ کی شرح کبیری میں لکھا ہے۔ کہ زبانی نیت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہیں
ہوئی۔ نہ صحیح طریق اور نہ ضعیف طریق سے اور نہ صحابہؓ سے ثابت ہوئی اور نہ ائمہ اربعہ سے
اسی طرح ہے مفتاح الصلوٰۃ میں اور تکبیر سے آدمی نماز میں داخل ہو جاتا ہے۔ جیسے سلام سے خارج
ہو جاتا ہے۔ چاہیئے کہ اپنی ہمت کو جمع کرکے آپ کو اور باقی ماسوی اللہ کو اللہ تعالیٰ کی کبریائی
کے تحت میں فانی جان کر اللہ اکبر کہے۔ اور کانوں تک ہاتھ اٹھاوے اور فرماتے تھے کہ ہاتھ باندھنے
کے وقت ایسا سمجھے کہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں سرگوشی کہنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ اور میرا سارا
بدن عاجزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہے۔ پھر معنوں کا خیال کرکے ثنا پڑھے اور خطابول
سے لذت اٹھاوے اس طرح کہ میں اپنے مالک سے باتیں کرتا ہوں جب سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ کہے
تو یہ سمجھے کہ اس کی ذات جمیع شیون سے منزہ اور مقدس ہے اور وَبِحَمْدِكَ کہنے کے وقت یہ سمجھے کہ میں اللہ
تعالیٰ کی صفات ثبوتیہ پر تعریف کرتا ہوں۔ اور جب وَتَبَارَكَ اسْمُكَ کہے تو یہ سمجھے کہ میں اس کے نام
کو مبارک جانتا ہوں۔ اور وَتَعَالٰی جَدُّكَ کہنے کے وقت اس کی ذات کو بلند سمجھے اور وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ سے
یہ سمجھے کہ میں اس کی عبادت میں مخلص ہوں۔ اور اس کے سوا کوئی اس لائق نہیں ہے جس کی عبادت
کی جائے۔ پھر اعوذ پڑھ کر حاسد رجیم سے پناہ پکڑے۔ اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھ کر برکت حاصل کرے۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہہ کر شکر کے دریا میں واصل ہو جاوے اور رَبِّ الْعَالَمِيْنَ کہنے کے وقت یہ سمجھے کہ مجھ کو اور میرے
آباؤ اجداد و جمیع مخلوقات کو اس کی تربیت شامل ہے۔ اور اس کی ربوبیت کے شان کی طرف متوجہ
ہو جاوے۔ اور الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہہ کر اس کی عام رحمت سے اس کی رحمت خاصہ کا امیدوار بنے اور مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ
کہنے کے وقت اپنے اعمال پر جزا و سزا ملنے سے ڈرے۔ اور اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کہہ کر اپنا اخلاص ظاہر کرے
اور مخلوق اور دنیا اور شیطان اور نفس سے جو سیدھی راہ سے کھینچ لیتے ہیں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ
کہہ کر فریاد کرے۔ اور منعم علیہم سے پیغمبر اور صدیق اور شہید اور نیک بختوں کو مراد رکھے اور مَغْضُوْبِ
عَلَيْهِمْ سے وہ لوگ مراد رکھے۔ جو ہدایت کی استعداد نہیں رکھتے۔ اور ضَالِّيْنَ سے وہ مراد رکھے جو باوجود
استعداد کے گمراہ ہیں۔ اور آمین کے ساتھ سوال مذکور کی تاکید چاہیئے۔ یعنی فاتحۃ الکتاب میں جو صفتیں
شمار کرتا ہے۔ ان کے شمار کے وقت ایسا خیال کرے۔ کہ جیسے فقیر سخی کے دروازے پر اس کی سخاوت
کی صفتیں بیان کرتا ہے۔ اس خیال سے کہ اس صفت سے مجھ کو فائدہ مند کرے۔ اسی طرح میں اس کی

عنایات کا امیدوار ہوں۔ اور دل کا کاسہ ہاتھ میں لیکر اللہ تعالیٰ کی صفتوں کا شمار کرتا ہوں اسی طرح
معنوں کا خیال کرکے فاتحہ کے ساتھ ایک سورت ملاوے۔ اور اللہ اکبر کہے یعنے یوں خیال کرے کہ یہ میرا
کھڑا ہونا کب اس کی کبریائی کے لائق ہے۔ اور پیٹھ ٹیڑھی کرکے کھڑا ہوں اس کے حکموں کو قبول کرنیکے
لئے اور سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ کہنے میں اللہ کی عظمت کا لحاظ کرے اور اس کلمہ کو بار بار پڑھے تاکہ جمعیت
ہو جاوے۔ یعنی اس ہیئت میں جو پاؤں کی طرح ہے۔ اس کی عظمت سے ذوق اٹھاوے۔ اور
سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ کہہ کر لذت اٹھاوے۔ اور قومہ اس بات کی دلیل ہے۔ کہ یہ اقرار جو میں نے تنزیہہ اور
عظمت کے ساتھ کیا۔ استقامت رکھتا ہوں۔ اور چونکہ اس کی عظمت پر حمد کرنے کے ادائے حق سے اپنے
آپ کو قاصر سمجھتا ہے اب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہہ کر امیدوار ہو جاوے یعنی سنتا ہے اللہ تعالیٰ اس شخص
کی دعا جو اس کی تعریف کرتا ہے۔ اگرچہ اس کی عظمت کے لائق تعریف کرنا محال ہے پھر کہے رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ
اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر سجدہ میں جاوے۔ اور یہ خیال کرے۔ کہ جیسے غلام اپنے مالک کی قدم بوسی کے لئے گر
جاتا ہے۔ اور اس کے قدم چوم لیتا ہے۔ میں اپنے مالک بیچون وچگون کے آگے سجدہ میں جاتا
ہوں اور سجدہ کرنے کے ساتھ جو نفس کو ایک قسم کا فخر آجاتا ہے۔ کہ میں نے عبادت کا حق ادا کر لیا
اس کے دور کرنے کے لئے کہے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى یعنی میرا مالک اس سے برتر ہے۔ کہ اس کی
عبادت کا حق ایک سجدہ کے ساتھ ادا ہو جاوے۔ اور اسی خیال کے دفع کرنے کے لئے اول اور آخر میں
تکبیر کہے اور اس کی کبریائی اور بلندی کو یاد کرے پھر جلسہ میں بیٹھے اس خیال سے کہ حضور کی ہیبت
سے ہوش باختہ ہو گئے ارشاد ہوا کہ اطمینان کے ساتھ بیٹھ کر عرض کرو۔ یہ عاجز دوسری بار بارگاہ
الٰہی کی عالی شانی دیکھ کر سجدہ میں مشغول ہوے۔ اور قعدہ میں یہ خیال کرے کہ بیٹھنے کی اجازت
پائی ہے اور معنوں کا خیال کرکے اَلتَّحِيَّات پڑھے۔ اور چونکہ اس کچہری میں حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی طفیل حاضر ہوا ہے۔ اس لئے آپ پر درود پڑھنا ضروری ہے۔ اور رخصت کے وقت
اپنے اور اور صاحب حقوق کے لئے دعا کرکے بخشش مانگے۔ اور سلام کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ
اس لئے کہ مناجات کے لئے غائب تھا۔ اب کہ حاضرین کی ملاقات کا وقت آیا۔ تو ان کو اور فرشتوں کو
سلام کہے۔ پھر بلا کم و کاست پڑھے۔
اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا یعنی الٰہی تو سب نقصانوں سے پاک اور سب عیبوں سے بری ہے۔

ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ — اور تو ہی سب برائیوں اور بلاؤں سے بچا سکتا ہے تو بابرکت ہے اے عزت اور بزرگی والے۔

پھر یہ دعا پڑھے جس کے پڑھنے کا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاذ رضؓ کو ارشاد فرمایا۔

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَ شُکْرِکَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِکَ — یعنی الٰہی میری مدد کر کہ میں تیرا ذکر کروں اور تیرا شکر کروں اور تیری عبادت اچھی طرح کروں۔

پھر آیت الکرسی اور سورۂ اخلاص اور معوذتین ایک ایک بار پڑھے اور تین بار استغفار پڑھے اور تینتیس ۳۳ بار سبحان اللہ اور تینتیس ۳۳ بار الحمد للہ اور چونتیس ۳۴ بار اللہ اکبر اور ایک بار کلمۂ توحید یعنی

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ — یعنی نہیں ہے کوئی عبادت کے لائق اللہ تعالیٰ کے سوا جو اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے

اور اس کلمۂ توحید کو صبح شام کے بعد دس دس بار پڑھے اور یہ اوراد صحیح حدیثوں کے ساتھ حصن حصین اور اذکار نووی وغیرہ میں ثابت ہیں۔ اور اسی قدر مختصر لکھا گیا جو مبتدی کے مناسب حال تھا۔ اور حضور کے لئے بعض شغل جو منتہی موافق کہ میں مبتدی کی طبیعت ان سے پریشان ہو جاتی ہے۔

مَنْ لَّمْ یَذُقْ لَمْ یَدْرِ — یعنی جو شخص مزہ نہیں چکھتا وہ نہیں جانتا۔

اور فرماتے تھے کہ دین کی چار اصل ہیں۔ ایک طہارت اور دوسری فروتنی تیسری عدالت چوتھی جوانمردی۔ عدالت کے لئے قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی کتاب حقیقۃ الاسلام کو پسند فرماتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ کہ انسان جن کاموں پیدا کیا گیا ہے۔ وہ بھی چار قسم سے باہر نہیں ہیں۔ ایک منعم کی محبت۔ دوسری سخی کی محبت۔ تیسری بے پرواہ کی محبت چوتھی صاحب کمال کی محبت اور چونکہ بسبب غالب ہونے افعال طبعیہ کے نفس امارہ پر فطرت صحیحہ ظلمانی ہو گئی ہے اس لئے قرآن مجید اس فطرت کے بیان کرنے کے لئے نازل فرمایا جس میں اللہ تعالیٰ ان چہار گانہ محبتوں کو ایک ذات پاک کی طرف جو ان صفتوں کا مجمع ہے مختلف طریقوں کے ساتھ کھینچتا ہے۔ کبھی اپنے انعام یاد دلا کر اور کبھی اپنا صمد ہونا بیان کر کر اور کبھی اپنا کمال ظاہر کر کر۔ اور تین پردے ہیں جو اس راہ سے روکتے ہیں۔ طبیعت کا پردہ۔ رسم کا پردہ اور جہالت کا پردہ اور فرماتے تھے۔

کہ تذکیر الاخوان کا نسخہ جو تقویۃ الایمان کا دوسرا باب ہے۔ رسوم نامشروعہ کی جڑ کاٹنے کے لئے کافی ہے اور حصن حصین کی دعاؤں کا استعمال وافی اور فرماتے تھے۔ رسم وہ کام ہے۔ جو شرعی دلیل کے سوا رواج پا جاوے۔ اور طبیعت کے پردہ کے لئے امام حجۃ الاسلام کی کتاب میں جیسے احیاء العلوم اور کیمیائے سعادت پسند کرتے تھے۔ اور سوء معرفت کے پردے کا علاج توحید کی کتابیں ہیں۔ اور فرماتے تھے کہ دین میں تحریف واقع ہونے کے نو سبب ہیں۔ ایک سستی ہے دوسرے روایت نہ کرنا اپنے دین والے سے اور سلف کی تابعداری نہ کرنا تیسرے منکرات کا پھیلنا چوتھے علم والوں کا حق کہنے سے چپ کر جانا اور وہاں سے ہجرت نہ کرنا پانچواں تعمق۔ چھٹا تشدد ساتواں بلا دلیل شرعی کسی کام کو اچھا سمجھنا آٹھواں رسول کی تابعداری کرنا نواں ایک دین کا دوسرے دین میں ملجانا۔ اور فرماتے تھے۔ جو کام کہ شریعت میں ضروری ہے۔ اور شریعت کے بہت حکموں کا اس پر مدار ہے۔ اور وہ سبب ہے بہت مفتریہ کے اٹھانے کا یہ ہے۔ کہ جن کاموں سے شرع نے روکا ہے۔ ان کے وسیلوں کو بند کیا جاوے۔ اور جن کاموں کا شرع نے حکم دیا ہے۔ ان کے وسیلوں کو رواج دیا جاوے۔ اور فرماتے تھے کہ دین اسلام میں مراتب کی نگہبانی ہے۔ ہر وقت میں کیا تعلیم میں اور کیا تعلم وغیرہ میں اور فرماتے تھے عبادت پر اس حیثیت سے کہ وہ عبادت ہے اجرت لینا جائز نہیں ہے۔ اور فرماتے تھے۔

مَنْ فَسَّرَ الْقُرْاٰنَ بِرَاْیِہٖ فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ — جس نے قرآن کی تفسیر اپنے فکر کے ساتھ کی۔ وہ بنا وے اپنا مکان آگ میں۔

یہ وعید اس شخص کے حق میں ہے جو بدون واقف ہونے کے لغت پر اور شرح غریب اور اسباب نزول پر بقدر ضرورت کے اور بدون واقف ہونے ناسخ اور منسوخ کے اور آثار صحابہ اور تابعین کے تفسیر کرے۔ اور فرماتے تھے فرقہ ناجیہ اور فرقہ ضالہ میں مابہ الامتیاز یہ امر ہے کہ فرقہ ناجیہ ظاہر نصوص پر اور اس دلالت اور اشارت پر کہ ظاہر نص کے حکم میں ہے عمل کرتے ہیں۔ اور جمہور صحابہؓ کے طریق کو اپنا معمول بہ مقرر کرتے ہیں۔ بخلاف باقی گمراہ فرقوں کے اور فرماتے تھے جس قول اور فعل کا باوجود سبب کے موجود ہونے اور مانع کے نہ ہونے کے قرون ثلاثہ میں رواج نہیں ہوا نہ اس قول کا اور نہ اس فعل کا اور نہ اس کے نظیر کا تو وہ بدعت ہے۔ اور یہ قاعدہ ایسا محکم الاساس ہے۔ جو مقدم ہے قیاس کے سب قسموں پر اور سابق ہے سب عموم اور اطلاقات پر اور اکھیڑنے والا ہے۔

ساری بدعتوں کو اور فرماتے تھے۔ وہ کام جس کی طرف شرع کے کاموں میں کوئی کام محتاج ہو اگرچہ وہ قرون ثلثہ کے بعد ظاہر ہو وہ بدعت نہیں ہے۔ بلکہ اسے شرعی کام کے حکم میں ہے اور فرماتے تھے۔ آخری وصیت جو حبیب اللہ قندہاری علیہ الرحمۃ نے مجھ کو کی۔ یہ تھی۔

إِذَا رَأَيْتَ شُحًّا مُطَاعًا وَهَوًى مُتَّبَعًا وَإِعْجَابَ كُلِّ ذِي رَأْيٍ بِرَأْيِهٖ فَعَلَيْكَ بِنَفْسِكَ وَدَعْ أَمْرَ الْعَامَّةِ

یعنی جب تو دیکھے کہ بخل کے لوگ تابعدار ہیں اور خواہشوں کے پیرو اور ہر ایک شخص اپنی عقل پر فریفتہ ہے تو تو اپنی جان کو بچا اور لوگوں کے کام کو چھوڑ۔

اور فرماتے تھے۔ کہ فجر کی نماز کے بعد میں نے رب العالمین کو خواب میں دیکھا کہ سورۃ فاتحہ کی تلاوت اور اس کے بہت ورد کرنے کے ساتھ ارشاد فرماتے ہیں اور اس سورۃ کی فضیلت میں جس قدر حدیثیں ہیں۔ ان سب کو لکھ کر میرے سامنے رکھ دیا۔ اور یہ واقعہ ملک سواد کا ہے۔ اور سکندرپور کے باغ میں جو ہزارہ کے علاقہ میں ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے فجر کی نماز کے بعد یہ القا ہوا کہ ایمان کی لذت حاصل نہیں ہوتی۔ جب تک ظالموں کی طرف مائل ہونے سے پرہیز کیا جاوے یعنی اس آیت کریمہ کا مضمون الہام ہوا۔

وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ اور نہ جھکو طرف ان کی جو ظالم ہیں پھر لگیگی تم کو آگ۔

اور ظالم کی تعریف ان لفظوں سے معلوم کرائی۔

وَالظَّالِمُوْنَ هُمُ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ ۔

یعنی ظالم وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ارشادوں کی مخالفت کرتے ہیں۔ اور باز نہیں آتے۔

اور جن لوگوں کی صحبت اختیار کرنی چاہئے۔ ان کو اس مضمون کے ساتھ آگاہ کیا۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ

اور ٹھہرا اپنے نفس کو ان کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح شام چاہتے ہیں رضامندی اس کی۔

اور فرماتے تھے کہ الہام ہوا۔

فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ

پھر جب ہم پڑھنے لگیں تو ساتھ رہ اس کے پڑھنے کے پھر مقرر ہمارا ذمہ ہے اس کو کھول بتانا۔

یعنی جو کچھ الہام ہوتا ہے۔ اس کے لفظ یاد رکھ۔ اور اس کا بیان کرنا اور تفسیر ہمارا ذمہ ہے

اور فرماتے تھے الہام ہوا۔

وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ الآیہ

یعنی اور جو شخص کہ ڈرا اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے۔

اور یہ بھی الہام ہوا کہ ہمیشہ بدل خود مطالعہ کردہ باش مبادا کدورتے از ما سوے بنشیند یعنی ہمیشہ اپنے دل میں جھانکتے رہو۔ ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کدورت بیٹھ جاوے۔

اور شہر دہلی میں یہ الہام ہوا۔

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

یعنی اور مت پھیلا اپنی آنکھیں طرف اس کی کہ فائدہ دیا ہم نے ساتھ اس کے بھانت بھانت لوگوں کو زندگانی دنیا کی تازگی سے۔

اور باغ سکندریہ میں یہ الہام ہوا۔

قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَأَوْلَادِكَ وَأَتْبَاعِكَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ

یعنی کہدے اپنی بیبیوں اور اولاد اور تابعداروں کو کہ کھڑے ہو جاؤ اللہ کے لئے تابعدار ہو کر۔

اور اس کے آخر میں یہ الہام ہوا۔

أَنَا جَلِيْسُكَ وَأَنِيْسُكَ فَلَا تَحْزَنْ

یعنی میں تیرا مددگار ہوں تو غم نہ کھا۔

اور یہ بھی الہام ہوا۔

وَلَا تَنْسَ مَا أَوْدَعْتُ فِيْ قَلْبِكَ فَإِنَّ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ

یعنی جو تدبر اور تفکر قرآن کا تیرے دل میں ڈال دیا ہے۔ اس کو مت بھول کیونکہ مومن کا خواب ایک حصہ ہے نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے۔

اور فرماتے تھے۔ دہلی میں یہ الہام ہوا۔

وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهٗ فُرُطًا

اور فرمانبرداری نہ کر اس شخص کی جو غافل کیا ہم نے اس کے دل کو اپنی یاد سے اور پیچھے پڑا اپنی خواہش کے اور ہے کام اس کا حد سے بڑھا ہوا۔

یعنی غافلوں کی غفلت میں پیروی نہ کر۔ اور یہ بھی القا ہوا۔

كُنْ فِي النَّاسِ كَأَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ

یعنی ہو تو لوگوں میں جیسے دوسرے لوگ ہیں۔

اور القا ہوا اگر وقتے غفلت شد تدارک آں وقت دیگر لازم ست یعنی اگر ایک وقت غفلت ہوجاوے تو دوسرے وقت میں اس کا تدارک لازم ہے۔ اور فرماتے تھے۔ حدیث میں آیا ہے

اِذَا رَاَیْتَ شُحًّا مُّطَاعًا وَّھَوًی مُّتَّبَعًا	یعنی جب تو دیکھے بخل کی تابعداری کی ہوئی اور خواہش
وَّاِعْجَابَ کُلِّ ذِیْ رَاْیٍ بِرَاْیِہٖ فَعَلَیْکَ	کی پیروی کی ہوئی اور پسند کرنا ہر مرد کا اپنی رائے کو تو
بِاَمْرِ نَفْسِکَ وَدَعْ اَمْرَ الْعَامَّۃِ	تو اپنی جان کو بچا اور لوگوں کو چھوڑ۔

پس اس حدیث میں اور آیت کریمہ

وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْہَ عَنِ الْمُنْکَرِ — یعنی حکم کر ساتھ بھلائی کے اور منع کر بری بات سے۔

میں تطبیق اس طرح ممکن ہے۔ کہ جب یقین ہو جاوے۔ کہ مخلوقات راہ پر نہیں آتی۔ اور مجھ کو بھی راہ سے کھینچتے ہیں۔ اور اندھیرے ہجوم کرتے ہیں۔ تو اس وقت تنہائی اور گوشہ نشینی بہتر ہے۔ اور اگر جانتا ہے۔ کہ میرا فائدہ ان کو پہنچتا ہے مجھ کو ان کا ضرر نہیں پہنچتا تو اس وقت امر معروف اور لوگوں میں ملا جلا رہنا بہتر ہے۔ اور فرماتے تھے۔ وہ شغل اور مقام اور مرتبہ کہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کرے۔ وہ استدراج ہے۔ اور گمراہی اور فرماتے تھے۔ تین بار الہام ہوا۔

وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ	اور واسطے اللہ کے ہے اوپر لوگوں کے حج کرنا بیت اللہ
اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا	کا جو طاقت رکھے طرف اس کی راہ کی۔

اور فرماتے تھے۔ الہام ہوا۔

وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی — یعنی اور البتہ جلدی دیگا تجھ کو رب تیرا پھر تو خوش ہو جاویگا

اور فرماتے تھے الہام ہوا۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ — یعنی کیا نہیں کھولا ہم نے سینہ تیرا۔

اور دہلی میں جو غدر مچ گیا تھا۔ اور ہر ایک نے وہاں سے نکلنا چاہا۔ تو فرمانے لگے۔ کہ ہم تو نہیں جاتے۔ جو ہونا ہوگا ہو جاویگا۔ شاید کہ یہ اللہ تعالیٰ کا امتحان ہو اور امتحان کے وقت یا تو آدمی عزیز ہو جاتا ہے۔ یا ذلیل۔ ان دنوں میں آپ بیمار تھے۔ اپنی جگہ پر بیٹھے فرماتے تھے کہ یہ فتنوں کے دن ہیں۔ ہر ایک شخص کو توبہ کرنا اور خدا کی طرف رجوع کرنا لازم ہے اور ہر وقت

تجدید توجہ کا ارشاد فرماتے۔ اور ان دنوں میں شیخ نجم الدین کبریٰ کی آپ نے حکایت بیان فرمائی کہ فتنوں کے دنوں میں انہوں نے اپنے مریدوں کو رخصت کر دیا۔ کہ اپنے اپنے وطنوں میں چلے جاؤ۔ مریدوں نے عرض کیا۔ کہ ہم آپ کی سواری کے لئے گدھا لاویں۔ فرمایا ہم تو نہیں جاتے۔ پس وہاں ہی شہادت کے ساتھ مشرف ہوئے۔ اور عید فطر کے بعد فقیر جو گھر کی طرف رخصت ہوا۔ تو لاہوری دروازہ کے باہر آ کر شاہدرہ تک تشریف لائے شہر سے نکلتے وقت ایک سقا پانی کی مشک بھر کر شہر کے اندر داخل ہوتا ہوا ہم کو ملا تھا میں نے عرض کی کہ اس قسم کا تفاؤل بھی مسنون ہے۔ یا صرف بات سن کر فرمایا۔ غالباً یہ بھی جائز ہوگا اور رخصت کے وقت میں نے وصیت طلب کی فرمایا

اُوْصِیْکُمْ بِتَقْوَی اللّٰہِ — یعنی تجھ کو وصیت کرتا ہوں اللہ تعالےٰ سے ڈرنے کی

ایک معتبر آدمی سے منقول ہے۔ کہ عین ہنگامۂ غدر میں جو لوگ اپنا تفرقہ اور اسباب کے نقصان اور عیال کے خراب ہونے کی حکایت کرتے۔ اور ہر آدمی اندیشہ کرتا۔ اور کوئی تدبیر کرتا فرماتے مجھ کو تو ایک فکر ہے۔ کہ ایسا نہ ہو کہ اپنے مالک کی یاد کے بغیر جان جان آفرین کے حوالہ کروں۔ اور غفلت میں روح اڑ جاوے سبحان اللہ اللہ تعالےٰ کے محبوبوں کا معاملہ ہی اور ہے ؎

علی الصباح کہ مردم بکار و بار روند — بلاکشان محبت بکوئے یار روند

ایک شخص کو میں نے لاہور میں ترغیب دیکر بھیجا۔ اس شخص کو آپ نے اپنی صحبت کے ساتھ مشرف کرنے کا اشارہ کیا۔ وہ حیلے بہانے بنانے لگا۔ آپ نے فرمایا کہ عبداللہ مرغی است ہر گاہ خواہد پرید ہر کس دست خواہد مالید یعنے عبداللہ ایک پرند کی طرح ہے جب اڑ جایگا تو ہر ایک شخص افسوس کے ہاتھ ملتا رہ جاویگا سبحان اللہ آپ کی اس بات کے تہ تک پہنچنا ہر ایک شخص کو دشوار ہے۔ بلکہ بعض نافہموں کو یہ بات آپ کی ناگوار معلوم ہوتی ہے۔ لیکن حقیقت میں یہ ایسی بات ہے۔ جو سونے کے پانی کے ساتھ لکھنی چاہئے ؎

ہر دو عالم قیمتِ خود گفتۂ — نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

سکندر پور کے باغ میں آپ نے ایک دن فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے محض اپنی عنایت کے ساتھ

اس عاجز کے دل میں یہ القا فرمایا ہے اور مقصود اعلیٰ کا راہ دکھایا ہے کہ ملت اسلام بلکہ سب پاک دینوں میں صبر جیسا اور کوئی کام نہیں ہے آیت کریمہ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ الآیات میں اپنی معیت کو صبر کرنے والوں کے ساتھ مختص فرمایا۔ اور صلوٰۃ اور رحمت اور ہدایت یابی کو صبر کے ساتھ باندھ دیا۔ انبیاء اور رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عصمت کا پرتو جو وہ پہلے پچھلے گناہوں کا معاف ہو جانا ہے صبر کرنیوالوں پر ڈالا۔ پس اس سعادت کے حاصل ہونے کے لئے اس حدیث کو مد نظر رکھنا چاہیئے

كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيْبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ وَعُدَّ نَفْسَكَ مِنْ أَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ
یعنی رہ تو دنیا میں مسافر کی طرح یا جیسے راہ گذر اور شمار کر اپنے نفس کو قبر والوں میں سے۔

کیونکہ یہ حدیث طول امل کی جڑ کاٹنے کے لئے کافی علاج ہے۔ اور ایک دوسری حدیث کو اس کے ساتھ ملالینا چاہیئے۔ جو یہ ہے۔

مَا لِيْ وَلِلدُّنْيَا وَمَا أَنَا وَالدُّنْيَا إِلَّا كَرَاكِبٍ اسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا
یعنی مجھ کو دنیا سے کیا علاقہ میری اور دنیا کی تو ایسی مثال ہے جیسے سوار کہ اس نے آرام کیا ایک درخت کے نیچے پھر چلدیا اور اس درخت کو چھوڑ دیا۔

پس رہنے کا اسباب مسافر کو بنانا نہیں چاہیئے۔ اور کوچ کرنے کے اسباب کی تیاری میں مشغول رہنا چاہیئے۔ اور ان دونوں آیتوں کے مضمون کو زیر نظر رکھنا چاہیئے۔

إِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ أَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْأَرْضِ مِمَّا يَأْكُلُ النَّاسُ وَالْأَنْعَامُ حَتّٰى إِذَا أَخَذَتِ الْأَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ أَهْلُهَا الآیۃ
یعنی دنیا کے جینے کی وہی کہاوت ہے جیسے ہم نے پانی اتارا آسمان سے پھر رل مل گئی ساتھ اس کے روئید گی زمین کی جو کھاویں آدمی اور جانور یہاں تک کہ جب پکڑے زمین نے چمک اور آراستہ ہوئی اور گمان کیا زمین والوں نے آخر آیت تک۔

اِعْلَمُوْا أَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ
اور یعنے جان رکھو کہ دنیا کا جینا یہی ہے کھیل اور تماشا اور بناؤ اور بڑائیاں کرنی آپس میں اور بہتایت ڈھونڈنی مال کی اور اولاد کی

جب ماسوائے اللہ سے اعراض نظر آنے لگے تو اس کے شکر میں مشغول ہووے۔

وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ
یعنی اور شکر کرو اللہ تعالےٰ کا اگر ہو تم اسی کی بندگی کرتے۔

پس شکر اور صبر کے جمع کرنے میں تمام دین حاصل ہو جاتا ہے۔

فَأَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا
یعنی پھر سمجھ دی اس کو برائی اس کی کی اور پرہیز گاری اس کی کی۔ مراد کو پہنچا جس نے اُس کو سنوارا اور نامراد ہوا جس نے اُس کو خاک میں ڈالا۔

فجور اور تقوی کے الہام کے بعد نفس کی خلاصی اس کے پاک کرنے میں ہے صبر اور شکر کے ساتھ جیسا کہ ناشکری کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰهَا
یعنی جھٹلایا ثمود نے صالح علیہ السلام کو بسبب سرکشی اپنی کے۔

اس سعادت عظمیٰ کے حاصل ہونے کے بعد یہ خوف ہوتا ہے۔ کہ سالک فخر میں نہ آجاوے اس کا علاج یہ ہے کہ آیت

لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا
یعنی نہیں کوئی معبود اللہ کے سوا پھر بنا اسی کو کارساز

کے مضمون میں غور کرے۔ اور ہر چند ماسوے اللہ سے اعراض اور اللہ کے ذکر پر قدرت ہو جاوے۔ پر یہ حالت اعتبار کے لائق نہیں ہے جب تک ظلم نہ چھوڑے کریمہ

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ
یعنی اللہ راہ نہیں دیتا بے انصاف لوگوں کو

اور کریمہ

وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ إِلَّا خَسَارًا
یعنی اور نہیں زیادہ کرتا ظالموں کو مگر ٹوٹا میں

یہ صاف مذکور ہے۔ اور ظلم سب مامور چیزوں کے چھوڑنے اور منہیات کے استعمال کرنے کو شامل ہے۔ اور ظلم کے چھوڑنے کے بعد بھی اگر ایمان کی لذت میں کوئی قصور دیکھے تو اس کا سبب اس آیت سے سمجھے۔

وَلَا تَرْكَنُوْا إِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ
یعنی اور مت جھکو طرف ظالموں کے پھر لگیگی تم کو آگ۔

جب تک ظالموں کی طرف مائل ہونے کو نہ چھوڑے تاہنوز اس راہ میں قدم نہیں ٹکایا۔ اور ان سب بیماریوں کا علاج اس آیت میں فرمایا۔

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا
یعنی اور کھول کھول کر پڑھ قرآن کو صاف۔

اور غرور کے علاج میں یہ الہام ہوا۔

فَلَا تُزَكُّوْآ اَنْفُسَكُمْ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى سو مت بولو اپنی ستھرائیاں وہ خوب جانے جو بچ چلا۔

اور دو چیزوں کے بارے میں بہت کوشش فرماتے۔ حضور نماز کے باب میں اور کلام اللہ کے تدبر کے باب میں۔ اور فرماتے تھے۔ کہ الحمد للہ میرا بال بال قرآن مجید کی محبت سے بھرا ہوا ہے۔ اور کبھی کبھی لوگوں کی سستی میں نظر فرما کر فرماتے۔ سبحان اللہ لوگ اشعار غریبہ کو یاد کرتے ہیں۔ اور علوم فلاسفہ میں باریک بینیاں کرتے ہیں اور اللہ کی کلام کو پیٹھ کے پیچھے ڈال رکھا ہے ؎

پری نہفتہ رخ و دیو در کرشمہ و ناز بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ست

اور میں اور میرا دینی بھائی حیات گل جو کبھی کبھی حال کے مطابق فارسی شعر پڑھتے تو آپ فرماتے کہ اس کے بعد جو حال کے مطابق بات کرو قرآن مجید سے کرو۔ اور تعجب کے وقت بلند آواز سے اللہ اکبر کہنے میں بہت کوشش فرماتے۔ اور فرماتے تھے کہ یہ سنت صحابہ میں جاری تھی۔ اور مدت سے مر گئی ہے۔ پہلے پہلے جب ملاقات ہوئی تو کبھی کبھی اکیلے جنگل میں عاشقانہ بیت سن کر لذت اٹھاتے۔ دوسری بار جو پھر ملاقات کا اتفاق ہوا تو سننے کے لئے قرآن مجید معین تھا۔ اور بیت سننے موقوف فرمادئے تھے۔ اور فرماتے تھے میں نے عہد کرلیا ہے۔ کہ اپنے مالک کی کلام کے سوا کسی کی کلام کے ساتھ اپنے دل کو آرام نہ دونگا۔ دہلی میں مولوی فخر الدین علیہ الرحمۃ کے خاندان کے قوالوں میں سے ایک شخص نے آپ کی اجازت کے سوا خوش آواز کے ساتھ ایک غزل پڑھی۔ بے ذوق ہو کر چپ ہو رہے۔ اس کے جانے کے بعد فرمایا۔ اس کی غزل نے کچھ لذت نہ دی۔ اور ایسی غزلوں کا سننا قرآن مجید کی لذت کو کھینچ لیتا ہے اور راستے میں امام ربانی کی قبر پر جو راستے سے تین کوس کے فاصلے پر واقع ہے ہم گئے مولوی صدر الدین سرہندی صاحب ایسی مزاروں پر جانے سے منع کرنے میں بہت مبالغہ فرماتے تھے کیونکہ وہاں بدعات کا ہجوم ہوتا ہے۔ جیسے گنبد اور چراغ وغیرہ اور ایسی مزار پر جانا جائز نہیں۔ جہاں یہ بدعتیں موجود ہوں جیسے اس ولیمہ کی دعوت میں جانا جائز نہیں ہے۔ جہاں ڈھول ڈھمکا ہو۔ جواب میں آپ نے فرمایا یہ قیاس قیاس مع الفارق ہے کہ ولیمہ میں تو وہی لوگ منہیات کے مرتکب ہوتے ہیں جو صاحب ولیمہ ہیں اس لئے وہ زجر اور توبیخ کے لائق ہیں اور اس جگہ ان حضرتوں نے تو لوگوں کو بدعتوں کا حکم نہیں دیا پس اپنے کو اس عذر کے ساتھ زیارت سے ہٹانا اور ان کو

دعا کے فائدے سے محروم کرنا مناسب نہیں ہے۔ پھر وہاں گئے اور اس قدر کھڑے ہو کر دعا کی۔ کہ مجھ کو کھڑے ہونے کی طاقت نہ رہی۔ وہ ایسی حالت تھی۔ جس کو میں بیان نہیں کرسکتا۔ لیکن چونکہ ان کی حالت کا پرتو تھا۔ اس لئے وہ برقرار نہ رہا۔ اور سب حضرتوں کی مزاریں جیسے خواجہ محمد زبیر اور خواجہ محمد معصوم وغیرہ ہم نے دیکھیں اور کھڑے ہو کر دعائیں کیں مگر خواجہ محمد حجۃ اللہ کے روضہ پر جو قدرے فاصلہ پر تھا نہ گئے۔ اس لئے کہ آپ بیمار تھے۔ دور سے دعا کی اور راستہ میں فرمایا فنا فی اللہ کی علامت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی چیز کے ساتھ اکتفا نہ کرے۔ اگرچہ وہ کس قدر لذیذ ہو۔ اور یہ مطلب نہیں ہے کہ لذت والی چیزوں کی لذت نہیں آتی۔ اور فرماتے تھے۔ کہ اخوند حبیب اللہ فرماتے تھے کہ معیت کا مراقبہ مجھ کو سب مراقبوں سے پسند آتا ہے۔ اور فرماتے تھے کہ اخوند کی طبیعت میں اس قدر انکسار غالب تھا کہ لوگوں کو تاثیر کرتا تھا اور دہلی میں فرماتے تھے کہ اخوند صاحب ربانی عالموں میں سے تھے مولانا ولی اللہ اور شاہ عبد العزیز وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی طرح اور فرماتے تھے۔ مجھ کو الہام ہوا تھا۔ کہ دین کے مشکل مسئلوں کا ان سے استفسار کیا کرو یہاں تک کہ جو مشکل اور صعوبت کہ دین میں پیش آتی اس کا میں ان سے سوال کرتا اور آپ جواب دیتے۔ اور ان مسائل کا ایک مجموعہ بن گیا تھا۔ اور فرماتے تھے مجھے الہام ہوا ہے۔ کہ قرآن مجید میں فکر کرنے کے لئے فوز الکبیر فی اصول التفسیر کا مطالعہ کیا کروں۔ اور کابل و غزنی کے گرد و نواح کے ملا جو علم حدیث سے بے بہرہ تھے۔ اور ایک عمر انہوں نے عقلی فنون اور فلسفی دقیقوں میں برباد کی ہوئی تھی اور بعضوں نے فقط فقہ کی ہر طرح کی روایتیں حاطب لیل کی طرح جمع کی ہوئی تھیں اور دینی تحقیقوں سے بالکل ناواقف تھے۔ انہوں نے شورش کے ساتھ سر اٹھایا۔ اور جوش و خروش کے ساتھ جنگ و جدل کے لئے پیش آئے۔ اور تکفیر اور تضلیل کے ساتھ زبان کو کھولا۔ اور ایک لشکر آپ کے سر پر کھینچ لائے لیکن اس سبب سے کہ آپ کے مخلص تابعداروں اور مریدوں کی ایک جماعت سنت کے زندہ کرنے پر متفق اور ملت پر حریص تھی اور مذاق ایمان کے ساتھ ذکر الٰہی کی حلاوت چکھ چکی تھی۔ اور بعض غلبہ حال کی وجہ سے مجذوب ہوگئی تھی۔ اور بعض فنا کے مقام اور سلوک کے مقامات کی انتہاء کو پہنچ چکی تھی۔ اور سنت سنیہ کی تابعداری اختیار کرچکی تھی یہ سب ان کے مقابلہ کو تیار ہوگئے جب وہ مقابلہ نہ کرسکے۔ تو ناچار بھاگ گئے اور دغا اور فریب اپنا

دستاویز ٹھہرایا یعنی امیر کو کہنے لگے۔ کہ یہ شخص امیر بننے کا داعیہ رکھتا ہے۔ اور ملک گیری کا پختہ ارادہ کر چکا ہے لہذا قاضی عبدالکریم جان کے کہنے کے موافق جو وہ آپ کے مریدوں میں سے ایک مرید تھا اور عالم مدقق اور ذی فنون اور موحد کامل تھا۔ امیر کابل کے پاس گئے۔ مجمع میں ملاؤں نے رنگارنگ کی باتیں اور طرح طرح کے بہتان آپ کے ذمہ لگائے۔ جو سب کے سب واہیات ہیں از انجملہ ایک شخص بولا کہ یہ شخص رفع سبابہ کرتا ہے۔ امیر بولا ہم بھی رفع سبابہ کرتے ہیں وہ بدمعاش بولا تو بھی برا کرتا ہے آپکا ہمشیرہ زادہ قسم کھا کر کہنے لگا۔ کہ میں نے اُن سے سُنا ہے کہ کہتے تھے وہ ارادت کہ میں مولانا اسمٰعیل شہید کے حق میں رکھتا ہوں بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ نہیں رکھتا امیر بولا چھوڑ دے یہ کلمہ کفر نہیں ہے۔ غرض ہرچند امیر کو معلوم تھا کہ یہ شخص سچا ہے لیکن علماء کے شورش سے ڈر کر بولا۔ کہ مصلحت یہی ہے۔ کہ آپ یہاں سے نکل جاؤ۔ اور میں اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور فرماتے تھے کہ اس وقت مجھ پر ایسی حالت طاری تھی۔ کہ لوگ اللہ کی عظمت اور کبریائی کے سامنے مجھ کو خس و خاشاک کی طرح نظر آتے تھے۔ اور اس مجلس میں اللہ اکبر کہنے کے سوا اور کوئی لفظ میری زبان پر جاری نہ تھا اور فرماتے تھے جب میں اُٹھنے کے لئے تیار ہوتا امیر کے ملازم کہتے ٹھیر جاؤ یہاں تک کہ شورش کم ہو جاوے اور مخلوقات کا اس قدر ہجوم تھا کہ قیاس میں نہیں آتا۔ وہ لوگ جس کو ہمارے مریدوں میں سے دیکھ لیتے۔ اس کو مارتے۔ اور ایذا پہنچاتے۔ جب فتنہ فرو ہو گیا ہم ہمراہ ہو کر ہجوم سے نکل گئے اس جگہ سے ملک سواد میں اخوند صاحب کے پاس پہنچے۔ جیسے مذکور ہو چکا۔ اور فرماتے تھے کہ مصیبت کے دنوں میں بہت مصیبتیں جن کا آیت وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ میں وعدہ دیا گیا ہے وارد ہوئی تھیں چنانچہ سواد میں بہت دن گذر گئے۔ کہ سب یار بھوکے تھے اور دشمنوں کا خوف ہر جگہ اس قدر تھا کہ سوا قتل کے نہ چھوڑینگے۔ اور عیال کی تنگدستی اس قدر تھی۔ کہ معاش کی کوئی وجہ مقرر نہ تھی اور کابل اور غزنی کے والیاں سخت سخت پیغام بھیجتے تھے۔ کہ دیکھیو برف موقوف ہونے کے بعد تمہارا انتظام کرتے ہیں ایکدفعہ ہزارہ میں کچھ خرچ اور کچھ نسخے کسی حدیث کی کتاب کے جو بڑے شوق سے پیدا ہوئے تھے۔ انھوں نے بھیجے وہ خرچ اور کتابیں خیبر میں پہنچ کر لٹ گئیں جب خبر پہنچی تو فقیر بھی وہاں موجود تھا ہم بہت غمناک ہوئے۔ لیکن آپ کے دل پر ہمارے خیال میں ذرا بھی غم اور اندوہ نہ تھا۔ بلکہ اگر کوئی حادثہ ذکر کیا جاتا۔ تو آپ کی طبیعت میں ملال آجاتا۔ کہ اللہ جل جلالہٗ کی شکایت کرتے ہو اور

فرماتے تھے۔ بندے کو اپنی خواہش سے کیا کام کہ یہ کر یا وہ کر یہ تو خدائی دعویٰ ہے کہ کہے ایسا ایسا چاہیئے۔ اور حافظ کے اس بیت کو پسند کرتے تھے ؎

قند آمیختہ با گل نہ علاج دل ماست بوسۂ چند برآمیز بدشنامی چند

اور فرماتے تھے کہ اگر لطائف کا شغل وسیلہ جان کر کرے تو جائز ہے اور اگر مقصود جانے تو بدعت ہے اور اسم ذات کی تلقین میں ان کا طریق تمام مشائخ کے طریق سے جدا تھا اور جوش بھی علیحدہ خصوصاً لطیفہ خفی بہت جوش کے ساتھ آتا۔ جب قلب کے لطیفے کا سبق دیتے تو فرماتے۔ کہ اپنے دل کو ایک ریت کا ڈھیر خیال کر کے اسم ذات کو ریت کے ہر دانہ سے نکالو اور لطیفہ قالب یعنے سلطان الذکر میں بھی آپ جدا طریق سکھلاتے۔ کہ اپنے تمام جسم کو ایک ریت کا ڈھیر تصور کر کے اسم ذات کا ذکر کرو اور سورہ فاتحہ کے پڑھنے میں بہت کوشش فرماتے معنوں کے لحاظ اور آیتوں کو بار بار پڑھنے کی شرط کے ساتھ اور وصیت کرتے تھے۔ کہ اپنے تابعداروں میں سے ہر ایک شخص کو سکھلاؤ۔ اور چشتیہ کے ذکروں میں سے اللہ الصمد کے ذکر کو بلحاظ معنے بہت مفید جانتے تھے۔ اور دورہ کا طریق جو بعض لوگوں کو سکھلاتے۔ تو فلک چہارم کی سیر یا فوق عرش کی سیر پر دلالت نہیں کرتے تھے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی صفتوں یعنے سمیع بصیر قدیر علیم وغیرہ میں فکر کرنے کی تاکید فرماتے۔ اور مریدوں کے کشف سے ڈرتے تھے۔ کیونکہ یہ بعض لوگوں کے حق میں مجازی فیض سے روک ہو جاتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص ذکر کے وقت حرکت یا چیخیں یا اضطراب کرتا تو اس کو زجر کے ساتھ منع فرماتے ایک دن فقیر نے سوال کیا۔ کہ یہ شخص رعشہ والوں کی طرح حرکت کرتا ہے۔ اور آپ زجر کے ساتھ منع فرماتے ہیں فرمایا کہ شاید ہوائے نفسانی کا شائبہ اس کے ساتھ نہ ملجاوے۔ اور ظالموں اور ان کے متعلقین کے کھانے سے پرہیز کرتے۔ مگر اس وقت کہ صاف معلوم ہو جاتا۔ کہ اُدھر لیا گیا ہے۔ ایک دن آپ نے شیخ شہاب الدین سہروردی سے حکایت کی کہ وہ مریدوں کو اسماء الحسنٰی کے ورد کی تعلیم کرتے اور چالیس دن کے بعد ان سے سنتے جس اسم کے ساتھ ان کی حالت میں تغیر آنے لگتا۔ وہی اسم تعلیم فرماتے پھر فرمانے لگے۔ کہ اس عاجز کی دانست میں اس کی استعداد کے مطابق اسم ذات ہے پھر کسر نفسی کرتے تھے۔ کہ میں کیا ہوں اور میری سمجھ کیا ہے۔ اور کبھی فرماتے۔ یہ کیا مسلمانی ہے یہ کیسا ایمان

اور بہت وقتوں میں اپنا انکسار ظاہر کرتے۔ اور جلسہ کا طریق کسی مرید کو نہیں سکھلاتے تھے اگرچہ اس کے منع ہونے میں دم نہیں مارتے تھے۔ اور تاکید کرتے تھے۔ کہ روایت میں خیانت نہ کرو ایک دن میں نے نقل کیا کہ جذب القلوب میں شیخ عبدالحقؒ نے لکھا ہے کہ مکہ معظمہ میں استفتاء آیا۔ کہ ایک شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ کہ فرماتے ہیں اشرب الخمر مشائخ نے مختلف جواب دئے۔ مگر فلاں شیخ کہ اس کا نام مجھ کو بھول گیا۔ بولا کہ اس خواب دیکھنے والے کی حس نے غلطی کی ہے۔ لاتشرب الخمر کو اشرب الخمر سمجھ لیا ہے۔ اور میں نے کہا کہ وہ شیخ مجلس میں حاضر تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہ کتاب میں لکھا ہوا ہے۔ کہ وہ شیخ مجلس میں حاضر تھا اور سخت منع کرتے تھے۔ کہ روایت میں خیانت نہ کرو۔ اور دل میں واہی تباہی خیال کرنے سے بہت منع فرماتے تھے۔ اور خود نیت کے سوا کوئی کام اور بات نہ کرتے۔ اور کسی کے سامنے اس کی تعریف نہ کرتے اور ہر قسم کی تربیت سنت سنیہ کے مطابق کرتے۔ اور آپ کے مریدوں کا یہ خاصہ ہے کہ چھوٹی سی سنت چھوڑنے یا ناجنس کی صحبت اختیار کرنے یا شبہ والے کھانے کے ساتھ مکدر ہو جاتے ہیں اور یہ لطافت کی علامت ہے۔ نہ ضعف نسبت کی اور فرماتے تھے۔ کہ جلدی طالب کو مضر ہے بلکہ کام شروع کرے۔ ساتھ بہت التجاء کے اور عبادت کئے جاوے۔

شاید اس رسالہ میں آپ نے کسی چیز کو سنت کے خلاف دیکھا ہوگا

اس لئے آپ نے اس رسالہ کے آخر میں اپنے ہاتھ سے یہ لکھا۔ «در آخر ہمہ اشغال را ترک کردند بجز تلاوت کلام اللہ و ادعیہ ماثورہ و از بدعت احتراز میکرد خواہ بدعت اصلی باشد یا وصفی» اور اس رسالے کے آخر میں یہ شعر لکھا ہوا تھا۔ ؎

بسکہ شنیدی صفت روم و چیں ۔۔۔ خیز بیا ملک سنائی ببیں

اس شعر سے چونکہ قبروں کی تعظیم اور لوگوں کو قبر پرستی کی طرف بلانا موہوم ہوتا ہے۔ اس لئے آپ نے اس شعر کو مٹا دیا۔ شرک کے وسیلوں کو بند کرنا اور شرک کی جگہوں سے بچنا آپ کی عادت تھی۔ جزاہ اللہ خیرا۔ والحمد للہ رب العلمین۔ ختم شد

مکتوبات امام الزمان شیخ عبداللہ غزنوی علیہ الرحمۃ والغفران

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ اور البتہ پچھلا گھر بہتر ہے واسطے ان لوگوں کے جو پرہیزگاری کرتے ہیں کیا پس نہیں سمجھتے ہو تم۔

از عبداللہ بعبداللہ و عبدالرؤف بعد از سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ واضح باد کہ مقصود اصلی و مطلوب کلی حصول دولت رضائی اوست پس نیست سعادتمندی کہ روز و شب در اندیشہ آن باشد کہ بہرہ از دولت رضای او سبحانہ بدست آرد و وائے بدبختے کہ مطلق العنان در چراگاہ ہوا و ہوس میچرد و ہمت بر احراز دولت عظمیٰ نگمارد و اوقات عمر عزیز کہ وسیلہ قرب و سرمایہ تحصیل رضوان حق جل و علا ست از دست ندہند و کلام اللہ و احادیث رسول اللہ را ورد دائمی و وظیفہ مستمری گردانند و خاطر را در فہم معانی آن و متاثر شدن از آن مستغرق دارند خصوصاً معانی کلام اللہ را خزینہ اسرار الٰہی دانستہ بہرہ از آن بدست آوردن را دولت نقد و غنیمت وقت و سعادت روزگار خود شمارند و صلوٰۃ را کہ اعظم شعار اسلام است بجہت اشتغال باشغال دینیہ و دنیویہ از اوائل اوقات تاخیر نکنند و دل خود پیش از شروع در نماز از اشتغال بامور دنیوی و ہرچہ موجب تشویش تفرقہ باطن و توزع فکر و تشتت جمعیت بود فارغ و مجموع گردانند تا در نماز حاضر بود کہ چہ مے کند و چہ مے خواند و مست غفلت نباشد و خطاب بفحوائے عتاب

لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى نزدیک جاؤ تم نماز کے اور ہو تم مست۔

متوجہ نشود الغرض کہ در مراعات حضور قلب و خشوع باطن حق سعی بجا آرند و تمام جد و سعی خود را مبذول

وانندچہ اگر نماز از معنی حضور و نیاز خالی باشد صورتے بی حقیقت و کالبدی بیجان خواہم بود۔

وقال اللہ تعالیٰ

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ‎ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا

تو کہہ ہم بتادیں تم کو وہ لوگ جنہوں نے ٹوٹا پایا اپنے کاموں میں۔ وہ لوگ ہیں کہ کھوئی گئی کوشش ان کی دنیا کی زندگی میں اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ اچھے کام کرتے ہیں۔

ثانیاً آنکہ کتاب کشف الغمہ عبدالرحمٰن[1] خواہد فرستاد برائے حقیر نقل نمودہ باصل بغور تمام مقابلہ نمایند و دریں باب تعجیل نمودہ توقف و مبالاتی نکنند و در باب نصرت و معاونت چہ گویم و چہ نویسم کہ از اوم فرائض اسلامی و او کد واجبات دینی مے انگارم کہ ابلاغ آن لازم ست از آنجہة صاف صاف مے نویسم و ہرگز ہرگو از آن ننگ و عارنمی آرم زیادہ تفصیل مقال از زبان صدق ترجمان عبدالرحمٰن استفسار نمایند آنچہ نوشتند قرین صدق و راستی دانند۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

از عائذ باللہ عبداللہ بکافۂ اہل اسلام خصوصاً آنانکہ با فقیر راہ مودت و محبت پیمودہ اند اعلام عام آنکہ فقیر را بیش از بیش امر بجد و جہد کوشیدن در اجرائے کلام الٰہی کردہ میشود لہٰذا ہمیشہ ہمیشہ آشنا و بیگانہ را ترغیب این امر مے نمایم۔ و ہر کسے را بار بار باین معنی میخوانم اولاً برحسب مضمون وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ اور ڈر سنا اپنے نزدیک کے ناتے والوں کو۔ اقارب خود را از ان واندازے دہم۔ اما بعد پس مے گویم کہ بعضے از پسران فقیر ارادہ عزم سفر بخاطر بست برائے وسیلہ استیذان مراسلہ نوشتند بدین مضمون خواہم کہ علومے کہ بدستیاری شان معانی غامضہ قرآن و حدیث بدست آرم و بفہم قواعد عزیزہ محدثین از قدیم و حدیث بآسانی برسم در سحر این شب باران بشارات غیبی و تنبیہات ربانی و اشارات سبحانی بارید بعضے از آن شگوفہ گلستان خندید و برخی باستقامت و صبر و انتظار رحمت پروردگار باعث گردید چونکہ اہل این زمان را تمارفع محاکہ و رو مشاجرہ بطواغیت باطلہ خود مے نمایند۔ برخلاف فائدہ ارسال رسل و انزال کتب کہ اطاعت و متابعت ایشان است و بس کما قال عز من قائل

[1] عبدالرحمٰن مشہور قاضی منصور جان پشاوری

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللّٰهِ اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس واسطے کہ اس کا حکم مانئے اللہ کے فرمان سے۔

ہر فرقہ را طاغوتے علیحدہ مہیا شد و ہر طائفہ را رئیس جدا گانہ پس تفرق کلی و تمزق دائمی بہم رسید و مقصود اصلی از ارسال و انزال بالکل منفی گردید ازین سبب فقیر را الہام شد۔

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا

اور مضبوط پکڑو رسی اللہ کو سب مل کر۔

ایضاً الہام شد أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَا بَنِي آدَمَ أَنْ لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ وَأَنِ اعْبُدُونِي هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ

میں نے نہ کہہ رکھا تھا تم کو اے آدم کی اولاد کہ نہ پوجیو شیطان کو وہ کھلا دشمن ہے تمہارا اور یہ کہ پوجو مجھ کو یہ راہ ہے سیدھی۔

وایضاً وَمَا لِيَ لَا أَعْبُدُ الَّذِي فَطَرَنِي الآیہ

اور مجھ کو کیا ہے کہ میں بندگی نہ کروں اس کی جس نے مجھ کو بنایا اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے۔

وہمچنین الہام شد۔

وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ

اور یہ کہا کہ یہ راہ ہے میری سیدھی سو اس پر چلو اور مت چلو کئی راہیں پھر تم کو پھٹا دیں گے اس کے راہ سے۔

وایضاً فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي الآیہ

پس بچو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی ہیں۔

وہمیں طور الہام شد۔

قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا الآیہ

بچاؤ اپنی جانیں اور اپنے گھر والے آگ سے۔

وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ

اور مت ڈالو اپنی جان ہلاکت میں

ونیز الہام شد۔

وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ الآیہ

اور خوشی سناؤ صبر کرنے والوں کو جو جب ان کو پہنچے مصیبت آخر آیت تک۔

وایضاً قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو الآیہ

تو کہہ یہ میری راہ ہے بلاتا ہوں میں اللہ کی طرف آخر آیت تک

ایضاً اقْرَأْ كِتَابِي وَلَا تَقْرَأْ سِوَى كِتَابِي فَمَنِ ابْتَغَى وَرَاءَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْعَادُونَ

پڑھو میری کتاب اور میری کتاب کے سوا اور کچھ نہ پڑھو پھر جو طلب کرے اس کے سوا اور سو راہ وہی ہیں حد سے بڑھنے والے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از عائذ باللہ عبد اللہ بعد از سلام مسنون سید الانام بہدایت اللہ واضح و لائح باد کہ دنیا روزے چند است عاقبت کار با خداوند ست و پروردگار عالم جل شانہ در قرآن عظیم و فرقان حمید خود فرمودہ کہ دنیا لہو و لعب و زینت و تفاخر و تکاثر است باید کہ انسان عاقل حیات چند روزہ را مشغول کار بار لہو و لعب نسازد و حیات را غنیمت کبریٰ شمرد و برضیات مولائی خود پردازد و شب و روز را بعبادت مصروف سازد کہ حق تعالیٰ جل سلطانہ فرمودہ

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ — اور نہیں پیدا کئے میں نے جن اور آدمی مگر اس لئے کہ میری عبادت کریں۔

بندہ ہمان ست کہ بندگی کند و این عاجز ہم بندہ مولائی خود ہست و شما ہم بندہ مولائی خود ہستید و فکر و تدبر بکنید کہ در عالم چہ قدر فتنہ و فساد ست و صحبت کردن و بودن در عالم چہ قدر زہر قاتل ست و حق تعالیٰ از فتنہ و فساد پرہیز فرمودہ کہ

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاصَّةً وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ — اور بچتے رہو اس فساد سے کہ نہ پڑیگا تم میں سے ظالموں چن کر اور جان لو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے۔

و در حدیث شریف آمدہ است کہ در زمان فتن باید کہ مومن از شہر ہا برود بکوہ و صحرا و اگر ہیچ اسباب نداشتہ باشد بزیر یک درخت سکونت اختیار کند و گذران بکند و بعبادت پروردگار خود مشغول باشد تا کہ جان بدہد و بمیرد و از فتنہ و فساد یکسو باشد و کاغذ در اتمام تفسیر نوشتہ بودند رسید بسیار خوشی و خورمی حاصل گردید حق تعالیٰ جل شانہ سعی شما مقبول گرداند و دران نیز نوشتہ بودند کہ عبد الرحمٰن کہ با وعدہ کردہ بودند کہ ما نے آئیم و باز یکجا میرویم و عبد الرحمٰن نیامدند و این جانب را راہ و احوال علوم نیست الحال عبد الرحمٰن را فرستادیم باید کہ خود شما بعد تفسیر برخاستہ بیایند و صحبت را غنیمت باید شمرد۔ و حقیقت دنیا را فہمیدہ عبرت گیرند و در احوال گذشتگان نظر کنند ؎

گیرم کہ چون فغفور چین باشد ترا اندر نگین — آخر روی زیر زمین این تخت و تمنا تا بکی
تا چند داری شور و شر در حفظ اسپ گاو و خر — اے بو الہوس کوری مگر این چیخ و غوغا تا بکی
تا چند داری نام و ننگ این نام فانی زیر ننگ — محبوس گردی گور تنگ حرف زبانہا تا بکی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از عائذ باللہ عبد اللہ بعد از سلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ واضح و لائح باد کہ منتخب ثناء اللہ از زاد المعاد کہ قبل ازین خواستہ بودم باز تاکید کردم چہ قدر انتظار ست کہ کدام وقت بیاید و از کار نووی نیز عرض کردہ بودم۔ ہر دو را بمجرد رسیدن خط عنایت کنید شاید کہ برضیات رب عزیز ہر دو مشرف شویم۔

يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اَيْنَ رِضَاكَ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ يَا مَنْ هُوَ الْمَعْبُوْدُ الْمَشْكُوْرُ فِي الْحَقِيْقَةِ اِذْ لَا مُنْعِمَ سِوَاهُ وَكُلُّ نَفْعٍ يَجْرِيْ عَلٰى يَدِ غَيْرِهٖ فَهُوَ الَّذِيْ اَجْرَاهُ

اے ارحم الراحمین تیری خوشی کس کام میں ہے۔ تیری ہی عبادت کرتے ہیں ہم اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں اے وہ ذات جو وہی معبود ہے در حقیقت اسی کا شکر بجالانا چاہئے کیونکہ کوئی نہیں انعام کرنیوالا سوا اسکے اور جو فائدہ اس کے سوا دوسرے کے ہاتھ سے پہنچتا ہے۔ اس کا پہنچانے والا وہی ہے۔

مجنون صفتم در بدر و خانہ بخانہ — شاید کہ ببینم رخ لیلیٰ بہ بہانہ

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ اَيْنَ رِضَاكَ
يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ اَيْنَ رِضَاكَ
اِرْحَمْ عَلَى الْمُضْطَرِّ مَنْ يَّسْتَجِيْبُ سِوَاكَ
ثَبِّتْ عَلَى التَّوْحِيْدِ عِرْضِيْ وَرُوْحِيْ فِدَاكَ
اَنْتَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ اَنَا الذَّلِيْلُ الْمُلِيْمُ
اِرْحَمْ عَلَى الذَّلِيْلِ مَنْ لِّلذَّلِيْلِ سِوَاكَ
اَنْتَ الْقَوِيُّ الْمَتِيْنُ اَنَا الضَّعِيْفُ الْمِسْكِيْنُ
اِرْحَمْ عَلَى الضَّعِيْفِ مَنْ لِيَ الرَّبُّ سِوَاكَ
اَنْتَ اِلٰهُ لَنَا نَحْنُ عَبِيْدُ اِيَّاكَ
فَاصْرِفْ قُلُوْبَ الْعِبَادِ عَمَّا يَكُوْنُ سِوَاكَ
ثَبِّتْ عَلَى التَّوْحِيْدِ يَا مَنْ هَدَيْتَ لَنَا
لَوْلَا هِدَايَتُكَ مَا اهْتَدَيْنَا اِيَّاكَ

اے زندہ از ازل تا ابد اے مخلوقات کے تھامنے والے تیری خوشی کس کام میں ہے۔ اے بزرگی اور عزت والے تیری خوشی کس کام میں ہے۔ تو رحم کر اس بے قرار پر کون دعا قبول کرے تیرے سوا تو توحید پر ثابت رکھ میری عزت اور روح قربان ہے۔ تجھ پر تو غالب مہربان ہے اور میں ذلیل ملامت میں پڑا ہوا تو رحم کر ذلیل پر ذلیل کو تیرے سوا کون عزت دے سکتا ہے تو زور آور مضبوط ہے اور میں ضعیف بیچارہ ہوں تو بیچارے پر رحم کر میرا تیرے سوا کون مالک ہے تو ہمارا آقا ہے اور ہم تیرے غلام ہیں پھر تو پھیر بندوں کے دلوں کو اس چیز سے جو تیرے سوا ہے ثابت رکھ ہم کو توحید پر اے وہ ذات جس نے ہم کو اس کا راستہ دکھایا۔ اگر تیری راہبری نہ ہوتی تو ہم تیرا راہ نہ پاتے۔

وَاغُرْبَتِيْ وَكُرْبَتِيْ يَا بِالْعِبَادِ رَؤُوْفٌ
اِرْحَمْ عَلَى الْغُرَبَاءِ مَنْ لِّيَ الرَّبُّ سِوَاكَ
وَاغُرْبَتِيْ لَاذِلَّتِيْ يَا مَنْ عَزَّزْتَ لَنَا
اَلْعِزَّةُ لِلّٰهِ وَالذِّلَّةُ بِسِوَاكَ
اِرْحَمْ عَلَى الْمُضْطَرِّ مَنْ يَّسْتَجِيْبُ سِوَاكَ
ثَبِّتْ عَلَى التَّوْحِيْدِ اَبِيْ وَجَدِّيْ فِدَاكَ

یہ میری مسافرت ہے اور میری تکلیف ہے اے وہ ذات جو اپنے بندوں پر مہربان ہے رحم کر غریبوں پر کون میرا مالک ہے سوا تیرے یہ میری غربت ہے نہ ذلت۔ اے وہ ذات جس نے ہم کو اپنا راہ دکھا کر عزت بخشی عزت تیری ہی راہ میں ہے اور ذلت تیرے سوا دوسروں کے ہوں میں رحم کر بیقرار پر کون جواب قبول کرے سوا تیرے اور توحید پر ثابت رکھ میرے باپ دادا قربان تجھ پر۔

فَائِدَةٌ فِي الْحَثِّ عَلَى الْاِزْدِيَادِ مِنَ الْخَيْرِ فِيْ اَوَاخِرِ الْعُمُرِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَالْمُحَقِّقُوْنَ مَعْنَاهُ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ سِتِّيْنَ سَنَةً وَقِيْلَ مَعْنَاهُ ثَمَانِيَ عَشَرَ سَنَةً وَقِيْلَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً قَالَهُ الْحَسَنُ وَالْكَلْبِيُّ وَمَسْرُوْقٌ وَنُقِلَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَيْضًا وَنَقَلُوْا اَنَّ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ كَانُوْا اِذَا بَلَغَ اَحَدُهُمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً تَفَرَّغَ لِلْعِبَادَةِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْذَرَ اللّٰهُ اِلٰى امْرِئٍ اَخَّرَ اَجَلَهُ حَتّٰى بَلَغَ سِتِّيْنَ سَنَةً رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ قَالَ الْعُلَمَآءُ مَعْنَاهُ لَمْ يَتْرُكْ لَهُ عُذْرًا اِذَا اَمْهَلَهُ

آخر عمر میں بہت نیکی کرنے کی ترغیب میں فائدہ۔ فرماویگا اللہ تعالیٰ قیامت میں کیا ہم نے عمر نہ دی تھی تم کو جتنے میں سوچ لے جس کو سوچنا ہو اور پہنچا تم کو ڈر سنانے والا۔ ابن عباس رضؓ اور محققین کا یہ قول ہے کہ اس آیت میں اس عمر سے جس کی بابت اللہ تعالیٰ یاد دلاویگا ساٹھ سال کی عمر ہے بعض نے کہا اٹھارہ سال بعض نے کہا چالیس سال یہ حسن اور کلبی اور مسروق کا قول ہے اور ابن عباسؓ سے بھی یہ قول منقول ہے۔ اور انھوں نے نقل کیا ہے۔ کہ مدینہ والوں میں سے جب کوئی شخص چالیس سال کی حد کو پہنچ جاتا تو عبادت کے لئے فراغت حاصل کر لیتا تھا۔ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عذر دور کر دیا اللہ تعالیٰ نے اس مرد کا جس کی عمر میں اس قدر مہلت دی۔ کہ وہ ساٹھ سال کا ہو گیا یہ حدیث بخاری میں ہے علماء نے کہا اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ جب آدمی کی اس قدر عمر ہو جائے تو اس کا

هٰذِهِ الْمُدَّةَ يُقَالُ اَعْذَرَ الرَّجُلُ اِذَا بَلَغَ الْغَايَةَ فِي الْعُذْرِ

کوئی عذر باقی نہیں رہتا جب کسی کا کوئی عذر باقی نہیں رہتا۔ تو کہتے ہیں اعذر الرجل۔

الغرض این آیت و این حدیث را نصب العین سازید و در سجدہ بسیار گوئید۔

اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ۔

الٰہی میری مدد کر اپنی یاد اور شکر پر اور اس پر کہ میں تیری عبادت عمدہ طور پر کروں۔

وکریمہ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا۔

اور یاد کر نام پروردگار اپنے کا اور منقطع ہو جا اس کی طرف منقطع ہو جانا جو مالک ہے مشرق اور مغرب کا نہیں کوئی معبود اس کے سوا پس پکڑ اس کو اپنا کارساز۔

نصب العین سازید و فی الحث علی ازدیاد الخیر فی اواخر العمر ہمیں آیت و حدیث کافی ست اگر نصب العین شود لاکن بے خلوص نیت و اتباع سنت ہیچ عمل مقبول نیست۔

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ لَا يُقْبَلُ قَوْلٌ اِلَّا بِعَمَلٍ وَلَا يُقْبَلُ قَوْلٌ وَعَمَلٌ اِلَّا بِنِيَّةٍ وَلَا يُقْبَلُ قَوْلٌ وَعَمَلٌ وَنِيَّةٌ اِلَّا بِمُوَافَقَةِ السُّنَّةِ لِاَنَّ الْقَوْلَ وَالْعَمَلَ وَالنِّيَّةَ الَّذِيْ لَا يَكُوْنُ مَسْنُوْنًا مَشْرُوْعًا قَدْ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ يَكُوْنُ بِدْعَةً لَيْسَ مِمَّا يُحِبُّهُ اللّٰهُ فَلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ وَلَا يُصْلِحُ مِثْلَ اَعْمَالِ الْمُشْرِكِيْنَ وَاَهْلِ الْكِتَابِ

سعید بن جبیر سے منقول ہے۔ کہ کوئی قول عمل کے سوا مقبول نہیں ہوتا۔ اور کوئی قول عمل نیت کے سوا مقبول نہیں ہوتا۔ اور کوئی قول اور عمل اور نیت مقبول نہیں ہوتی۔ جب تک سنّت کے مطابق نہ ہو۔ کیونکہ جو قول اور عمل اور نیت سنّت کے مطابق نہیں ہے۔ جس کا خدا نے حکم دیا ہے کہ وہ بدعت ہے۔ جس کو خدا دوست نہیں رکھتا۔ پھر نہیں قبول فرماتا اللہ تعالیٰ اور نہیں درست کرتا بدعتی کا عمل جیسے مشرکوں اور اہل کتاب کے عمل۔

الغرض گر مقام محبوبیت میخواہی دریں دو امر کہ مدار مقبولیت ست سعی تمام و کلفت مالا کلام ورزید

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ شاہد این مدعاست۔

تو کہہ اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ سے تو میری راہ چلو۔ کہ اللہ تم کو چاہے۔

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ اِهْدِنَا

تیری ہی عبادت کرتے ہیں ہم اور تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں دکھا ہم کو

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ

سیدھی راہ راہ ان لوگوں کی جن پر تو نے فضل کیا نہ ان لوگوں کی راہ جن پر تو غصے ہوا۔ اور نہ راہ گمراہوں کے۔

وَلِهٰذَا كَانَ الْاَئِمَّةُ يَجْمَعُوْنَ هٰذَيْنِ الْاَصْلَيْنِ قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَاُبَيُّ ابْنُ كَعْبٍ وَاَبُو الدَّرْدَاءِ اِقْتِصَادٌ فِي السُّنَّةِ خَيْرٌ مِّنِ اجْتِهَادٍ فِيْ بِدْعَةٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلِظُّوْا بِيَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ مِنْ رِوَايَةِ رَبِيْعَةَ بْنِ عَامِرٍ الصَّحَابِيِّ قَالَ الْحَاكِمُ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ ـ

اور اسی واسطے دین کے پیشوا ان دونوں اصلوں یعنی نیت اور موافقت سنت کو جمع کرتے تھے کہا ابن مسعودؓ اور ابی بن کعب اور ابو الدرداء نے سنت کے اتباع میں تھوڑی کوشش کرنی بہت بہتر ہے بدعت میں زیادہ کوشش کرنے سے فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لازم کرو تم کہنا یاذالجلال والاکرام کا اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور روایت کیا اس کو نسائی نے ربیعہ بن عامر کی روایت ہے۔ کہا حاکم نے اس حدیث کا اسناد صحیح ہے۔

اَلِظُّوْا بِكَسْرِ اللَّامِ وَتَشْدِيْدِ الظَّاءِ الْمُعْجَمَةِ مَعْنَاهُ اَلْزِمُوْا هٰذِهِ الدَّعْوَةَ وَاَكْثِرُوْا مِنْهَا۔

يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ اَنَا خَادِمُ عِزَّتِكَ اَنَا خَادِمُ كَلِمَاتِكَ مَنْ اَنْصَارِيْ اِلَى اللّٰهِ

اے ذوالجلال والاکرام میں تیری عزت کا خادم ہوں اور تیری کلام کا خادم ہوں۔ کون مدد کرے میری اللہ کی راہ میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

از عبد اللہ بفرزندیم محمد و احمد و عبد اللہ و عبد الجبار و عبد الستار و عبد القیوم و عبد العزیز و عبد الرحیم و عبد الواحد و بہمہ اہلبیت بعد از سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ واضح باد کہ مدتیست کہ خطوط روانہ میکنم و وصیت ہا میکنم و جواب ہیچ نمے آید کہ آن وصیتہا بجا می آرید یا نہ ضرورت در تربیب بچہا و دخترہا سعی بیش از بیش باید کرد کہ امانت خداست ہم در باب تعلیم کردن و ہم در باب ستر و نماز و دیگر احکام رب العزۃ و بفرزندیم فاطمہ و مریم و امۃ اللہ و امۃ الغفار و امۃ الرحیم و امۃ الحمید بعد از سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ واضح باد کہ در باب خواندن و پرہیز

کردن خصوصاً ادب والدہائے خود و در باب ستر و حیا و نماز چہ تاکید کنم و نماز چاشت و تہجد ہمہ اہلبیت ناغہ نکنند و ادعیۂ ماثورہ کہ برائے بچہا نوشتہ ام ضرور بخوانید و بخانہ عبد اللہ نروید اگر صبر کردید عزیز دنیا و آخرت میشوید ورنہ خاسر الدنیا والآخرت میشوید العیاذ باللہ و بہ محمد و احمد و عبد اللہ چہ تاکید کنم در باب تقوے کہ اصل آن اجتناب از صحبت غافلان ست و از خواندن ابیات و شنیدن آن پرہیز کلی باید کرد کہ محققین نوشتہ اند کہ زنا زبان ست اگر وصیت حقیر بجا آوردی امید بارحم الراحمین ست کہ سختی را باسانی و فراق را بوصال مبدل کند و دیگر سخنان شریف زبانی خواہد گفت و ہوش کنید کہ ایام آزمائش ست و برائے تربیت در ایام طفولیت شما را اگر افراط شدہ عفو کنید و از والدہائے خود عفو برائے این حقیر خواستہ در کاغذ نوشتہ روانہ نمائید و دیگر ہمہ احوال روانہ نمائید فقط۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَفِي الْيُسْرِ وَالْعُسْرِ وَفِي النِّعْمَةِ وَالنِّقْمَةِ وَفِي الرَّحْمَةِ وَالزَّحْمَةِ وَالشِّدَّةِ وَالرَّخَاءِ وَالْعَطِيَّةِ وَالْبَلَاءِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ مَّا اُوْذِيَ نَبِيٌّ مِّثْلَ اِيْذَائِهٖ وَمَا ابْتُلِيَ رَسُوْلٌ نَحْوَ ابْتِلَائِهٖ فَلِهٰذَا صَارَ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ وَسَيِّدَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ

سب تعریف واسطے اللہ پالنے والے جہانوں کے خوشی اور ناخوشی میں آسانی اور تکلیف میں نعمت میں اور رنج میں رحمت میں اور زحمت میں سختی میں اور نرمی میں عطا میں اور بلا میں اور درود اور سلام اس ذات حمیدہ صفات پر جن کی طرح کوئی پیغمبر تکلیف نہیں دیا گیا اور کوئی رسول ویسا نہیں آزمایا گیا۔ اور اسی واسطے ہو گئے آپ رحمت واسطے جہانوں کے اور سردار پہلوں اور پچھلوں کے۔

فرزندان گرامی وقت ابتلا ہرچند تلخ و بے مزہ است۔ اما اگر فرصت دہند مغتنم ست در ین وقت چون شما را فرصت دادہ اند۔ حمد خدا جلشانہ بجا آوردہ متوجہ بکار خود باشند و یک لمحہ و لحظہ فراغت بسر خود تجویز نکنند و یکے از سہ چیز باید کہ خالی از آن نباشند تلاوت قرآن مجید و اداے نماز بطول قنوت و تکرار کلمۂ طیبہ لا الٰہ الا اللہ باید کہ کلمۂ لا نفی آلہۃ ہوائے نفس خود نمایند و رفع مقاصد و مرادات خویش کنند مراد خود طلبیدن الوہیت خود کردنست باید کہ ہیچ مرادے در ساحت سینہ گنجائشی نبود ہیچ ہوسے در متخیلہ نماند تا حقیقت بندگی متحقق شود مراد خود خواستن مستلزم رفع مراد مولائے

خود است و معارضہ کردنست بصاحب خود و این معنی مستلزم نفی مولائے خود است و قبح اثبات
مولائیت خود را نیک دریافتہ نفی دعوئی الوہیت خود نمائید تا زمان کہ از ہوا و ہوس ہا تمام
پاک نگردند و جز مراد مولائے خود مرادے نداشتہ باشند این معنی بعنایت اللہ سبحانہ امید است
کہ در ایام بلاد در اوقات ابتلاء بسہولت میسر گردد و در غیر این ایام ہوا ہا و ہوسہا سد ہائے
سکندریہ است۔ و در گوشہ ہا خزیدہ باین امر مشتغل باشند کہ فرصت مغتنم ست در زمان فتن
اندک را بسیار قبول مے نماید و در غیر زمان فتن ریاضات و مجاہدات شاقہ در کار است۔
ملاقات واقع شود یا نہ نصیحت ما ہمیں کہ مرادے و ہوسے نمانند و والدہ ہائے خود را نیز
بدین مطلع سازند۔ و دلالت نمایند باقی احوال این نشامگذرندہ است چہ در معرض
بیان آرد برخوردان شفقت دارند و بخواندن ترغیب نمایند و اہل حقوق تا توانند
از جانب من راضی سازند و بدعائے سلامتی ایمان ممد و معاون باشند و مکرر دعوتگہ
نوشتہ میشود کہ این وقت باموری لاطائل صرف نکنند و بغیر ذکر الٰہی جل سلطانہ باید کہ
بہیچ چیز نپردازند اگرچہ خواندن ابیات و تکرار طلبہ بود وقت ذکر ست ہوا ہائے نفسانی
را کہ الٰہہ باطلہ است در تحت لا آرند تا تمام منتفی شود و ہیچ مرادے و مقصودے نماند
حتی کہ خلاصی من کہ بالفعل از اہم مقاصد شماست نیز باید کہ مراد شما نباشد و بتقدیر و فعل
و ارادہ او تعالیٰ راضی باشند و والدہ ہائے خود را تسلی دہند و ترغیب آخرت نمایند ملاقات
یک دیگر را اگر حق سبحانہ و تعالیٰ خواستہ باشد میسر خواہد شد و الا بتقدیر او تعالیٰ راضی باشند
و دعا کنند کہ در دار السلام جمع گردیم و تلافی مافات دنیا بکرم او تعالیٰ باآخرت حوالہ نمایند و باید کہ
مداومت و محافظت بر صلوٰۃ خمسہ کما ینبغی بجا آرند یعنے در اوائل اوقات با خضوع خشوع و
اتمام و تعدیل ارکان با قرات ادعیہ ماثورہ ادا نمایند و بخواندن سورۃ فاتحہ رطب اللسان باشند
تا کہ ورد زبان و جان گردد و کلمہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ	یعنی نہیں ہے کوئی عبادت کے لائق مگر اللہ وہ اکیلا ہے
وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔	کوئی نہیں ہے شریک اس کا واسطے اسی کے ہے اصل بادشاہی
	اور اسی کے ہے سب تعریف۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے —

بعد از سلام گردانیدن نماز فجر پیش از حرکت از قعدۂ صلوٰۃ دہ بار بخوانند و ہمچنیں بعد از نماز شام
و بعد از نماز پنجگانہ یعنے فرائض اوقات خمسہ سبحان اللہ سی و سہ بار الحمد للہ سی و سہ بار اللہ اکبر
سی و چہار بار یا سی و سہ بار و یک بار لا الہ الا اللہ الخ تلاوت نمایند و زنہار زنہار با غافلان
دنیا طلب صحبت بجویند کہ احمد از ابو الدرداء و ترمذی و حاکم از ابو سعید خدری روایت کردند۔
کہ فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کہ ہمنشینی مکن مگر با مسلمان کامل الایمان و باید کہ طعام
ترا نخورد مگر متقی و لبغوی از ابی ہریرہ روایت کردہ کہ فرمود رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کہ آدم بر
دین مذہب دوست خود می شد پس ببیند یکی شما کہ با کہ دوستی دارد و ہمچنیں از ابن مسعود از آنحضرت صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم مرویست کہ فرمود۔

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ	آدمی آخرت میں اسی کے ساتھ ہوگا جس کو دوست رکھتا ہے۔

یعنی انسان در آخرت با کسی باشد کہ او را دوست دارد و حق تعالیٰ مے فرماید

اَلْاَخِلَّاءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ	جتنے دوست ہیں اس دن دشمن ہوں گے مگر جو ہیں
اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ	ڈرنے والے

یعنی دوستان در قیامت دشمن خواہند بود مگر متقیان و حق تعالیٰ می فرماید مردم در روز قیامت
بر دوستی کردن حسرت خواہند کرد و خواہند گفت

یٰوَیْلَتٰی لَیْتَنِیْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِیْلًا	اے خرابی نہ پکڑی ہوتی میں نے فلانے کی دوستی۔

اے ہلاکی من اے کاش کہ من نگرفتم فلاں کس را دوست ؎

دور شو از اختلاط یار بد
یار بد بدتر بود از مار بد

مار بد تنہا ہمیں بر جان زند
یار بد بر جان و ایمان بر زند

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

نار خندان باغ را خندان کند
صحبت نیکان ترا نیکان کند

و باید کہ مرت بعد اخرے در کریمہ

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ وَلَمَّا	کیا تم کو خیال ہے کہ بہشت میں چلے جاؤ گے اور ابھی تم پر
یَاْتِکُمْ مَّثَلُ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِکُمْ	آئی نہیں احوال ان کے جو آگے ہو چکے تم سے

مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا حَتّٰى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيبٌ

پہنچی ان کو سختی اور تکلیف اور ہلائے گئے یہاں تک کہ کہنے لگا رسول اور جو اس کے ساتھ ایمان لائے کب آوے گی مدد اللہ کی سن رکھو مدد اللہ کی نزدیک ہے۔

نظر بہ تدبر و تذکر بر گمارند نباید کہ بسان شکل رابع را از درجۂ اعتبار ساقط نمایند بلکہ باید کہ شکل اول را بالائی این کریمہ مانند سپند بسوزانند کہ نور ایمان در جولان آید و آئینۂ دل روئے اخلاص نماید و چون طفلی از اولاد عبد المطلب گویا می شد آنحضرت اورا کلمۂ توحید و آیۃ

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ وَلِيٌّ مِنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا

کہ سب تعریف واسطے اللہ کے جس نے نہیں رکھی اولاد اور نہ کوئی اس کا ساجھی سلطنت میں نہ کوئی اس کا مددگار ذلت کے وقت پر اور اس کی بڑائی کر بڑا جانکر

تعلیم می فرمود چنانچہ در حصن حصین وغیرہ مرقوم است۔ ہمین را معمول باید کرد۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

از عبد اللہ بمخلصان یک رنگ ملا نور محمد و خواجہ رحیم داد و عبد المنّان و عطاء الرحمٰن و محمد حسن و عبد الصمد و علی محمد و عبد السلام و روضۃ الدین و سیف الدین و روضۃ الدین و عبد الواسع و مولی داد و مدد و باز محمد و خدا داد و موسٰی و رحیم بخش و محمد و محمد رضا و دوست محمد و باران و یار محمد و آدم جان و عبد الکریم و قاسم خان و طیبج و طرہ باز و میر باز و سلطان محمد و سید گل و حسین و عین الدین و ابنائہم و اخوانہم سلمہم اللہ تعالٰی و ہداہم سواء الطریق بعد سلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ معروض آنکہ اے عزیزان ارجمند باغ ایمان را بہار نعمت و خزان محنت ہر دو لاحق حال اند بہار بے خزان متصور نیست ہر کہ شکر در نعما و صبر در ابتلا نکند از باغ ایمان بوئی بشامہ اش نخواہد رسید فرمود خداوند

الٓمّٓ أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ و نیز فرمودہ

کیا گمان کرتے ہیں لوگ کہ چھوٹ جاویں گے اتنا کہکر کہ ہم یقین لائے۔ اور ان کو جانچ نہ لینگے۔ اور ہم نے جانچا ہے ان کو جو ان سے پہلے تھے سو البتہ معلوم کریگا اللہ جو لوگ سچے ہیں اور البتہ معلوم کریگا جھوٹے۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ

اور البتہ ہم آزماوینگے تم کو کچھ ایک ڈر سے اور بھوک سے

وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

اور نقصان سے مالوں کے اور جانوں کے اور میووں کے اور خوشی سنا ثابت رہنے والوں کو کہ جب ان کو پہنچے کچھ مصیبت کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھر جانا ہے

ازین آیت پی بمراتب علیا صابرین بردہ مے شود کہ چنانچہ صلوٰۃ بر انبیاء علیہم السلام در کلام مجید خود فرمودہ اند ہمچنان بر صابرین نیز ارزانی داشتند اگر صلوٰۃ انبیاء رتبۂ دیگر دارد و صلوٰۃ صابرین مقامے دیگر اما مجرد مشابہت ہم نعمتے ست عظمٰی کہ ہر نعمتی بموازنۂ آن نمے سنجد ؎

ہر آن جو کہ با زر بود ہم عیار
بنرخ زر آرندش اندر شمار

اگر خوب غور کردہ شود و پے بنہانخانۂ تحقیق بردہ شود معلوم خواہد شد کہ تفاوت مراتب بتفاوت تحمل مصائب ست ہر چہ در تحمل صعب تر و را اجر بیشتر و بدانید کہ سخت ترین اعمال در دین محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہجرت و جہاد ست و اکثر این دو عمل خطیر مشتمل بر دشواریہاے باشند کہ بنسبت دیگر نخواہد بود و چون خداوند تعالٰی از ان عزیزان یکے را ازین دو امر خطیر کہ ہجرت ست بوجود آورد والحمد للہ کہ عنایت خاصہ در حق شما مبذول داشت و عظمت شان این امر مجرد بنام نیست بلکہ بنسبت دشواریہا کہ در ضمن ایشان ہست و باید کہ ہجرت شما الی اللہ باشد و رو گردانیدن ازین کار رو گردانیدن ست از کردگار

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا

اور نہیں ہے محمد مگر پیغمبر تحقیق گذرے پہلے اس سے پیغمبر کیا پس اگر مرجاوے یا مارا جاوے کیا پھر جاوگے الٹے پاؤں اور جو کوئی پھر جاویگا الٹے پاؤں تو وہ نہ بگاڑے گا اللہ کا کچھ۔

ہمچنین این داعی نیز بندہ ایست از بندگان تعالٰی اگر بمیرد و اگر جلا وطن شود باید کہ شما از دین اللہ نگردید کہ باز گشتن ازین کار گویا مردود شدن ست از درگاہ پروردگار و عند الامتحان یکرم الرجل او یہان و باید کہ در کریمہ

فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا

پھر نہیں ہارے وہ بسبب اس مصیبت کے کہ پہنچی ان کو راہ خدا میں اور نہ سست ہوئے اور نہ دبے۔

نظر عبرت و تدبر گمارید آیا کدام حزن است کہ بجر دیدن باد خزان از اہتزاز نسیم بہار خندان

مے شود و کدام شاخیست کہ بجز شدت سرما کشیدن از تلخ و اوراق سبز خرامان مے گردد
اگر او تعالیٰ عنایت کرد سبب ملاقات بوجود آورد باہم ملاقات خواہیم کرد و اوقات حیات
مستعارہ باصحبت یکدیگر باتمام خواہیم رسانید و اگر اتفاق ہجرت افتاد باتفاق ہجرت
خواہیم نمود فی الجملہ ثبات واستقامت درین راہ دادن راہ مرضات اللہ پیمودن ست
و تکاسل و تہاون ورزیدن طریق خسران دنیا و دین اختیار نمودن ست۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

از عبد اللہ بہ محمد و احمد و عبد اللہ و عبد الجبار و عبد العزیز و عبد القیوم و عبد الرحیم و عبد الستار
و عبد الواحد و ہمہ اہل بیت بعد از السلام علیکم و علی من لدیکم واضح باد کہ این عاجز صحیح و سلامت
و راضی ست از رب خود باشد رضا۔ و تائب ست از ہمہ معاصی و ہم شما را بخشیدہ ام و شما را
ہم ضرور است کہ از ہمہ گناہان تائب شوید و راضی باشید از رب خود و این عاجز را ہم بخشید
از ہمہ حقوق از والدہ جان و در میان خود باہم بحلی بخواہید و باہم بخشید و بچہا و دختر ہا را
تربیت کنید و امۃ الحمید و امۃ الوہاب و امۃ الفتاح ضرور نماز بخوانند و عبد العزیز و عبد الستار
و عبد القیوم ہم بخوانند در حدیث آمدہ است کہ امر کنید بچہ ہائے خود را بنماز چونکہ ہفت سالہ
شوند و بزنید بر نماز چون دہ سالہ شوند الغرض ہر کہ بہ ہفت سال رسیدہ آن را امر کنید
بہ نماز و ہر کہ بدہ سال رسیدہ آن را بزنید و بمجرد رسیدن کاغذ بہ نماز استادہ کنانید اگرچہ
تمام یاد نباشد و کسانیکہ نماز یاد دارد ترجمہ نماز ضرور تعلیم کنید و نماز ہا را در اول وقت بخوانید
و تہجد و نماز چاشت ضرور بخوانید و در باب ستر چہ تاکید کنم و برائے فرزندیم فاطمہ وفقہا
اللہ لما یحب و یرضیٰ دو رسالہ تنبیہ الغافلین و یک توحید خالص و یک حقیقۃ الاسلام
و یک خیر الکلام فی مسائل الصیام و یک لغت قرآن عظیم فرستادہ شد باید کہ اول تنبیہ الغافلین
را بخوانند باز توحید خالص باز حقیقۃ الاسلام و بر ہر یکے عمل بکنند و الا در روز جزا بر شما حجت
میشود۔ و ترجمہ کلام اللہ را ترک نکنید و ہر روز قدرے از آن بخوانید۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

از مہجور الخدمت عبد اللہ بخدمت فیضدرجت والدہ ماجدہ وفقنا اللہ و ایاہا لما یحب و

یرضیٰ۔ بعد از سلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ واضح آنکہ چہ گویم و چہ نویسم کہ قصۂ ہجران دراز است
و شب بیان کوتاہ و دست تغابن بر سینہ حسرت نہم کہ خدمت فیض موہبت آن مشفقہ نکردم و چرا
بجد و جہد تمام در امتثال اوامر آن کریمہ نکوشیدم اکنون تدارک و تلافی آن چگونہ بجا آرم
اگرچہ آفات جدائی بے حد و احصا اند اما دو چیز از آن دل از جا بردہ اند۔ بلکہ سراسر بحسرت
و افسوس سپردہ یکے عدم حصول شرافت خدمت میمنت وصول و نہ پرداختن بانکشاف
تمام در بیان رسوم کہ در حقیقت ہمہ سموم ایمان اند و برباد دہندہ ایقان اگر خداوند تعالیٰ بفضل
عمیم بار دیگر حجاب فراق از میان برداشت انشاء اللہ تعالیٰ در آداب این ہر دو کیمیائے
سعادت دقیقہ از دقائق فروگذاشت نخواہم کرد۔ و اگر بیشتر ازین در زمان وجود دولت
حضور چیزے از باب نصائح گفتہ باشم محض بہمین نیت باشد کہ او تعالیٰ از آن مشفقہ
راضی گردد۔ و دولت استرضائے جناب او تعالیٰ کہ دولتے است عظمے و نعمتے ست
کبریٰ نصیبۂ ایشان شود و الا حاشا و کلا کہ برائے رنجش طبیعت ایشان بظہور آوردہ اگرچہ
در بادی الرای نفس لئیم ابواب مواعظ را ہم در صورت مغاضب وا مے نماید اما بعد
از آنکہ دوائے تلخ نصیحت گوارا شد معلوم مے شود کہ چہ قدر در قوائے ایمانی تفریح
مے بخشد و چگونہ در آئینہ قلوب مانند آفتاب مے درخشد و اشفاق تمام را کار فرمودہ
ہمہ حقوق مافات لوجہ اللہ بخشند و باخلاص تمام در دعا کوشند انشاء اللہ تعالیٰ
امید است کہ ادعیۂ ایشان تاثیر کبریت احمر خواہند کرد و این ہمہ مصائب را مقدمۂ الطاف
آلہیہ و پردہ تفضیلات یزدانیہ پندارند۔

وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ اور شاید یہ کہ دوست رکھو تم ایک چیز کو اور وہ بری ہو واسطے تمہارے
را بار بار ملاحظہ فرمایند

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

را حرز جان سازند۔ و تفویض کلی بآنجناب کنند کہ او تعالیٰ ارحم الراحمین است و احکم الحاکمین
رحمت و شفقت ہیچکس از نوع البشر برحمت و شفقت او تعالیٰ سبقت نبردہ است۔
و گاہے فکر قاصر آدم بتربیت او تعالیٰ نرسیدہ در تربیت و تادیب تعلیم بچہ ہا و والدہ ہائے

ایشان کما ینبغی سعی فرمایند۔ تاکہ اوقات شان برباد نرود۔ واز حق ہمشیرہ تیمیہ بسیار بترسند
مبادا کہ چیزے در حق او افراط وتفریط شود وزنہار کہ اورا بکسے رسمی ومبتدع ندہند چہ جائیکہ
بمشرک بدہند کہ ازین کار باز پرس شدید در یوم الوعید خواہد شد بلکہ باید کہ بشخص موحد ومتوکل
بدہند ویک حبہ از مہر او برائے خود گرفتن ہزار ہا کوئے ہا آتشین برجان برداشتن ست ونیز در
گرفتن لباس ودیگر اسباب متعینہ روزگار پس رسم اہل زمان نروند وہمہ کارہا موافق سنت ہدیٰ
باختتام رسانند وبہمشیرہ ام وعبد الرحمٰن وبرادر انش السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ باد وبعدہٗ
ذکر را والزم بکنید وسورہ فاتحہ را بسیار خوانده ودیگر اورادکہ در کاغذ نوشتہ شدہ است والسلام فقط

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی امابعد از عبد اللہ بخدمت برادران ارجمند
عبد العظیم وعبد الخالق وفقنا اللہ وایاہما لما یحب ویرضیٰ بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آنکہ
دنیا روزے چند است۔ وآخر کار با خداوند است۔ ودنیاوی ازان کمتر است کہ در جنب قبول
ورضاء الٰہی بہ پشیزے بلکہ بکمتر ازان چیزے اعتداد دارد۔

لَوۡ کَانَتِ الدُّنۡیَا تَعۡدِلُ عِنۡدَ اللّٰہِ جَنَاحَ
بَعُوۡضَۃٍ مَا سَقٰی کَافِرًا مِنۡہَا شَرۡبَۃَ مَاءٍ

اور اگر دنیا اللہ کے نزدیک پر پشّہ کے برابر بھی ہوتی تو اس
سے کافر کو ایک گھونٹ پانی کا بھی نہ پلاتا۔

البتہ بزینت دنیا کافر ست نہ مومن۔

وَلَوۡلَاۤ اَنۡ یَّکُوۡنَ النَّاسُ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً
لَّجَعَلۡنَا لِمَنۡ یَّکۡفُرُ بِالرَّحۡمٰنِ لِبُیُوۡتِہِمۡ
سُقُفًا مِّنۡ فِضَّۃٍ وَّ مَعَارِجَ عَلَیۡہَا
یَظۡہَرُوۡنَ وَ لِبُیُوۡتِہِمۡ اَبۡوَابًا وَّ سُرُرًا
عَلَیۡہَا یَتَّکِـُٔوۡنَ وَ زُخۡرُفًا وَ اِنۡ کُلُّ
ذٰلِکَ لَمَّا مَتَاعُ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃُ
عِنۡدَ رَبِّکَ لِلۡمُتَّقِیۡنَ

اور اگر یہ نہ ہوتا کہ لوگ ہو جاویں ایک دین پر تو ہم
دیتے ان کو جو منکر ہیں رحمٰن سے اُن کے گھروں کو چھت
روپے کے اور سیڑھیاں جن پر چڑھیں اور اُن کے گھروں کو
دروازے اور تخت جن پر تکیہ لگا کر بیٹھیں اور سونا بنے اور یہ
سب کچھ نہیں مگر برتنا دنیا کے جیتے اور پچھلا گھر تیرے
رب کے یہاں اُنہیں کو ہے
جو ڈر رکھیں۔

ہمیں احوال دنیا ست کہ متفخر خود را پامال وذلیل خواہد کرد وہمیں نقود زر وسیم است کہ آلہ عذاب

وے خواہد شد۔

یَّوۡمَ یُحۡمٰی عَلَیۡہَا فِیۡ نَارِ جَہَنَّمَ فَتُکۡوٰی
بِہَا جِبَاہُہُمۡ وَ جُنُوۡبُہُمۡ وَ ظُہُوۡرُہُمۡ
ہٰذَا مَا کَنَزۡتُمۡ لِاَنۡفُسِکُمۡ فَذُوۡقُوۡا
مَا کُنۡتُمۡ تَکۡنِزُوۡنَ

پھر داغیں گے اس سے ان کے ماتھے اور کروٹیں اور
پیٹھیں یہ ہے جو تم گاڑتے تھے اپنے واسطے اب
چکھو مزہ اپنے
گاڑنے کا۔

ہمیں طلا ونقرہ است کہ بدون عزت خود را خیال نمیکرد ودر دار آخرت مار سیاہ شدید السم شدہ
طوق گردن وے گشتہ معذب وے در مجمع اولین وآخرین بالتحقیق والیقین خواہد شد وہمین
عزیزانند کہ برائے شان رضائے او تعالیٰ را پس پشت انداختہ بود ودر گریختن ازانہا سعی
فراوان خواہند نمود۔

یَوۡمَ یَفِرُّ الۡمَرۡءُ مِنۡ اَخِیۡہِ وَ اُمِّہٖ وَ اَبِیۡہِ
وَ صَاحِبَتِہٖ وَ بَنِیۡہِ

جس دن بھاگے مرد اپنے بھائی سے اور اپنی ماں اور
اپنے باپ سے اور اپنی جورو اور بیٹوں سے۔

وہر گاہ سزائے ترجیح دنیا بر آخرت خواہد دید۔ وصورت عضب وغضب الٰہی کہ نار ست خواہد شنید
تمنائے رہائی خود بگرفتاری ہمہ آنہا در ہمچنیں بلیہ عظیمہ در دل خود خواہد اندیشید۔

یَوَدُّ الۡمُجۡرِمُ لَوۡ یَفۡتَدِیۡ مِنۡ عَذَابِ
یَوۡمِئِذٍۭ بِبَنِیۡہِ وَ صَاحِبَتِہٖ وَ اَخِیۡہِ
وَ فَصِیۡلَتِہِ الَّتِیۡ تُــٔۡوِیۡہِ وَ مَنۡ فِی الۡاَرۡضِ
جَمِیۡعًا ثُمَّ یُنۡجِیۡہِ

دوست رکھیگا گنہگار کاش کہ بدلا دیوے عذاب
اس دن کے سے اپنے بیٹے اور ساتھ والے
اور بھائی اور گھرانا جس میں رہتا تھا اور جتنے زمین پر
ہیں سارے پھر آپ کو بچاوے

ہمیں دوستان رونق مجالس فسق وفجور اند۔ کہ روزے بدشمنی ظاہر خواہند برخاست۔

اَلۡاَخِلَّآءُ یَوۡمَئِذٍۭ بَعۡضُہُمۡ لِبَعۡضٍ
عَدُوٌّ اِلَّا الۡمُتَّقِیۡنَ

دوست اس دن بعض ان کے بعضوں کے دشمن
ہونگے مگر پرہیزگار

وبمنطوق لازم الوثوق

وَ مَنۡ یُّعَظِّمۡ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فَاِنَّہَا مِنۡ
تَقۡوَی الۡقُلُوۡبِ

اور جو کوئی ادب رکھے اللہ کے نام لگی چیزوں کا تو
وہ دل کی پرہیزگاری سے ہے۔

نظر عبرت و تعظیم بر مامورات و منہیات او تعالیٰ برگمارند و ترہیب و تخویف خدا جلت عظمتہ را افسانہ ہائے روزانہ و شبانہ نپندارند احکام الٰہیہ را بطریق رسم و عادت بجا نیارند کہ نتیجہ بجا آوری مامورات الٰہیہ کسرت سورت نفس شمردہ اند و چون ممزوج بعادت و رسم کنند ثمرہ شکستگی نفس امارہ نمی بخشند و کریمہ ستر را خوب غور و تامل کردہ رسمے را مذموم و پردہ و حجاب شرعی را محو و انگاشتہ من بعد ازین دختران خود را در خانۂ این عاجز نگذارند کہ بعد از بلوغ مامورات و منہیات الٰہیہ دیگر گونہ مے گردد و ہمشیرۂ یتیمہ را باید کہ بکدام بندہ صالح موحد تارک دنیا و موثر عقبٰی بدہند و الّا تا از حق یتیمان اخذ شدید مقرر کردہ اند بلکہ از اخبث ظالمین شمردہ و باید کہ از ہمہ منہیات الٰہیہ بپرہیزند عموماً و از جنایت ثلثہ کہ ظلم و فساد و تکبر است. اجتناب کلی نمایند خصوصاً چرا کہ این ذمائم ثلثہ مفضی بسوء خاتمہ میشوند و کشان کشان بجانب کفر مے برند و نیز باید کہ سہ رسالہ مرسولۂ این عاجز یعنی تنبیہ الغافلین و توحید خالص و حقیقۃ الاسلام کہ برای بچہ ہا فرستادہ ایم. شما نقل آنہا گرفتہ شب و روز خاطر را از خطور پاک کردہ. عبرت گیر باشند و از جملہ او را و بسازند کہ تنبیہ الغافلین درباب ترجیح مرضیات ایزدی و تحقیر مقابل آن اکسیر اعظم است و توحید خالص برائی تصفیہ مرآت ایمان از شوائب شرک تریاق مجرب است و حقیقۃ الاسلام در اظہار عدالت و بیان حقوق خدا و رسول و مخلوق او تعالیٰ بے نظیر ست و لعبد السلام بعد از السلام علیکم واضح باد. کہ نماز را بجماعت خوانید و سبق خود را ناغہ نکنید و با غافلان نشست و برخاست نکنید. و بہ بنات اخویم ہم وصیت نماز و سبق دستر ست و معلوم برادرم بودہ باشد کہ بنت کبری خود را تنبیہ الغافلین و توحید خالص و حقیقۃ الاسلام بہ تفصیل تمام تعلیم کنید زیادہ والسلام۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَفِي الْيُسْرِ وَالْعُسْرِ وَالنِّعْمَةِ وَالنَّقْمَةِ وَفِي الرَّحْمَةِ وَالزَّحْمَةِ وَالشِّدَّةِ وَالرَّخَاءِ وَالْعَطِيَّةِ

سب تعریف واسطے اللہ کے خوشی میں اور ناخوشی میں اور آسانی میں اور تکلیف میں نعمت میں زحمت میں اور رحمت میں اور سختی میں اور نرمی میں اور عطا میں اور

وَالْبَلَآءِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ مَّآ اُوْذِيَ نَبِيٌّ مِّثْلَ اِيْذَآئِهٖ وَمَا ابْتُلِيَ رَسُوْلٌ نَّحْوَ ابْتِلَآئِهٖ فَلِهٰذَا صَارَ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ وَسَيِّدَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ

بلا میں اور درود اور سلام اس ذات نیکو صفات پر کہ نہیں ایذا دیا گیا کوئی پیغمبر جیسے وہ ایذا دئے گئے اور نہیں آزمایا گیا کوئی رسول جیسے وہ آزمائے گئے۔ پس اسی لئے ہو گئے رحمت واسطے جہانوں کے اور سردار پہلوں اور پچھلوں کے۔

از عبداللہ بخدمت فیضدرجت و افادت منقبت استادیم جناب فتح محمد و عبدالمنان و نعمت اللہ و والدہ اش سلمہم اللہ تعالیٰ و وفقنا و ایاہم لما یحب و یرضیٰ بعد از سلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ آنکہ را برائے افراد بشری پوشیدہ نیست کہ دنیا دار لیست بے ثبات و بے بنیاد و نہ لائق آسائش ست و نہ قابل اعتماد قال اللہ تعالیٰ

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ

کہ دنیا کا اسباب اندک ہے۔

و نیز حق جل مجدہ میفرماید

اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ اَتٰىهَآ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ

دنیا کے جینے کی مثال پانی کی طرح ہے۔ کہ اتارا ہم نے اس کو آسمان سے پھر رل گئی ساتھ اس کے روئیدگی زمین کی اس چیز سے کہ کھاتے ہیں آدمی اور جانور یہاں تک کہ جب پکڑتی ہے زمین بناؤ اپنا اور زینت پکڑتی ہے اور جانتے ہیں لوگ کہ یہ ہمارے ہاتھ لگیگی پہنچا ہے اس پر حکم ہمارا رات کو یا دن کو پس کر دیتے ہیں ہم اس کو کٹی ہوئی گویا کہ نہ تھی کل کے دن اسی طرح ہم مفصل بیان کرتے ہیں نشانیوں کو واسطے اس قوم کے کہ فکر کرتے ہیں۔

افراد بشری درین مقام بمنزلہ مزدور انند کہ بنا بر مزدوری بمکان احدے آمدہ اند و آسائش شان بمنزلہ آسائش مزدور ست کہ در اثنائے گل برادری بر چوب کراہی نشستہ نفس خود را راست میسازد۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

مَا لِيْ وَلِلدُّنْيَا وَمَا اَنَا وَالدُّنْيَا اِلَّا كَرَاكِبٍ

مجھ کو دنیا سے کیا تعلق اور میرا اور دنیا کی مثال ایسی ہے

اِسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا

جیسے سوار کہ آرام لیا اس نے ایک درخت کے تلے پھر چلدیا۔ اور اس کو چھوڑ دیا۔

حاشا کہ این وار مدار کمال انسانی بود نہ خوردنی اینجا کار آمدنی و نہ پوشیدنی نہ عمارت این جا عزت است و نہ امارت کمال سلطنت اینجہانے فرعون و شداد را بغضب ایزدی جلت عظمتہ گرفتار ساختہ رسوائے دارین نمود و طوق لعنت عوام و خواص را در گردن شان نہاد بسیاری مال قارون را در زیر زمین فرو برده ہزاران ہزار بلکہ بیرون از حیطہ ہلاک شده اند و خواہند شد

قال اللہ تعالیٰ اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِيْنَ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِيْنَ كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ

کیا ہم نے نہیں ہلاک کیا پہلوں کو پھر پیچھے ان کے چلاتے ہیں ہم پچھلوں کو اسی طرح کرتے ہیں ہم گنہگاروں کے ساتھ

طلب نام و نشان این جہان سرابے ست بحقیقت و اوقات خود را دران برباد دادن خاک پیزیست بی منفعت قال اللہ تعالیٰ۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا

تو کہ ہم بتا دیں تم کو ساتھ بہت ٹوٹا پانے والوں کے عمل میں وہ لوگ کہ کھوئی گئی سعی ان کی بیچ زندگانی دنیا کے اور وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ اچھا کرتے ہیں کام۔

قرب آن جستن دوریست از رحمت و تخم دوستی آن در دل کاشتن انداختن است خود را در مغاک لعنت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَلدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ وَّمَلْعُوْنٌ مَّا فِيْهَا اِلَّا ذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَمَا وَالَاهُ

دنیا ملعون ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے وہ بھی ملعون ہے مگر اللہ کی یاد اور وہ جو دوستی کرے اللہ کی یاد سے۔

وے را قبلۂ ہمت ساختن حرمان ست در آخرت و تمنائے آن داشتن مورث شقاوت است و ندامت قال اللہ تعالیٰ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ

اور جو کوئی ہو چاہتا دنیا کی کھیتی اس کو دیں ہم کچھ اس میں سے۔ اور اس کو نہیں آخرت میں کچھ حصہ۔

نہ اموال و اولاد باعث قرب الٰہی است و نہ عزت این جہانے جالب عیش جاودانی۔ دنیا روزے چند است آخر کار با خداوند است و دنیا گذشتنی و گذاشتنی است و اسباب و لذائذ آن چیزے و کرہ پدرود کردنی مرگ بغتۃً میرسد کہ فرصتے دم زدن نمے دہد۔

فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ

پھر نہ سکیں گے وصیت کرنا اور نہ طرف اہل اپنے کے پھر جاویں گے۔

الوف الوف عقلا و اطبا و اسباب معالجہ و دوا مہیا و آن بیچاره در پنجۂ قابض الارواح مبتلا اقارب عزیز و حکماء با تمیز گرد سر وے این غریب در سلاسل سکرات الموت اسیر تمام عقلا و حکما اگر فراہم آیند نتوانند کہ جنبش موئے بوئے باز دارند

فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ

جس وقت جان پہنچی حلق کو اور تم اس وقت دیکھتے ہو اور ہم اس کے پاس ہیں تم سے زیادہ پر تم نہیں نہیں دیکھتے۔ پھر کیوں نہیں اگر تم نہیں حکم میں کیوں نہیں پھیر لیتے اس کو اگر ہو تم سچے۔

کافران را دار آسائش و آرام ست و مومنان را دار تردد است و انتظار

اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ

چونکہ مسلمان بے قید نہیں ہوتا اس لئے دنیا مسلمان کے لئے جیلخانہ ہے۔ اور کافر چونکہ بے قید ہوتا ہے اسلئے اس کے لئے بہشت ہے

تمام آن از شرق گرفتہ تا غرب از جنوب تا شمال و از ابتدا تا انتہا اگر کسے را بدست آید بخس و خاشاک بلکہ بشتے بل سر انگشتی از خاکستر و خاک وقت حضوری حضرت رب الارباب نمی ارزد۔

فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ

تو ہرگز قبول نہ ہو گا ایسے کسی سے زمین بھر کر سونا اگرچہ بدلے میں دیوے یہ سب کچھ

در جنب قبول رضائی الٰہی بپشیزی بلکہ بکمتر ازان چیزے اعتداد ندارند۔

لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰهِ

اگر دنیا اللہ کے نزدیک پر پشہ کے برابر قدر رکھتی

جناح بعوضۃٍ ما سقی کافرًا منہا شربۃَ ماءٍ

تو اللہ تعالیٰ کسی کافر کو اس سے پانی کا ایک گھونٹ پلاتا۔

الیق بزینت دنیا کافرست نہ مومن۔

وَاِنَّ ھٰذَا العِبرۃَ لِلمُؤمِنِینَ وَتَذکِرَۃً لِلمُتَّقِینَ ؕ

اور یہ عبرت ہے ایمان والوں کے لئے اور نصیحت ہے ڈرنے والوں کے لئے

وعنایت فرمودہ درین ایام کہ بچہ ہائے این عاجز مربی ندارند و بہ تربیت اصلاح ایشان عنان توجہ متصرف دارند و نظر مرحمت و تربیت دریغ نہ فرمایند۔

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

اَلحَمدُ لِلّٰہِ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَن قَالَ مَآ اُوذِیَ نَبِیٌّ مِثلَ مَآ اُوذِیتُ

سب تعریف واسطے اللہ کے خوشحالی میں اور بے چینی میں اور درود اور سلام اس ذات بابرکات پر جنہوں نے فرمایا کہ جتنی اللہ کی راہ کی طرف لوگوں کو بلانے میں مجھ کو تکلیف پہنچی ہے اتنی تکلیف کسی پیغمبر کو نہیں پہنچی۔

از عبد اللہ بہ محمد و احمد و عبد اللہ و عبد الجبار و عبد العزیز و بہ ہمہ فرزندان و اہل بیت بعد از سلام علیکم وعلی من لدیکم واضح باد کہ الحمد للہ نعمتہائے ارحم الراحمین برین عاجز باران نعمت ریزان ست و این عاجز از رب خود باشد رضائے راضی ست و از شکر آن جواد مطلق خجل و شرمندہ و بکدام زبان شکر آن مربی حقیقی بجا بیارم و از اعظم ترین نعمتہائے منعم حقیقی جلاوطنی ست کہ سنت انبیاء است و با دوستان خود این طور معاملات می کند ما روئی سیاہان کے لائق این نعمت بودیم۔

ذٰلِکَ فَضلُ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَن یَّشَآءُ

یہ اللہ کا فضل ہے۔ دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔

وَاللّٰہُ ذُو الفَضلِ العَظِیمِ

اور اللہ صاحب بڑے فضل کا ہے۔

شما را ہم ضرور ست کہ بفراق و جدائی این حقیر راضی باشید و بدانید کہ مولائی ما جل مجدہ بر مایان مہربان ست۔ کہ مایان را تنبیہ کرد۔ کہ شکر ما را بجا بیارید و از ہمہ گناہان توبہ کنید و با ہم خوبی کنید و بچلی بگیرید خورد و بزرگ در باب نماز سعی تمام کنید و معنی نماز بہ ہمہ دختران ایشان بدہید

و در تعلیم ایشان تکاسل مکنید و در باب ستر چہ نوشتہ کنم آخر ستر برائے خدا ست و خدا ہمیشہ حاضر و ناظر ست و عذاب خدائے جل شانہ سخت ست ہم در دنیا خوار و ذلیل مے شوید و ہم در آخرت۔

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

بہمہ مخلصین کہ جویان راہ دین و خواہان سنت سید المرسلین اند چہ دوران و چہ نزدیکان و چہ متاہلان و چہ دیگر علاقہ داران این چند احادیث بطریق اعلام و اطلاع نوشتہ می شود باید کہ ہر یک باہتمام تمام نظر بفرمودہ رسول کریم داشتہ۔

فَلیُبَلِّغِ الشَّاہِدُ الغَآئِبَ

پھر پہنچا دیوے وہ شخص جو یہاں موجود ہے اس شخص کو جو موجود نہیں۔

در خانہائے خویش این احکام آلہیہ چند مسائل شرعیہ برسانند و بسعی تمام در اجرائے آن کوشند مجرد اکتفا باسماع مقصود نیست بلکہ مقصود شارع اجرائے این احکام ست باہتمام تمام

عَنِ ابنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ لَعَنَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ المُتَشَبِّھِینَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَآءِ وَالمُتَشَبِّھَاتِ مِنَ النِّسَآءِ بِالرِّجَالِ

ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ کہ اس نے کہا لعنت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں میں سے اُن لوگوں پر جو زنانہ بھیس بناویں اور عورتوں میں سے اُن عورتوں پر جو مردانہ بھیس بناویں۔

ومراد ازین تشبیہ اختیار وضع زنان ست مردان را و اخذ طور مردان ست زنان را و این اکثر در لباس یافتہ مے شود اگرچہ در گفتگو و نشست و برخاست و دیگر اطوار نیز موجود مے شود و مراد از لعنت در کلمات شارع ؑ دوری ست از رحمت آلہی نعوذ باللہ منہا و آن را نہایت نیست و در شرح بخاری نوشتہ اند کہ بر ہر گناہ کہ شارع ؑ لفظ لعنت اطلاق کردہ اند آن گناہ از اکبر کبائر و اقبح قبائح مے باشد چراکہ دیگر کبائر را حدود مقرر است و این گناہ پایانے ندارد در قباحت تا کہ حدے برو مقرر شود و در قبول توبہ صاحب این گناہ نیز شارحان را اختلاف بسیار ست بعضے بعدم قبول توبہ مرتکب این گناہ قائل شدہ اند و دلیل ایشان دعائے پیغمبر ست صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم چراکہ بر مرتکبان این گناہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعائے بد فرمودہ اند و ہر نبی مقبول الدعوات می باشد خصوصًا نبی ما صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و بعضے بقبولیت قائل گشتہ اند۔ و دلیل شان دیگر احادیث اند والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

از عبد اللہ بفرزندان ارجمند اعنی محمد و احمد و عبد اللہ و عبد الجبار و دیگر خوردان بعد از سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ واضح باد۔ کہ این دعا آیندہ را بسیار از بسیار بخوانید لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ الۡحَلِیۡمُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَرَبُّ الۡعَرۡشِ الۡکَرِیۡمِ

نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر اللہ جو بلند ہے عظمت والا بردبار نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر اللہ جو بڑے تخت کا مالک ہے نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر اللہ جو مالک ہے آسمانوں اور زمین اور مالک عزت والے تخت کا۔

در وقت خواب سی و سہ بار سبحان اللہ و سی و سہ بار الحمد للہ و سی و چہار بار اللہ اکبر بالضرور باید خواند۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡۤ اَعُوۡذُ بِکَ مِنۡ عِلۡمٍ لَّا یَنۡفَعُ وَقَلۡبٍ لَّا یَخۡشَعُ وَدُعَآءٍ لَّا یُسۡمَعُ وَنَفۡسٍ لَّا تَشۡبَعُ

یا الٰہی میں پناہ مانگتا ہوں تیرے اس علم سے جو مفید نہ ہو اور اس دل سے جو نہ ڈرے اور اس دعا سے جو قبول نہ ہو اور اس جی سے جو سیر نہ ہو۔

را بسیار باید خواند و برخوردار عبد اللہ را باید کہ برائے دفع وساوس و خیالات معوذتین را بسیار باید خواند کہ در حدیث صحیح وارد ست کہ در قرآن مجید برائے دفع وساوس مانند این دو سورہ نازل نشدہ و نیز توجہ بمعانے نماز از تہ دل شدن نفع تمام خواہد بخشید و وساوس را چندان در دل راہ نباید داد بلکہ ہر وقت ہر چہ یقین باشد بر ان عمل باید کرد و دعائے آیندہ را نیز بسیار بخوانند۔

اَعُوۡذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّاتِ مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَ پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ اللہ کے پورے کلموں کی ہر چیز کی برائی سے جو کہ پیدا کی

و آنچہ در باب آمدن خویش درین سرزمین پیغام کردہ بودید رسید اما درین ایام باید کہ در خانہ ہا صبر بکنید و در تربیت متعلقان بکوشید و ادعیہ مکتوبہ بخوانید امید از عنایات حضرت حق چنین ست کہ یکجا خواہیم شد و باید دانست کہ خواندن علوم و فراہم آوردن فنون مقصود نیست بلکہ مقصود حق است پس باید کہ بہ نیت مرضی او تعالیٰ در خانہ ہائے خود صبر بکنید و باذن والد عمل باید کرد کہ اے خداوند ما برائے حصول علم سفر ہا کردیم و ہنر ہا جمع کردیم اما چونکہ والد حکم بسکونت بیوت کرد و مرضی تو درین باشد بدل و جان قبول نمودیم و ہمہ ہمت خود را در حصول تقوے صرف کنید و بقدر خویش در علم کہ در آنجا یافتہ می شود سعی بکنید

و از شغل قرآن کہ پیش نوشتہ بودم زنہار سستی و کسالت نورزید و از گفتن و شنیدن اشعار احتراز کلی نمائید و صحبت غافلان خدا فراموش را جذام روحی دانستہ مانند برہ از شیر ترسید و بگریزید و باید کہ در ہمون اوقات کہ در حدیث شریف در آن احیان طلب استعانت آمدہ و آن اوقات را مانند اوقات نان دادن کریم و انجاح مراد مساکین قرار دادہ بہت تمام در آن اوقات استعانت بطلبید کہ۔

وَاسۡتَعِیۡنُوۡا بِالۡغَدۡوَۃِ وَالرَّوۡحَۃِ وَشَیۡءٍ مِّنَ الدُّلۡجَۃِ

اور مدد چاہو صبح شام کے ساتھ اور رات کے کچھ حصہ کے ساتھ یعنی ان وقتوں میں عبادت کرو۔

مراد از غدوۃ بعد از نماز فجر تا طلوع آفتاب و صلوٰۃ ضحی ست و اعلاش دوازدہ رکعت ست و ادنالیش دو رکعت و بعد از نماز شام نیز تا دوازدہ رکعت آمدہ و ادنالیش دو رکعت ست و معنی دلجہ آخر شب ست اگر درین اوقات استعانت از شما سر زد امید واثق بفضل رب الارباب ست کہ ہمدوش نصرت خواہید شد و حاضر شدن درین اوقات بدروازہ رب الارباب مانند حاضر شدن مساکین محتاج بدروازہ صاحب جود و سخاوت ست کہ بر سر دروازہ رسیدہ دروازہ را بزنند و طلب حاجت بنمایند البتہ آن کریم اگر چیزے جود داشتہ باشد محروم نخواہد گذاشت و چون پروردگار جواد و کریم ست لابد کہ محروم نخواہد گذاشت۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بہمہ مخلصان دیندار و محبان سنت شعار خصوصاً محمد عظیم کلال وفقنا اللہ وایاہم لما یحب و یرضی بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ ورضوانہ آنکہ اے برادران خدا طلب و عزیزان رضا جو زنہار باید کہ این کشاکش چند روزہ امتحان را برہم خویش غالب ثبات را بر طوفان اضطراب نہ اندازید کہ موجب خسران دنیا و دین ست و مورث بربادی ایمان و یقین ست بلکہ شعلہ زن اعمال ماضیہ است و مشاق گذشتہ باید کہ افکار ماضیہ صائبہ خود را برکیمہ۔

فَمَا وَہَنُوۡا لِمَاۤ اَصَابَہُمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَمَا ضَعُفُوۡا وَمَا اسۡتَکَانُوۡا وَاللّٰہُ یُحِبُّ الصّٰبِرِیۡنَ

پھر نہ ہوئے سست بسبب اس مصیبت کے جو ان کو پہنچی اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور ضعیف ہوئے اور نہ دبے اور اللہ دوست رکھتا ہے صبر کرنے والوں کو۔

آنا فانا برگمارید اگر او صبر و ثبات دا وید موافق ارشاد عزشانہ محبوبان او خواہید شد و الا نعوذ باللہ منہا از زمرۂ مغضوبان مے شوید و درین نوبت حاجت وعظ و تذکیر نیست چراکہ پیشتر ازین ہرچہ نوشتنی بود نوشتم آن را ورد زبان و توشۂ دل و ایمان شمرده در طاق نسیان نہ اندازید۔ این دعا را باید کہ مرد و زن و خورد و کلان ورد زبان سازند۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ

نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر اللہ بلند عظمت والا بردبار نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر اللہ بڑے عرش کا مالک نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر اللہ مالک آسمانوں اور زمین کا اور مالک عزت والے تخت کا

این را رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم در حین کرب غم مے خواند ہمچنین ست در بخاری و مسلم و این دعا نیز لازم ست کہ ورد ساختہ شود کہ در حدیث متفق علیہ آمده است۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ وَقَلْبٍ لَّا يَخْشَعُ وَدُعَآءٍ لَّا يُسْمَعُ وَنَفْسٍ لَّا تَشْبَعُ —

الٰہی میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس علم سے جو مفید نہ ہو اور اس دل سے جو نہ ڈرے اور اس دعا سے جو قبول نہ ہو اور اس جی سے جو سیر نہ ہو۔

و در وقت خواب سی و سہ بار سبحان اللہ و سی و سہ بار الحمد للہ و سی و چہار بار اللہ اکبر باید خواند و در ینجا چند رسائل معلوم شده کہ آن از اصل اصول ہستند در اس المال موحدین شمارا باید کہ متفق شده ہر یک بقدر وسعت خویش پیسہ بدہند اگر از کسے دو روپیہ میشود دو بدہد و اگر یک میشود یک بدہد و الا سہ دو دو آدم یک روپیہ بدہند و اگر از خود نداشتہ باشید بقرض باید گرفت چونکہ برائے نفس بارہا قرض گرفتہ می شود اگر یک بار برائے خدا گرفتہ شود مضائقہ نیست و چونکہ مبلغ جمع شوند از راہ ڈاک از دہلی رسائل مذکورہ طلبیدہ بشمار سانیده خواہد شد درین باب سستی را کار نفرمایند کہ علامت ضعف ایمان خواہد بود و باید کہ از نصرۂ غیبی الٰہی مایوس نشوند و نظر بمدت طویلہ نکنند و غور در کریمۂ

حَتّٰۤى اِذَا اسْتَيْـَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا

یہاں تک کہ جب ناامید ہونے لگے رسول اور خیال کرنے لگے۔ کہ ان سے جھوٹ کہا تھا پہنچی ان کو مدد ہماری

فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَآءُ ۭ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ

پھر بچا دیا ہم نے جن کو ہم نے چاہا اور پھیری نہیں جاتی آفت ہماری قوم گنہگار سے

کنند امید واثق بر عنایات حضرت حق داریم کہ نظر عفو و رحمت خواہد کرد و ضائع نخواہد ماند باید کہ در اوقات ثلثہ کہ تفصیل آن در کاغذ فرزندان این عاجز است استعانت خواستن را غنیمت کبریٰ و دولت عظمیٰ پندارند و زنہار مہمل نگذارند۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بہمہ مخلصین کہ جویان راہ دین و خواہان سنت سید المرسلین اند چہ دوران و چہ نزدیکان چہ متاہلان و دیگر علاقہ داران این چند احادیث بطریق اعلام و اطلاع نوشتہ مے شود باید کہ ہر یک باہتمام تمام نظر بفرمودۂ رسول اللہ صلعم بکنند چنانچہ فرموده

لَعَنَ اللّٰهُ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَآءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَآءِ بِالرِّجَالِ

اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ان مردوں پر جو زنانہ بھیس بناویں۔ اور ان عورتوں پر جو مردانہ بھیس بناویں

باید کہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم را معظم و مکرم انگاشتہ عمل نمایند و دیگر آنکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بر مغیرین خلق اللہ ہم لعنت گفتہ چنانچہ خالہا زدن و موئی گستہ بافتن و یا دیگر چیزہا در موئے بافتن چنانچہ طریقہ زنان ست کہ موئی ہائی خود را بدیگر چیزہا بسیار کنند و این نہایت گناہ عظیم ست حذر باید کرد اگر دعویٰ مسلمانی کنید بوجہ اہتمام متوجہ بامور شرعیہ باید شد اگر روز آخرت را حق دانید۔ تاکید مزید دانید و دیگر آنکہ مردمان سرخ کنندگان دستہا را ہم ملعون گفتہ است بلکہ یک روز اصحاب شخصی را در پیش آنحضرت آوردند حضرتؐ پرسید کہ حال این چگونہ است اصحاب گفتند کہ دستہا سرخ کرده رسول فرمود کہ این را برانید و دور کنید اصحاب پرسیدند کہ قتل کنیم فرمود کہ ما از قتل کردن مصلین منع کرده شده ایم معلوم شد کہ گناہ عظیم دارد و عذاب الیم لازم کہ ازین کارہا جاہلان را منع کنید و تحریر این تقریر زبان قلم تہی شکم را سے سوزد و قلوب مسلمانان را این قدر پیغام رسول کریم کافی و شافی ست۔ والسلام۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من عبد الله الى الاحمد وفقهما الله لما يحب ويرضى قال الله تعالى وقوموا لله قانتين والقنوت لغة هو طول القيام المطلوب في الصلوة بجلاء القلب لانه بيت الرب عز وجل اجل ما يطلب من المصلي خشوع وحضور فاجعل هذه الاية نصب عينيك وكررها حتى تصبغ وكذا المقولة الثانية والثالثة قال الله ولا تركنوا الى الذين ظلموا فتمسكم النار الركون الميل القليل وقال الله تعالى واصبر نفسك مع الذين يدعون ربهم بالغدوة والعشي يريدون وجهه الظالمون هم الذين يخالفون عن امر ربهم ولا يتوبون والذين لا يذكرون الله الا قليلا داخلون في الظالمين قال الله تعالى يايها الذين امنوا اذكروا الله ذكرا كثيرا وقال الله تعالى في علامات المنافقين ولا يذكرون الله الا قليلا وما امروا الا ليعبدوا الله مخلصين له الدين حديث ان الله لا يقبل عمل امرء حتى يتقنه قالوا

عبداللہ کی طرف سے احمد کی طرف اللہ تعالیٰ عبداللہ اور احمد دونوں کو ان باتوں کی توفیق دیوے جو اس کو پسند اور محبوب ہیں۔ دل کے خالی کرنے کے ساتھ۔ کیونکہ دل اللہ تعالیٰ کا گھر ہے۔ سب سے بڑھ کر جس چیز کا نمازی سے ارادہ کیا گیا ہے۔ خشوع اور حضور ہے۔ آپ کو چاہیئے۔ کہ اس آیت کو مدنظر رکھیں اور بار بار اس میں غور کریں۔ یہاں تک کہ اس آیت کے مضمون سے رنگین ہو جاویں۔ اور یہی حال ہے دوسری بات اور تیسری بات کا فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور نہ جھکو بے انصافوں کی طرف تم کو پہنچیگی آگ اور رکون کہتے ہیں تھوڑے جھکنے کو اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور بند کر نفس اپنا ان لوگوں کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح شام چاہتے ہیں اُس کی رضامندی اور بے انصاف وہ لوگ ہیں۔ جو اللہ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں پھر باز نہیں آتے۔ اور جو لوگ نہیں یاد کرتے اللہ تعالیٰ کو مگر تھوڑا وہ بھی ظالموں میں داخل ہیں فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے ایمان والو یاد کرو اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرنا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے منافقوں کی علامتوں میں اور نہیں یاد کرتے اللہ کو مگر تھوڑا۔ اور فرمایا نہیں حکم کئے گئے لوگ مگر کہ عبادت کریں اللہ تعالیٰ کی خالص کر کے اس کے عبادت اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں

وما اتقانه يا رسول الله قال اي اخلاصه من الرياء قال الله تعالى كل شيء هالك الا وجهه اي ما كان لوجهه فهو باق حكايت طلب عالم من الفقير دعاء فقال الفقير على طريق التواضع بل انت الذي ينبغي ان تدعو لي لانك من علماء المسلمين وفقهائهم فلم يتمالك رحمه الله ان غلبه الدموع حتى كادت نفسه تزهق من كثرة بكائه وهو يردد ويقول مثلي يحسب من العلماء والله ما يكون العالم عالما حتى لا يخرج له نفس الا لله وبالله يعني لا ياكل ولا يشرب ولا يقوم ولا يجلس ولا يتكلم ولا يسكت الا لله وبالله عز وجل ويسمى هذه الحال بفقه الحال وفقه الحال على ما ذكره السادة الفقهاء انفع انواع الفقه لانه نور الفقه وزبدته ويسمونه اهل التصوف المراقبة لانه في كل نفس مراقب لما حكم الله عليه وقد اخبرت عن بعض الاجلة من الفقهاء حقانه

اور کیا ہے عمل کی مضبوطی یا رسول اللہ فرمایا علیحدہ کرے اس کو ریا سے۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے مگر ذات اُس کی یعنی جو عمل خالص اللہ کے لئے کیا جائے وہ باقی رہیگا۔ حکایت ایک عالم نے ایک فقیر سے دعا کیلئے درخواست کی وہ فقیر عاجزی کی راہ سے بولا بلکہ آپ اس لائق ہو کہ میرے لئے دعا کرو۔ کیونکہ آپ علما مسلمین میں سے ہیں اور ان کے فقیہوں میں سے پھر نہ سہار سکا اللہ کی اس پر رحمت یہ کہ غالب ہو گیا اس پر رونا یہانتک کہ قریب تھا کہ اس کی جان نکل جاوے بسبب بہت رونے کے اور وہ بار بار یہی کہتا تھا۔ میرے جیسے عالموں میں شمار کئے جاتے ہیں۔ بخدا عالم عالم نہیں ہوتا۔ یہانتک کہ اُس کا کوئی دم باہر نہ آوے مگر اللہ کے واسطے اور اللہ کی مرضی کے ساتھ یعنے نہ کھاوے اور نہ پیوے۔ اور نہ کھڑا ہووے۔ اور نہ بیٹھے اور نہ بولے اور نہ چپ کرے مگر اللہ عزوجل کے لئے اور اللہ عزوجل کی مرضی کے ساتھ اور اس حال کو فقہ الحال کے ساتھ نامزد کرتے ہیں اور فقہا کے بیان کے مطابق یہ فقہ کی عمدہ قسم ہے۔ کیونکہ یہ فقہ کا شگوفہ ہے اور اس کا خلاصہ اور صوفی اس کو مراقبہ کے ساتھ نامزد کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ ہر دم لحاظ کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کی اور خبر دیا گیا ہوں میں بعض جلیل القدر فقیہوں سے کہ جب اُس سے کوئی مسئلہ

كَانَ إِذَا سُئِلَ فِي مَسْئَلَةٍ يَسْكُتُ
سَاعَةً وَحِينَئِذٍ يُجِيبُ فَسُئِلَ
عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ أَنْظُرُ أَيُّهُمَا خَيْرٌ
لِي فَحِينَئِذٍ أَفْعَلُ وَاللّٰهُ الْمُرْشِدُ
لِلصَّوَابِ الَّذِي لَا رَبَّ سِوَاهُ خُلَاصَةُ
الْمَكْتُوبِ الْقُنُوتُ فِي الصَّلٰوةِ وَ
عَدَمُ الرُّكُونِ إِلَى الظَّلَمَةِ وَالصَّبْرُ
مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ وَدُخُولُ
الَّذِينَ لَا يَذْكُرُونَ اللّٰهَ إِلَّا قَلِيلًا
فِي الظَّالِمِينَ لِأَنَّ ذِكْرَ الْقَلِيلِ عَلَامَةُ
النِّفَاقِ وَالنِّفَاقُ أَشَدُّ أَنْوَاعِ الظُّلْمِ
فَاحْفَظْهُ حَرْفًا حَرْفًا وَكَرِّرْهُ وَذَكِّرْ
بِهِ نَفْسَكَ وَأَصْحَابَكَ

پوچھا جاتا تو وہ ایک گھڑی چپ رہ کر جواب
دیتا۔ کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ سوچتا
ہوں کہ میرے لئے کون امر بہتر ہے۔ پس اس وقت
اس امر کو اختیار کرتا ہوں اور اللہ رستی کا راہ دکھانے
والا ہے جس کے سوا کوئی مالک نہیں ہے اس خط
کا خلاصہ یہ ہے کہ نماز میں قیام لمبا کرے اور ظالموں
کی طرف نہ جھکے اور ان لوگوں کے ساتھ صبر کرے
جو رب کو پکارتے ہیں۔ اور یہ کہ تھوڑے یاد کرنے
والے ظالموں میں داخل ہیں۔ کیونکہ قلت ذکر
نفاق کی علامت ہے۔ اور نفاق ظلم کی سب
قسموں سے بڑا قسم ہے۔ پس یاد کرے اس خط
کو حرف حرف اور بار بار پڑھ اس کو اور نصیحت
کر اس کے ساتھ اپنی جان اور اپنے یاروں کو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفٰى۔ از عبد اللہ بخدمت والدہ ماجدہ
مکرمہ سلمہا اللہ تعالیٰ فی الدارین حمد آلہی ست کہ این جانب از کثرت شدائد و ہجوم مصائب
بفضل ایزد تعالیٰ و تقدس رہائی یافتہ و چندے از انفاس کہ در امتحان رو نموده آورده
بودند چنانچہ مشیت ازلی بود بشد آن و آخر الام اگرچہ این مصائب بر مردم ظاہر بین
از بس دشوار ند اما در باطن بجز رحمت و شفقت ایزدی ہرگز خالی نیست سبحان اللہ کہ پس از
خار گلے نمودار حالا باید کہ جز رضائے حضرت حق ملاحظہ نفرمایند و در راہ ادائے شکر
نعمائش ثابت قدم باشند و الصبر مفتاح الفرج را پیش نظر داشتہ بر ما مضی پردہ صبر پاشند
فقط۔ و درین ایام فرحت نظام صلحنامہ امیر دوست محمد خان نزد حقیر فائز شدہ و از رہائی
اینجانب بوطن مالوفہ خویش مشعر و مطلع شد۔ ہرچند کہ تردد بے شمار در رسیدن آنجا

کرده می شود اما از خرابی طرق چیزے توقف کرده خواہد شد ہرگاه کہ این برفہا از راه پاک
خواہند شد انشاء اللہ تعالیٰ این عاجز در آنجا خواہد رسید اما باید کہ از جملہ رسوم باطلہ
دست بردار شدہ در خدمات و رضائی او تعالیٰ کمر ہمت چست بستہ ہرچہ کہ مرضی او تعالیٰ
باشد در امتثال آن سعی کما ینبغی بجا آرند کہ ہرچہ رضائی مولیٰ ست از ہمہ اولے خصوصاً
صلوٰۃ کہ از عمدۂ ارکان دین و اعظم شعار یقین است۔ کوشش بلیغ نمایند و ہمہ متعلقان و زیردستان
خود را ہم ہمیں طرق ارشاد فرمایند و ادعیہ ماثورہ کہ در حصن حصین وارد شدہ ہمہ را در قومہ و جلسہ و رکوع
و سجود تلاوت فرمایند و از کسالت و سستی خویش کہ در تعلم احکام دین اللہ واقع شدہ بود تائب و
دست بردار شدہ آئندہ را در فہم و تدبر احکام آلہی عزم مصمم فرمایند چہ این ہمہ ابتلاہا کہ برین
عاجز و بران ماجدہ ورود نموده از علت غفلت و سبب کسالت آن والدہ از تعلم احکام دین
شدہ بود حالا بنفس مبارک خویش وعدہ صادق فرمایند کہ بروقت رسیدن این عاجز از
غفلت ماضیہ تائب شدہ در یاد گرفتن مرضیات حضرت حق جل و علا چست خواہم شد و
این فقیر را درین ایام چند اشیا در خواب القا شدہ بود برائے ماجدہ و دیگر زیردستان آن صاحبہ
بتحریر مے در آید اول آنست کہ از غیب امر صادر شد کہ

قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَأَوْلَادِكَ وَأَتْبَاعِكَ
قُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ

کہہ تو اپنی بی بیوں اور اولاد اور تابعداروں کو
کھڑی ہو جاؤ اللہ تعالیٰ کے لئے فرمانبرداری کرنیوالے

و قنوت را مفسرین کبار بطول قیام و ادب بیان فرموده پس باید کہ نماز را بطول قیام و حضور تمام
و خضوع و خشوع مالا کلام اتمام فرمایند و برین وتیرہ مواظبت نمایند و ثانی آنست کہ از
غیب القا شدہ کہ

وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ

اور نہ جھکو ان کی طرف جو ظالم ہیں پھر پہنچ جاوے گی تم کو آگ۔

و پس ازین ہویدا گردید کہ

اَلظَّالِمُونَ هُمُ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِ
رَبِّهِمْ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ

ظالم وہ لوگ ہیں جو مخالفت کرتے ہیں اللہ تعالے کے
حکم کی پھر باز نہیں آتے۔

پس باید کہ از فتنہ ظالمین تجاوز ورزیدہ در گوشہ سلامت از ایشان جا گیرند۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ الآية

اور تھام رکھو آپ کو ان کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح اور شام طالب ہیں اس کی رضا کے۔

والسلام و برادر عبد العظیم وفقه الله لما یحب و یرضیٰ و فرزندان سعادت مند بعد از اسلام علیکم ورحمة الله و برکاته و مغفرته و رضوانه واضح باد که مضمون خط واحد دانند و هرچه از نصائح درو درج ساخته بآنها متذکر باشند۔

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لولیه والصلوٰة علیٰ نبیه۔ برادر ارجمندان باصدق و اخلاص اعنی عبد القدیر وغیره طالبان بمرضیات او تعالیٰ مقرون و از مکروهات او تقدس مفروق باشند بعد السلام علیکم ورحمة الله و برکاته و مغفرته و رضوانه آنکه احوال این محال بر نهج که مے گذرد قرین حمد و شکر ذوالجلال ست الحمد لله والمنة که بعد از دیرے غنچه مراد ما عاجزان از باد صبا عنایت ایزدی شگفته یعنی صلحنامه امیر دوست محمد خان مشتمل بر تخلیص این عاجز بوطن مالوفه خود چهره ورود کشود۔ اکنون انشاء الله تعالیٰ این عاجز بفرصت قلیل فائز آنجا خواهد شد اما باید که اگر رضا جوئی حضرت حق مطلوب ایشان باشد۔ تا در خدمت والده ماجده هیچ قصورے راه ندهند و هرچه که مرضی ایشان موافق شرع شریف باشد در بجا آوردن آن هیچ کسلے درمیان نیارند چه پیغمبر صلی الله علیه و آله وسلم هم بامتثال اوامر مادر و پدر امر فرموده و رضائی حق را در رضا جوئی ایشان مبین نموده زنهار حتی المقدور در بجا آوری فرمان قصورے ننمایند و اگر والده ماجده بفرماید که کار پسران عبد الله پس از ان بکنید که کار ما را بانجام رسانید تا همون را بالراس والعین مقدم داشته هرچه که مرضی ایشان باشد بجا آرند والسلام ۱۲۷۲ھ۔

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وسلام علیٰ عباده الذین اصطفیٰ۔ از عبد الله غزنوی بر برادر حقیقی عبد العظیم و عبد الخالق و برادر دینی عبد القدیر و خواجه و عطاء الرحمن و محمد حسن و علی محمد وغیرهم بعد از سلام علیکم مشهود آنکه بعبد العظیم برادر من مے باید که بهر کیف طالب رضائے مولائے خود بوده بخلق خدا بسبیل نصیحت و خیرخواهی معیشت بکنید و میدانید که روز ہائے

ابتلا است هر که درین ابتلاء بصبوری پیش آمد و استقامت ورزید صلاح دین او ظاهر گردید و بهم طالبان خصوصًا استقامت بر سنت و صبر بر مصائب و قوت دل و توجه الی الله در هر باب مے باید مبادا که مصداق این شعر شویم ؎

نُرَقِّعُ دُنْيَانَا بِتَمْزِيْقِ دِيْنِنَا
فَلَا دِيْنُنَا يَبْقٰى وَلَا مَا نُرَقِّعُ
وَمَا الْمَالُ وَالْاَهْلُوْنَ اِلَّا وَدِيْعَةٌ
وَلَا بُدَّ يَوْمًا اَنْ تُرَدَّ الْوَدَائِعُ

ہم اصلاح کرتے ہیں دنیا کے لباس کی دین کے لباس کو پھاڑ کر پھر نہ ہمارا دین باقی رہتا ہے نہ دنیا۔ اور نہیں ہیں یہ مال اور عیال مگر امانت اور ایک دن ایسا ضرور آویگا کہ امانتیں واپس ہو جاویں گی۔

نقل تقریر مولانا سید احمد صاحب خلف امام الزمان شیخ عبد الله صاحب غزنوی رح

یاد دارم وقتیکه در قریه خیر الدین بخدمت والد صاحب از غزنی آمده بودم روزے خط محمد حسن خان که برائی طلب احقر فرستاده بود پیش والد مرحوم عرض کردم که نامبرده این خط برائے من ارسال داشته و گذاره من در آن سرزمین نهایت تنگ اگر مرضی والد باشد احقر ملازمت او اختیار کند و اگر نه فصبر جمیل والد صاحب بعد از دو سه روز که درین امر متأمل و منتظر جواب ملکوتی بود از خواب مراقبه بیدار شده بمسجد آمدند احقر را طلبیده این چند کلمات در جواب سوالم از جوش دل که در دلم مانند میخ فولادی گرفت بطریق وصیت فرمود پس احقر همانوقت بنوشت تا مرا و فرزندان و اخوان مرا پند و عبرت باشد والتوفیق من الله۔ **وصیت** فرزندم فقیر برائے فرزندان خود نه دینار و نه درهم و نه غیر از متاع دنیا بمیراث گذاشته بلکه جاه و اعتبار هم برائے ایشان نگذاشتم همین توحید آلهی را جل و علیٰ از من بمیراث قبول کنند فقیر فرزندان خود را امانت به الله تعالیٰ سپرده والله تعالیٰ امین هست امانت مرا ضایع نخواهد کرد۔ و هر وقت که فرزندانم محتاج و تنگدست شوند بحق تعالیٰ سبحانه عرض کنند که یا الله والله مارا از اسباب دنیا چیزے نگذاشته این عبدک الذی که مارا امانت بتو سپرده پس انشاء الله تعالیٰ من حیث لا یحتسب کشادگی خواهد شد و هوش کنند که از رکون بسیلان ظلمه و اهل دول از مرد و خانان پرحذر باید بود که همنشینی و اختلاط با اوشان سم و زهر قاتل است و بس کلام آلهی را ربیع قلب و نور صدر و جلاء حزن و ذهاب هم باید ساخت و هر روز از آن چیزے باید خواند۔

رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ

اے رب میرے کر مجھ کو قائم رکھنے والا نماز کا اور اولاد میری سے اے رب میرے اور قبول کر دعا میری۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

من عبد اللہ الی عبد اللہ قال اللہ تعالیٰ :-

وَأَنَّ هٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝

اور کہا یہ ہے راہ میری سیدھی سو اس پر چلو اور مت چلو کئی راہیں پھر تم کو پھٹا دینگے اس کی راہ سے یہ کہدیا ہے۔ شاید تم بچتے رہو +

وهذه الآية كاف في الاجتناب عن البدعات فتدبر فيه واجعله نصب العين

اور بدعتوں سے پرہیز کرنے میں یہ آیت کافی ہے۔ پس غور کر اس میں۔ اور اس کو مد نظر رکھ۔

وتحقیقات الحاف را منتظر هستم جواب بخیر باد وعبد الرحمان را نیز بنمائید که برائے ہر دو شما نوشته ام و عبد الرحمن را که مشهور بمنصور جان است واضح باد که چون حقیر را در علی عباد اللہ الصالحین یاد می کنی ارحم الراحمین شما را نیز یاد کند آمین۔ و مجموعه شیخ محمد ضرور بمحمد اکبر بدهید تا نقل کرده روانه کند از غزنی خواسته بودم نیامد غالب که پلٹنها برده اند چنانچه شرح السنة وغیره برده اند و این آیت و آیه

فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى

پھر جو چلا میرے بتائے راہ پر نہ وہ بہکے گا اور نہ وہ تکلیف میں پڑیگا

نصب العین باید ساخت و عبد اللہ را واضح باد که برائے آشنایان این مضمون را بہ تفصیل نوشته کنید

بعد ثناء اللہ بما هو اهله قال اللہ تبارك وتعالى حٰمٓ تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ إِلَيْهِ الْمَصِيرُ

فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ حٰم اتارنا کتاب کا اللہ سے ہے جو زبردست ہے خبردار گناہ بخشنے والا اور توبہ قبول کرنیوالا سخت عذاب کرنیوالا صاحب انعام کا نہیں کوئی معبود مگر وہی طرف اس کی ہے پھر جانا۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے پس اگر آوے گی تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت پس جو چلا میرے بتائے راہ پر وہ نہ بہکیگا اور نہ وہ تکلیف میں پڑیگا۔

قول ابن عباسؓ را نصب العین باید ساخت۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تَكَفَّلَ اللّٰهُ تَعَالَى لِمَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَعَمِلَ بِمَا فِيهِ أَنْ لَا يَضِلَّ فِي الدُّنْيَا وَلَا يَشْقٰى فِي الْآخِرَةِ

قِفْ عَلَى قَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَتَأَمَّلْ فِيهِ فَإِنَّهُ مَدَارُ الدِّينِ فَاجْعَلْهُ نَصْبَ الْعَيْنِ

وَقَالَ تَعَالَى وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمٰى قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيرًا قَالَ كَذٰلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى وَكَذٰلِكَ نَجْزِي مَنْ أَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِآيَاتِ رَبِّهِ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَدُّ وَأَبْقٰى۔ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ۔

اس آیت کی تفسیر میں ابن عباسؓ کا یہ قول ہے کہ اللہ تعالیٰ ضامن ہوا ہے اس شخص کے لئے جو قرآن مجید پڑھے اور مطابق اس کے عمل کرے دنیا میں گمراہ نہ ہوگا اور آخرت میں تکلیف میں نہ پڑیگا۔ تو ٹھہر ابن عباسؓ کے قول پر اور تامل کر اس میں پس تحقیق اسی پر مدار ہے دین کا پس رکھ تو اس کو مد نظر اپنا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور جس نے منہ پھیرا میری یاد سے تو اس کو ملنی ہے گذران تنگی اور اٹھا لاوینگے ہم اس کو دن قیامت کے اندھا وہ کہیگا اے رب کیوں اٹھا لایا تو مجھ کو اندھا اور میں تو تھا دیکھتا فرمایا یوں ہی پہنچیں تھیں تجھ کو ہماری آیتیں پھر تو نے ان کو بھلا دیا اور اسی طرح آج تجھ کو ہم بھلا دینگے۔ اور اسی طرح بدلا دینگے ہم اس کو جس نے ہاتھ چھوڑا اور یقین نہ کیا اپنے رب کی باتوں پر اور پچھلے گھر کا عذاب سخت ہے۔ اور بہت دیر رہتا۔

نقل خط مولانا مولوی عبد اللہ خلف امام الزمان شیخ عبد اللہ صاحب غزنویؒ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

آللّٰهُ آللّٰهُ يَا لَيْتَنِي فُزْتُ بِوُدِّ خِدْمَةِ أَبِي تُبْتُ إِلَى اللّٰهِ مِنْ فُرُطِي وَمِنْ دَائِي سَمِعَ اللّٰهُ دُعَائِي وَنِدَائِي فِي بَثِّي وَكَرْبِي اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّي

اللہ اللہ اے خرابی میری کہیں مراد کو پہنچا میں اپنے باپ کی خدمت کے نور کے ساتھ میں باز آیا اپنی زیادتی اور بری عادت سے سنتا ہے اللہ تعالیٰ پکار میری اور ندا میری بیقراری اور غم میں۔ الٰہی تو میرا پروردگار ہے۔

ارحم الراحمین مہربانستی مرا ہم تو ے بالی نمی دانم کہ برائے چہ می بالی۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ — الٰہی تو میرا مالک ہے

علامت بدبختی نمایان ست کہ جان من از فنجان اخلاص گویا حلاوتے ندیدہ وکام من از جام خالص توحید شربتی نچشیدہ آنچہ ایمان بندگان خاص توست۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ۔ — نہیں ہے کوئی سوا تیرے۔

جان من از توست وقوامم ہم بتو خَلَقْتَنِیْ — اور پیدا کیا تو نے مجھ کو

برائی چہ آفریدی تو خود میدانی از بندہ خوار خاک افتادہ چہ خدمت خواہد شد۔

وَاَنَا عَبْدُكَ — اور میں تیرا بندہ ہوں۔

اگرچہ بزبان گویم وَاَنَا عَلٰی عَهْدِكَ وَ — اور میں ہوں عہد تیرے پر اور وعدے

وَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ — تیرے پر جس قدر طاقت رکھتا ہوں۔

خداوندا صدق وراستی کجاست مقصود اصلی کار ست گفتار کہ کے خدایار شود کہ از من کار نشو خوار و نامراد ست پسرے کہ پدر بزرگوار از وے خاطر رنجہ و ناراض بود از جان بیزارم و بر استطاعت وادہ تو شرمسار از شامت کردار خود سوائے تو پناہے ندارم۔

اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ — پناہ لیتا ہوں میں تیری اُس بُرائی سے جو کی میں نے۔

از اعاظم نعمتہائی بیحساب حیات بابرکات والد ماجد من ست۔

اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ — اقرار کرتا ہوں میں تیری ان نعمتوں کا جو مجھ پر ہیں۔

چہ جائے شکر آن از گرفتاری ورطہ کفران لاچار گویانم

وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ — اور اقرار کرتا ہوں اپنے گناہوں کا۔

اگر تو نہ بخشی کہ آفریدی وپالیدی ونعمتہائے فراوان بخشیدی این خوار لاچار گنہگار را کہ خواہد بخشید۔

فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ — پس بخش مجھ کو اس لئے کہ نہیں معاف کرتا گناہوں کو کوئی سوا تیرے۔

مہربانا از وجود من چہ حاصل بود پرورش من درحق من بدانش من لاطائل نمودآری حکیمی بلاریب کار تو بحکمت نیست اگر حکمت در تعذیب این غریب ست سبقت رحمت تو کجاست دستگیری این لاچار گرفتار چرا نمود حیف حیف اگر در زمرۂ بندگان نیک۔

وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا — اور نیکی کرتا اپنے ماں باپ سے اور نہ تھا زبردست بے حکم

مے در آوردی تراچہ نقصان بودے حیرانم حقیقت نمیدانم ہرچہ بینم از تو مے دانم۔

مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ — اور جو چاہے اللہ کچھ زور نہیں مگر ساتھ اللہ کے۔

محلات ہم از دست نمید ہم یقین میدانم کہ من خود ظالمم وبرخود ظالمم

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا الآیہ — اے رب ہمارے ہم نے خراب کیا اپنی جان کو

تو پاک ہستی پاکی از آن توست۔

سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا الآیہ — تو سب سے نرالا ہے ہم کو معلوم نہیں مگر جتنا تو نے سکھایا۔

افسوس صد افسوس کاش کے در رضائی والدم شرف رضائی تو می جستم ومی یافتم ہیہات ہیہات چہ کنم چارہ ندارم لاچار از قصور خود منتش دور افتادہ بہرہ ندارم پروردگارا گر در ازل نام نیکم بر باوالدین نوشتہ امروز بنویسید چہ خواہد شد۔

وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ — اور اسی پاس ہے اصل کتاب

اگر تو نالہ ام نشنوی وفریادم را گوش نکنی آخر کجا بروم پیش کہ بنالم

وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلِیْ وَتَرْحَمْنِیْ اَكُنْ مِّنَ الْخَاسِرِيْنَ — اور اگر تو نہ بخشے اور رحم نہ کرے تو میں ہوں خرابی والوں میں۔

بے پروائی تو دلم را پارہ پارہ نمودہ وجگرم پاش پاش شدہ از تو پناہ مے گیرم۔

اَعُوْذُبِكَ مِنْكَ اَعُوْذُبِكَ مِنْكَ اَعُوْذُبِكَ مِنْكَ — پناہ مانگتا ہوں تیری غصے تیرے سے پناہ مانگتا ہوں تیری عذاب تیرے سے پناہ مانگتا ہوں تیری خوشی تیری سے۔

عمر من بحدے رسید کہ مجال عذرے نماند فَقَدْ قَارَبْتُ اَرْبَعِيْنَ کہ وقت توبہ صالحین ست۔ (ترجمہ میں چالیس کی حد کو پہنچ گیا)

وزمانہ تنبیہ شاکرین۔

حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ الآیہ — یہاں تک کہ جب پہنچا اپنی قوت کو اور پہنچا چالیس برس کو کہنے لگا اے رب میرے میری قسمت میں کر کہ شکر کروں احسان تیرے کا جو مجھ پر کیا اور میرے ماں باپ پر آخر آیت تک۔

کرتا این وقت خوشنود کردن والدم موفق نکردی می ترسم کہ از من گاہے خوشنود نمی شوی کہ رضائے تو نباشد بقائے من برائے چہ باشد عاقبت فنائی من باز چہ باشد۔

وَاللّٰهِ لَا اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ
بخدا میں نہیں جانتا کیا معاملہ ہوگا میرے ساتھ۔

در گذشتہ عمر خود چیزے نکردہ ام کہ تسکین جانم شود آیندہ ازین بندہ چہ دیدہ آید۔

یٰحَسْرَتٰی عَلٰی عَبْدِ اللّٰهِ
اے افسوس عبد اللہ پر۔

اگر خاک خواری بر سرے پاشد چہ کند روز بروز کار تباہ خود بدتر مے بیند عزیزا خود ملامتم۔

وَاَنَا مُلِیْمٌ
اور میں ملامت میں پڑا ہوں۔

چہ کنم چارۂ کار بشومی بد کردار از دستم رفتہ دیدہ و دانستہ از خدمت بابرکت والد بزرگوار کنارہ گرفتہ سزائے پروردگار موافق کردار ست۔

فَلَمَّا زَاغُوْا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ
پھر جب وہ پھر گئے پھیر دیے اللہ نے دل اُن کے۔

دردلم بیماریست لاچار چارۂ من زاریست اگر زاری نکنم و اشک دل جاری نکنم بارے چہ کنم۔

وَاَدْعُوْا رَبِّیْ عَسٰۤی اَلَّاۤ اَکُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّیْ شَقِیًّا
اور میں پکاروں گا اپنے رب کو امید ہے کہ نہ ہوں گا اپنے رب کو پکار کر محروم۔

شاید کہ باران رحمتش دل مردہ را زندہ کند و آثار رحمت گسترده

وَهُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَیَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ
اور وہی ہے جو اُتارتا ہے مینہ پیچھے اس سے کہ آس توڑ چکے اور پھیلاتا ہے اپنی مہر۔

الٰہی چہ عجب از بندۂ دل مردہ و جان و تن سودہ خدمتے سر زند کہ شرف خوشنودی من فی رضاہ رضائے عز و جل بدست آرم۔

وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۭ بَهِیْجٍ
تو دیکھتا ہے زمین دبی پڑی پھر جہاں ہم نے اتارا اُس پر پانی تازی ہوئی اور اُبھری اور اوگائیں ہر بھانت بھانت رونق کی چیزیں۔

باران ہم تو بیار سبزہ زار ہم تو بیار بار من از من بردار مارا بما مسپار بلکہ مارا از میان بردار از من اگر چیزے میشد تا امروز خود چیزے میشد یارب من گویا نیم تو مے پاکم زندہ تو کیم ہدایت

از تو مے جویم ہمت ادائی شکر والد از تو میخواہم۔

رَبِّ اَوْزِعْنِیْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الاٰیہ
اے میرے رب میری قسمت میں کر شکر کروں احسان تیرے کا۔

موئے سیاہم سفید گشت و دل سفیدم سیاہ آہ آہ کاشکے برعکس بودے۔

اٰتِ نَفْسِیْ تَقْوٰىهَا وَزَكِّهَاۤ اَنْتَ خَیْرُ مَنْ زَكّٰىهَا اَنْتَ وَلِیُّهَا وَمَوْلٰىهَا
اے میرے رب دے میرے نفس کو بچ چلنا اُس کا اور پاک کر اُس کو تو بہتر پاک کرنیوالا ہے اُس کا تو ہے حمایتی اس کا اور صاحب اس کا۔

باز ہم درین عمر ارذل قریب باجل از غایت کوری دل و نہایت طول امل خواہان آرامم و شہوت نفس خود جویان آخر تا بکے۔

اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ۔ غفلت میں رکھا تم کو بہتایت کی حرص نے۔

بشامت ناشکری والد ماجد از مناجات رب العزت و تلاوت آیات وی شیرینی و آرام دل نمے یابم چہ کنم کہ دل نیابم الا بذکر اللہ تطمئن القلوب اگر قلب می بود فائدہ و تذکرہ ہم مے بود۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ الاٰیہ
اس میں سوچنے کی جگہ ہے اس کو جس کے اندر دل ہے آخر آیت تک

ہر کرا از ہدایت قرآن بہرۂ نیست از ضلالت خود و را چارہ نیست۔

یُضِلُّ بِهٖ كَثِیْرًا وَّیَهْدِیْ بِهٖ كَثِیْرًا
گمراہ کرتا ہے اس سے بہتیرے اور راہ پر لاتا ہے اس سے بہتیرے

بیان اہل ضلال کہ از قرآن بے بہرہ اند۔ خود باحسن تفسیر واضح فرمودہ

وَمَا یُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ اِلٰی قولہ
اور گمراہ کرتا ہے اُنہیں کو جو بے حکم ہیں جو توڑتے ہیں

وَیَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ
قرار اللہ کا مضبوط کئے پیچھے اور توڑتے ہیں جو چیز اللہ نے فرمائی جوڑنی آخر آیت تک

قاطع رحم از تو قطع است و از کلامت بی بہرہ یارب این قطع شدہ را چارہ چہ باشد آرے کسے کہ نشانی جہنمی داشتہ باشد کہ نہ دل دارد و نہ چشم و نہ گوش۔

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِیْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ بِهَا
اور ہم نے پھیلا رکھے ہیں دوزخ کے واسطے بہت جن اور آدمی اُن کے دل ہیں کہ اُن سے سمجھتے نہیں۔

علاجش بجز دعا وزاری واستغفار وذکر اسمائے باری دیگر چیزے نیست برعایت این حکمت متصل اشارت فرموده ولله الاسماء الحسنیٰ الخ اگرچه هرکس وناکس نفهمیده بلکه بعضے بشامت انکار ربط ونظم آیات کلام حکیم ازین معانی محروم مانده بیبین برائے چه متصل فرموده

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۔ اور اللہ کے ہیں سب نام خاصے سو اس کو پکارو وہ لیکر۔

الٰہی باسمائے حسنائت کہ این خوار خستہ نالائق را لائق خدمت بابرکت خلیفہ وقت بگردان از شعاع آفتابش کہ عالم بتابش تابان ودرخشان گشت خفاش صفت مگردان هر آشنا وبیگانہ از اقطار واغیار بنور ایمانے از انوارش فائز شدند روسیاہ سنگدل همچنان سیاہ باطن ودر باطن خانہ اش بے بہرہ کور افتادہ۔

يٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِیْ جَنْۢبِ اللّٰهِ اے افسوس اس پر کہ میں نے کمی کی اللہ کی طرف سے

دلہائے مردم از حب تو بحب حق زندہ شدند این اہل نااہلش از تلاطم امواج ہوا وہوس بگرداب۔

وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ اور بیچ آگئی دونوں میں موج پھر ہو گیا ڈوبنے والوں میں

گرفتار ماند اَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَنْ تُضِلَّنِیْ اَنْتَ الْحَیُّ الَّذِیْ لَا يَمُوْتُ وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ يَمُوْتُوْنَ ۔ پناہ مانگتا ہوں تیری عزت کے ساتھ نہیں کوئی معبود سوا تیرے اس سے کہ بہکا دے تو مجھے تو ایسا زندہ ہے کہ کبھی نہ مریگا اور جن اور آدمی مرجائیں گے۔

خداوندا درگاہ تو بابہائے ہنوز واست فریاد وزاری خوار زار ہم بجاست پس بدعائے جانی وحب ایمانی خلیفہ حقانی فائز کن۔

سَارِكُنِیْ فِیْ دُعَاهُ اِذَا دَعَا رَبَّهٗ وَنَاجَاهُ فِیْ نَهَارِهٖ وَعِشَاهُ وَقُعُوْدِهٖ وَقِيَامِهٖ فَاَنْزِلْ بِقَلْبِیْ مِنْ دُعَاهُ اِذَا رَغِبَ اِلٰى مَوْلَاهُ ثُمَّ نَادَاهُ فِیْ سِرِّهٖ وَمَا يُخْفَاهُ اِذَا تَبَتَّلَ مِنْ مَا سِوَاهُ وَلَمْ يَدْعُ اِلَّا اِيَّاهُ فَرَضَاتُكَ يَا رَبِّ اَطْلُبُ فِیْ رِضَاهُ كَمَا اَمَرْتَنِیْ اَنْتَ هٰذَا اٰهُ دِیْنُ حَظِّهٖ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ فِیْ رِضَاهُ مُجْتَلِبًا ۔ ملا دے مجھ کو اس کی دعا میں جب پکارے وہ رب اپنے کو اور سرگوشی کرے اس سے دن میں اور رات میں بیٹھنے میں اور چلنے میں فائدہ سند کر میرا دل کو اس کی دعا سے جب رغبت کرے وہ طرف مالک اپنے کے پھر پکارے اس کو اپنے پوشیدگی میں جب منقطع ہووے اس چیز سے جو سوا اس کے ہے اور نہ پکاری مگر اسی کو بس خوشی تیری اے میرا مالک ڈھونڈتا ہوں میں اس کی خوشی میں جیسے تو نے حکم کیا ہے [illegible]

حُبِّهٖ جُزْءٌ مِّنْ اَجْزَاهُ كَمَا كُنْتُ مِنْ قَبْلُ شَيْئًا مِّنْ اَشْيَاهُ وَارْجِعْنِیْ بِرَحْمَتِكَ اِلٰى قَلْبِهٖ وَفُؤَادِهٖ اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

کے ساتھ اس کی خوشی میں پس کر مجھ کو اس کی محبت میں ایک حصہ اس کے حصوں میں سے جیسے میں تھا پہلے پیدا ہونے اپنے کے ایک شی اشیا اس کی سے اور لوٹا مجھ کو اپنی رحمت کے ساتھ طرف دل اس کے اور قوتوں اس کی کے بیشک وہ اوپر پھیر لانے اس کے البتہ قادر ہے بخشش مانگتا ہوں میں اللہ سے بخشش مانگتا ہوں میں اللہ سے بخشش مانگتا ہوں میں اللہ سے پاک ذات ہے تیرا رب کی وہ عزت کا مالک پاک ہے ان باتوں سے جو بیان کرتے ہیں اور سلام ہے رسولوں پر اور سب خوبی اللہ کو ہے جو رب ہے سارے جہان کا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

از عائذ باللہ نور چشمی محمد جان بعد از سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ واضح ولائح باد کہ در کارہائے احکم الحاکمین حکمت ہست۔

عَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ یعنی امید ہے کہ تم ایک کام کو برا جانو اور وہ تمہارے واسطے اچھا ہو۔

مانند دوائی تلخ کہ ظاہر مکروہ است ودر حقیقت مفید صحت وعافیت وابتلاء وامتحان حکیم حقیقی بجائے ہمین ست کہ تمیز صادق وکاذب میکند تا صادقین از کاذبین جدا شوند۔

وَعِنْدَ الْاِمْتِحَانِ يُكْرَمُ الرَّجُلُ اَوْ يُهَانُ اور امتحان کے وقت آدمی کی عزت ہوتی ہے یا ذلت۔

پس بندہ را ضرورست کہ در وقت امتحان از احکم الحاکمین حرف گلہ شکایت در دل نگذارد۔ چہ جائی زبان بلکہ نفس خود را ملامت کند وبگوید۔

اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ۔ کیا اللہ تعالیٰ کو معلوم نہیں ہیں قدر دان۔

وگوید رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِیْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ اے ہمارے رب معاف کر گناہ ہمارے اور زیادتی ہماری ہمارے کام میں اور ثابت رکھ پاؤں ہمارے اور مدد کر ہماری منکر لوگوں پر۔

واز صحبت مبتدعین توبہ نصوح کند۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا اے ایمان والو ڈرو اللہ سے۔ اور ہو جاؤ

مَعَ الصَّادِقِيْنَ وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ

ساتھ سچوں کے۔ اور فرمایا اور نہ کہا مان اے محمد اس شخص کا جو غافل کیا ہم نے دل اس کا اپنی یاد سے اور پیچھے پڑا وہ اپنے چاؤ کے

چون از اعتماد بر غیر اللہ خصوصاً مبتدعین توبہ نصوح کرد۔

وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْا إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ

اور اللہ پر بھروسا کرو اگر ہو تم ایماندار

معمول ساخت پس از متقیان شد پس مضمون

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ

اور جو ڈرے اللہ سے کر دیتا ہے اللہ اس کے واسطے خلاصی اور روزی دیتا ہے اس کو جہاں سے وہ نہیں خیال کرتا۔

ہمہ کارہائے ایشان را مربی مے شود و ہجرت کند و ترک کند ہمہ مالوفات خود را و در وقت ہجرت از تہ دل نیت کند کہ یا ارحم الراحمین من بر کسے اعتماد ندارم و بہ کسے امید و رجا نکردہ ام محض برائے رضائے تو مالوفات خود را ترک کردہ ام و رضائے تو می طلبم و ہر جا کہ باشد۔ مرا آنجا برسان و لعبد اللہ جان بعد از سلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ واضح باد کہ بارہا مے نویسی چند حرف از نصائح برائے ما نوشتہ کنید حقیر می گوید کہ الحمد للہ حمداً کثیراً کہ کسے ہست خصوصاً از فرزندان حقیر کہ راہ مرضیات رب عزیز می طلبد و می گویم اَللّٰهُمَّ هَبْ لِيْ وَلَدًا وَّذُرِّيَّةً نُوْرًا يَتَصَدَّقُ فِيْهِ و ہر بار کہ می نوشتی کہ برائے ما چند حرفے از نصائح نوشتہ کنید حقیر چون خود را لائق این منصب نمی دید با ارحم الراحمین متوجہ مے شدم۔ کہ ہر چہ در حق عبد اللہ مناسب ست در دل حقیر بیندازید پس آنچہ در دل حقیر بعد از دعائے بسیار افتادہ می نویسم بسبیل اختصار حافظ ابن قیم در جلد ثانی از اعلام الموقعین نوشتہ۔

وَكَمْ مِنْ آيَةٍ وَّحَدِيْثٍ وَّأَثَرٍ تَدُلُّ عَلَى اتِّبَاعِ الصَّحَابَةِ وَتَابِعِيْهِمْ وَالْاِقْتِدَاءِ وَالتَّمَسُّكِ بِأَقْوَالِهِمْ وَهَدْيِهِمْ وَسِيَرِهِمْ وَقَالَ الْحَافِظُ الْوَحِيْدُ ابْنُ تَيْمِيَّةَ فِيْ كِتَابٍ أَلَّفَهٗ فِيْ هٰذَا النَّوْعِ يَجِبُ أَنْ يُّعْلَمَ أَنَّ النَّبِيَّ

اور ایسی بہت آیتیں اور حدیثیں اور آثار ہیں۔ جو دلالت کرتے ہیں صحابہ اور تابعین کی تابعداری پر اور ان کے اقوال پر و چال چلن کے ساتھ چنگل ارنے پر اور کہا حافظ الوحید ابن تیمیہ نے اپنی ایک کتاب میں جس کو اس نے اسی مسئلہ میں تصنیف کیا ہے۔ اس بات کا جاننا واجبات سے ہے۔ کہ حضرت صلی اللہ علیہ و

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيَّنَ لِأَصْحَابِهٖ مَعَانِيَ الْقُرْآنِ كَمَا بَيَّنَ لَهُمْ أَلْفَاظَهٗ فَقَوْلُهٗ تَعَالٰى لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ يَتَنَاوَلُ هٰذَا وَهٰذَا وَقَدْ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيُّ حَدَّثَنَا الَّذِيْنَ كَانُوْا يُقْرِئُوْنَ الْقُرْآنَ كَعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَّغَيْرِهِمَا أَنَّهُمْ كَانُوْا إِذَا تَعَلَّمُوْا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ آيَاتٍ لَمْ يَتَجَاوَزُوْهَا حَتّٰى يَتَعَلَّمُوْا مَا فِيْهَا مِنَ الْعِلْمِ وَالْعَمَلِ قَالُوْا فَتَعَلَّمْنَا الْقُرْآنَ وَالْعِلْمَ وَالْعَمَلَ جَمِيْعًا وَلِهٰذَا كَانُوْا يَبْقَوْنَ مُدَّةً فِيْ حِفْظِ السُّوْرَةِ وَأَطَالَ رَحِمَهُ اللّٰهُ إِلٰى أَنْ قَالَ فَصْلٌ وَالْاِخْتِلَافُ فِي التَّفْسِيْرِ عَلٰى نَوْعَيْنِ وَأَطَالَ إِلٰى أَنْ قَالَ الْخَطَأُ فِيْهِ مِنْ جِهَتَيْنِ حَدَثَتَا بَعْدَ تَفْسِيْرِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَتَابِعِيْهِمْ بِإِحْسَانٍ فَإِنَّ التَّفَاسِيْرَ الَّتِيْ يُذْكَرُ فِيْهَا كَلَامُ هٰؤُلَاءِ صِرْفًا لَا يَكَادُ يُوْجَدُ فِيْهَا شَيْءٌ مِّنْ هَاتَيْنِ الْجِهَتَيْنِ مِثْلُ تَفْسِيْرِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ وَالْفِرْيَابِيِّ وَوَكِيْعٍ وَإِسْحَاقَ وَأَمْثَالِهِمْ إِلٰى أَنْ قَالَ الْخَطَأُ تَارَةً فِي الدَّلِيْلِ وَتَارَةً

وسلم نے صحابہ کے لئے قرآن کے معنے ویسے ہی بیان کئے جیسے قرآن مجید کے لفظ۔ پس اللہ تعالی کا قول اور ہم نے اتاری تجھ پر کتاب تاکھول سنائے تو لوگوں کو جو اترا انکی طرف شامل ہے قرآن مجید کے الفاظ اور معانی دونوں کو اور کہا ابو عبد الرحمن السلمی نے بیان کیا ہم سے ان لوگوں نے جو قرآن مجید پڑھتے تھے۔ جیسے عثمان بن عفان رضی اور عبد اللہ بن مسعود رضی وغیرہ کہ وہ جس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دس آیت پڑھ لیتے تو آگے نہ گذرتے یہاں تک کہ سیکھ لیتے وہ علم اور عمل جو ان آیات میں ہوتا۔ کہا انہوں نے پس سکھاتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو قرآن اور علم اور عمل سب اور اسی واسطے ایک ایک سورت کی یاد میں ایک ایک مدت پڑے رہتے۔ اور دراز کیا اس مضمون کو ابن تیمیہ نے اللہ کی اس پر رحمتیں ہوں یہاں تک کہ کہا اور تفسیر میں اختلاف کرنا دو قسم ہے اور پھر اس میں طول دیا کر کہا خطا تفسیر میں دو وجہ سے واقع ہوتی ہے۔ جو وہ دونوں صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کی تفسیر کے بعد ظاہر ہوئی ہیں۔ کیونکہ جن تفسیروں میں صرف صحابہ و تابعین اور تبع تابعین کی کلام مذکور ہے ان میں ان دونوں وجہوں میں سے کوئی جہت موجود نہیں جیسے عبد الرزاق اور فریابی اور وکیع اور اسحاق کی تفسیریں یہاں تک کہ کہا کبھی خطا دلیل میں ہوتی ہے۔ اور کبھی مدلول میں اور کبھی دونوں میں۔

فِي الْمَدْلُوْلِ فَالَّذِيْنَ اَخْطَئُوْا فِيْهِمَا مِثْلُ طَوَائِفَ مِنْ اَهْلِ الْبِدَعِ اعْتَقَدُوْا مَذَاهِبَ بَاطِلَةً وَعَمَدُوْا اِلَى الْقُرْاٰنِ فَتَاَوَّلُوْهُ عَلٰى رَأْيِهِمْ وَلَيْسَ لَهُمْ سَلَفٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ لَا فِيْ رَأْيِهِمْ وَلَا فِيْ تَفْسِيْرِهِمْ وَقَدْ صَنَّفُوْا تَفَاسِيْرَ عَلٰى اُصُوْلِ مَذَاهِبِهِمْ مِثْلَ تَفْسِيْرِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَيْسَانَ الْاَصَمِّ وَالْجُبَّائِيِّ وَعَبْدِ الْجَبَّارِ وَالرُّمَّانِيِّ وَالزَّمَخْشَرِيِّ وَاَمْثَالِهِمْ وَمِنْ هٰؤُلَاءِ مَنْ يَّكُوْنُ حَسَنَ الْعِبَارَةِ يَدُسُّ الْبِدَعَ فِيْهِ وَاَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ كَصَاحِبِ الْكَشَّافِ وَنَحْوِهٖ حَتّٰى اَنَّهٗ يَرُوْجُ عَلٰى خَلْقٍ كَثِيْرٍ مِّنْ اَهْلِ السُّنَّةِ كَثِيْرٌ مِّنْ تَفَاسِيْرِهِمُ الْبَاطِلَةِ وَتَفْسِيْرُ ابْنِ عَطِيَّةَ وَاَمْثَالِهٖ اَتْبَعُ لِلسُّنَّةِ وَاَسْلَمُ مِنَ الْبِدْعَةِ وَلَوْ ذُكِرَ كَلَامُ السَّلَفِ الْمَاْثُوْرُ عَنْهُمْ عَلٰى وَجْهِهٖ لَكَانَ اَحْسَنَ فَاِنَّهٗ كَثِيْرًا مَّا يَنْقُلُ مِنْ تَفْسِيْرِ ابْنِ جَرِيْرٍ الطَّبَرِيِّ وَهُوَ مِنْ اَجَلِّ التَّفَاسِيْرِ وَاَعْظَمِهَا قَدْرًا ثُمَّ اِنَّهٗ يَدَعُ مَا يَنْقُلُهُ ابْنُ جَرِيْرٍ عَنِ السَّلَفِ وَيَذْكُرُ مَا يَزْعَمُ اَنَّهٗ قَوْلُ الْمُحَقِّقِيْنَ وَاِنَّمَا يَعْنِيْ بِهٖ

پس جنہوں نے دلیل و مدلول دونوں میں خطا کی ہے۔ اہل بدعت کی جماعتوں کی طرح اُنہوں نے اعتقاد کیا باطل مذہبوں کا اور قصد کیا قرآن مجید کی طرف پھر اس کی تاویل کی اپنی رائے کے مطابق اور نہیں ہے ان کا کوئی پیشرو صحابہ اور تابعین سے نہ اُن کی رائے میں نہ ان کی تفسیر میں اور تصنیف کی انہوں نے تفسیریں اپنے مذہب کے اصول پر جیسے عبد الرحمٰن بن کیسان اصم اور جبائی اور عبد الجبار اور رمانی اور زمخشری وغیرہ کی تفسیریں اور ان میں سے بعض لوگ ایسے ہیں کہ ان کی عبارت رنگین ہے اس میں بدعت کو ایسے بیان کر دیا ہے جیسے حلوے میں زہر جیسے صاحب کشاف اور بہت لوگ نہیں جانتے یہانتک کہ اہلسنت کے بہت لوگوں کے درمیان انکی جھوٹی تفسیر نے رواج پالیا ہے اور ابن عطیہ اور اسکے امثال کی تفسیریں سنت کے موافق ہیں اور بدعت سے بچی ہوئی لیکن یہ خرابی ہے کہ وہ سلف کی کلام جو بہو نہیں رہنے دیتا۔ بلکہ بہت بار ابن جریر طبری کی تفسیر سے جو وہ عمدہ تفسیر ہے۔ سلف کی کلام نقل کرتا ہے پھر اس کے بعد ان لوگوں کی کلام نقل کرتا ہے۔ جن کو وہ اپنے زعم فاسد میں محققین خیال کرتا ہے اور مراد اس کی محققین سے

طَائِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكَلَامِ الَّذِيْنَ قَرَّرُوْا اُصُوْلَهُمْ بِطَرِيْقٍ مِّنْ جِنْسِ مَا قَرَّرَتْ بِهِ الْمُعْتَزِلَةُ اُصُوْلَهُمْ وَاِنْ كَانُوْا اَقْرَبَ اِلَى السُّنَّةِ مِنَ الْمُعْتَزِلَةِ لٰكِنْ يَّنْبَغِيْ اَنْ يُّعْطٰى كُلُّ ذِيْ حَقٍّ حَقَّهٗ فَاِنَّ الصَّحَابَةَ وَالتَّابِعِيْنَ وَالْاَئِمَّةَ اِذَا كَانَ لَهُمْ فِي الْاٰيَةِ تَفْسِيْرٌ وَجَاءَ قَوْمٌ فَسَّرُوا الْاٰيَةَ بِقَوْلٍ اٰخَرَ لِاَجْلِ مَذْهَبٍ اعْتَقَدُوْهُ وَذٰلِكَ الْمَذْهَبُ لَيْسَ مِنْ مَّذْهَبِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ صَارَ مُشَارِكًا لِّلْمُعْتَزِلَةِ وَغَيْرِهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْبِدَعِ فِيْ مِثْلِ هٰذَا وَفِي الْجُمْلَةِ مَنْ عَدَلَ عَنْ مَّذَاهِبِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَتَفْسِيْرِهِمْ اِلٰى مَا يُخَالِفُ ذٰلِكَ كَانَ مُخْطِئًا فِيْ ذٰلِكَ بَلْ مُبْتَدِعًا لِاَنَّهُمْ كَانُوْا اَعْلَمَ بِتَفْسِيْرِهٖ وَمَعَانِيْهِ كَمَا اَنَّهُمْ اَعْلَمُ بِالْحَقِّ الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ بِهٖ رَسُوْلَهٗ انتہی کلام ابن تیمیہ ملخصاً

اہل کلام ہیں جنہوں نے اپنے ویسے ہی اصول مقرر کئے ہیں۔ جیسے معتزلہ نے اور اہل کلام اگرچہ معتزلہ کی طرح سُنت سے دُور نہیں ہیں۔ بلکہ اُن سے بہت قریب ہیں۔ لیکن ہر حق والے کو اس کا حق دینا چاہئے۔ پس تحقیق صحابہ اور تابعین اور ائمہ کی جب آیت میں تفسیر موجود ہو۔ اور دوسرے لوگ اپنے مذہب کے مطابق آیت کی کچھ اور تفسیر بیان کریں۔ اور اُن کا مذہب صحابہ رض اور تابعین رح کے مذہب کے مطابق نہ ہو تو یہ لوگ اس تفسیر میں معتزلہ وغیرہ اہل بدعت کے شریک ہونگے حاصل یہ ہے کہ جو شخص صحابہ اور تابعین کے مذہب اور ان کی تفسیر سے عدول کرکے اُن کا خلاف کرے وہ اس فعل میں خطا کار ہے۔ بلکہ مبتدع کیونکہ صحابہ قرآن کی تفسیر اور معنوں کے بہت واقف تھے۔ جیسے وہ اِس حق سے زیادہ واقف تھے۔ جو اللہ تعالٰے نے اپنے پیغمبر کو دیکر بھیجا۔

۱۲

این را بعد از التجائی بسیار با ارحم الراحمین در دل اُفتادہ سہل نباید انگاشت وعلیحدہ بخط خوب بر کتاب کہ کثیر الاستعمال شما باشد نوشتہ بہرہم بقیش در آن تامل کردہ واہدنا الصراط المستقیم خواندہ وحقیر فقیر و عامی کند اللّٰہم ہب لہ نوراً یہتدی بہ۔

+

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

از عائذ باللہ عبد اللہ بمخلصان صمیمی ومحبان قدیمی عموماً وبمولوی حیات گل وعبد اللہ قلعہ والا وہدایت اللہ خصوصاً بعد از سلام مسنون وادعیہ اجابت مقرون واضح باد کہ فقیر چون خود را بابلاغ احکام امرین مذکورین در حکم فرمان واجب الاذعان

قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ
کہدے میرے بندوں کو جو یقین لائے ہیں قائم رکھیں نماز

وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً
خرچ کریں ہماری دی روزی میں سے چھپے اور کھلے

مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ
پہلے اس سے کہ آوے وہ دن کہ جس میں نہ سودا ہے نہ دوستی

مامور می بیند لہذا چون مخلصان را از جملہ عباد اللہ دانستہ ام کہ در اقامت صلوۃ کہ از عمدہ ارکان اسلام ست حق سعی بجا آرید و در رعایت اوائل اوقات وخضوع وخشوع وتطویل ارکان نوعے از تقصیر ننمائید و در افشاء واجراء وتبلیغ احکام رب العالمین خصوصاً توحید وتفرید حق کما ینبغی بجا آرید واحتمال گمنامی وفروتنی وشکستگی را کہ شعار عباد اللہ ست سیما خود سازید وحب جاہ وریاست را وراء الظہر انداختہ در تحصیل مرضیات حق جل وعلی کمر ہمت چست بستہ اوقات عزیزہ را برباد نہ دہید وآیہ وافی ہدایہ

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا
وہ گھر ہے پچھلا ہم دیں گے وہ ان کو جو نہیں چاہتے

يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا
چڑھنا ملک میں اور نہ بگاڑ ڈالنا اور آخر بھلا ہے ڈر والوں کا

رانصب العین سازید کہ بار بار ہمیں آیہ ملہم شدہ ام۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

از عبد اللہ بمحمد سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ واضح باد کہ معنی لا الہ الا اللہ این ست کہ حب وتعظیم غیر اللہ نکنید مانند حب وتعظیم اللہ واگر کسے حب وتعظیم غیر کرد مانند حب وتعظیم رب پس آن شخص مشرک ست۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
اور بعض لوگوں میں سے وہ ہیں جو پکڑتے ہیں سوائے

اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ الاٰیہ و
اللہ کے شریک دوستی کرتے ہیں ان سے جیسے محبت خدا کی

تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَعَبْدُ الدِّرْهَمِ الحدیث
ہلاک ہو جیو روپے کا بندہ اور اشرفی کا بندہ۔

شاید این معنی ست پس ضرور احکام الٰہی را معظم از احکام دیگران دانید وخوف مولائی خود زیادہ باشد۔ از خوف دیگران والا از اصحاب لا الہ الا اللہ نیست واین اشراک فی الحب جہانگیر ست الا من عصمہ اللہ تعالی واگر تقوی کردی ازین شرک برکات سماوی نازل میشود بر جان ومال

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا الاٰیہ
اور جو ڈرے اللہ سے نکالتا ہے اللہ اس کے لیے سبب خلاصی کا

شاہد این معنی ست در زاد المعاد است کہ فروختن کتابہائے کہ در آن شرک باشد بدتر ست از فروختن اصنام پس فروختن کتابہا کہ سبب اعراض باشد از کلام اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ وموجب تفرق باشد میان امت کہ ہر دو موجب دخول نار ست نیز بدتر است از بیع اصنام۔ پس شما را ضرور است کہ در اشاعت دین منزل سعی تمام وکلفت مالا کلام کنید۔ در اشاعت دین مبدل کہ محارب ست با خدا ورسول مدتی ست۔ کہ حقیر بزبان حال وقال میگوید یا عظیم انا خادم عظمتک من انصاری الی اللہ خصوصاً در حق فرزندان چہ قدر تضرع وزاری می کنم کہ از انصار گردانید یکشب خواب دیدم کہ فرزندم محمد آن درختی کہ نزد قبر جدم محمد شریف بود پیوندے کند وآن درختے بود عظیم کہ مانند آن دیدہ نشدہ کہ ہر یک شاخ آن مانند درخت عظیم بود وحال دیدم ہمہ نابود شد لیکن بیخ آن باقی ست شما آنرا پیوند می کنی وقبل ازین کہ خراب شدم آن درخت میدیدم کہ خراب شدہ الحال کہ دیدم کہ شما آنرا پیوندے کنی امید عظیم شد کہ قرآن وحدیث جاری میشود انشاء اللہ تعالی ودر ہمانشب باز دیدم کہ شما صحیح بخاری را تا انطباع مے کنی وحقیر نیز در آنجا ست وجا بجا خط بدست خود نوشتہ می کنم الغرض کہ این بشارت ست سعی تمام وکلفت مالا کلام در اشاعت دین خالص بکنید کہ زندگی نعمت ست بعد از مرگ ہیچ نمی شود عبارت حافظ ابن قیمؒ نوشتہ می شود

فَاحْفَظْهُ وَاجْعَلْهُ نُصْبَ عَيْنَيْكَ وَاَرْسِلْهُ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ لَعَلَّهٗ يَذْكُرُ بِهَا اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ
پھر تو اس کو یاد رکھ اور کر تو اس کو اپنی آنکھوں کے سامنے اور بھیج اس کو طرف عبد اللہ کے شاید وہ نصیحت لیوے اس سے۔

فصل وَاَمَّا تَحْرِيْمُ بَيْعِ الْاَصْنَامِ
اور اسے پر بتوں کی تجارت کا حرام ہونا۔

فیستفاد منه تحریم بیع کل آلة متخذة
للشرك علی ای جهة کانت صنما
او وثنا او صلیبا وکذلك الکتب
المشتملة علی الشرك وعبادة غیر الله
فهذا کلها یجب ازالتها واعدامها
وبیعها ذریعة الی اقتنائها
واتخاذها فهو اولی بتحریم البیع
من کل ما عداها فان مفسدة
بیعها بحسب مفسدتها
فی نفسها والنبی صلی الله علیه
وسلم لم یؤخر ذکرها لخفة
امرها ولکنه تدرج من الاسهل
الی ما هو اغلظ فان الخمر احسن
حالا من المیتة فانها قد تصیر
مالا محترما اذا قلبها الله سبحانه
ابتداء او قلبها آدمی بصنعته
عند طائفة من العلماء انتهی
قال العلی العظیم فان تنازعتم
فی شیء فردوه الی الله والرسول
ان کنتم تؤمنون بالله والیوم
الآخر قال مجاهد وغیر واحد
من السلف هذا امر من الله
عز وجل بان کل شیء تنازع الناس

پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو آلہ شرک کے
لئے بنایا گیا ہے۔ اس کی تجارت بھی حرام ہے
وہ آلہ بت ہو یا مورت یا صلیب اور اسی طرح
حرام ہے تجارت ان کتابوں کی جو شامل ہیں
شرک پر اور غیر اللہ کی عبادت پر تو ان سب کا دُور
کرنا اور نابود کرنا واجب ہے۔ اور اُن کی
تجارت کرنا ایک وسیلہ ہے اُن کے باقی رکھنے
کا پس اُن کتابوں کا بیچنا جو شامل ہیں شرک
اور غیر اللہ کی عبادت پر بہت بڑھ کر ہے حرام ہونے
میں اُن آلات شرکیہ سے جو اُن کے سوا ہیں کیونکہ جو
فساد کتب شرکیہ سے پیدا ہوتے ہیں اس قدر دوسرے آلات شرکیہ سے
پیدا نہیں ہوتے اسی لئے ان کی تجارت دوسرے آلات کی تجارت سے
بڑھ کر حرام ہے۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بیان کرنے میں
اس لئے تاخیر نہیں کی کہ اس کا امر خفیف ہے۔ بلکہ آلات شرکیہ میں سے ایک
ادنیٰ امر کی تجارت سے منع فرما کر اشارہ کیا کہ جو اس سے بڑھ کر شرک کا
اور آلہ ہے اسکی تجارت اس سے بڑھ کر بری ہے پس تحقیق شراب
مردار سے اچھا حال ہے کیونکہ وہ کبھی حلال مال بن کر ہو جاتی ہے جب
اسکو اللہ تعالیٰ بدلا دیوے سرکہ بنا کر یا سرکہ بنا دیوے کوئی آدمی اپنی صنعت سے
علماء کی ایک جماعت کے نزدیک۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پھر اگر تم جھگڑ پڑو کسی مسئلہ
میں تو اسکو پھیرو طرف اللہ اور اسکے رسول کے اگر ہو تم ایمان لاتے اللہ
اور پچھلے دن کے ساتھ کہا مجاہد اور بہت لوگوں نے سلف سے
کہ اس آیت میں اللہ عز وجل نے حکم فرمایا ہے۔
جس چیز میں لوگ جھگڑا کریں۔ وہ چیز دین کے

فیه من اصول الدین وفروعه
ان یردوا التنازع فی ذلك الی
کتاب الله وسنة رسوله فهو الحق
وماذا بعد الحق الا الضلال ولهذا
قال ان کنتم تؤمنون بالله والیوم
الآخر ای ردوا الخصومات والجهالات
الی کتاب الله وسنة رسوله فتحاکموا
الیهما فیما شجر بینکم ان کنتم
تؤمنون بالله والیوم الآخر
فدل علی ان من لم یتحاکم فی
محل النزاع الی الکتاب والسنة
ولا یرجع الیهما فی ذلك لیس
مؤمنا بالله والیوم الآخر فالرد
الی الکتاب والسنة واجب لصریح
الامر وتعلیق الایمان علیه وجودا
تنزیه الذات والصفات من
درن الالحاد والشبهات انتهی
المکتوب وتمت قوله

* قال وما اختلفتم فیه من شیء فحکمه الی الله ای فارجعوا فیه الی کتاب الله وسنة رسول الله فهو الحق

اصول سے یا فروع سے تو اس جھگڑے کو اللہ
کی کتاب اور اُس کے رسول کی سُنّت کی طرف
لاویں۔ پس وہی حق ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے
فرمایا پھر جس چیز میں تم اختلاف کرو تو اس کا
حکم اللہ کی طرف ہے پھر جو فیصلہ کتاب اور سنت
کر دیوے وہ ٹھیک ہے اور نہیں ہے راستی
کے بعد مگر گمراہی۔ اور اسی لئے فرمایا اگر ہو تم ایمان
لائے اللہ اور پچھلے دن پر یعنی رد کرو جھگڑے اور
اپنی نادانیاں اللہ کی کتاب اور رسول کی سنت
کی طرف اور فیصلہ لیجاؤ ان کی طرف جس میں تمہارے
درمیان تکرار ہووے۔ اگر تم ایمان لائے ہو اللہ اور
پچھلے دن پر اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو محل نزاع
میں کتاب و سُنّت کی طرف فیصلہ نہیں لیجاتا۔ اور
نہیں رجوع کرتا ان کی طرف اور اللہ کو مانتا ہے۔
نہ پچھلے دن کو پس کتاب و سُنّت کی طرف فیصلہ کو رد
کرنا واجب ہے واسطے صریح امر کے۔ اور ایمان کے
موجود ہونے کے۔

۱۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از عائذ باللہ عبد اللہ بجانب گل و سکندر و احمد جی و میر گل بعد السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ،
واضح باد کہ دنیا روزی چند است و آخر کار با خدا است و مقصود اصلی و مطلوب کلی حصول دولت
رضائے او ست تعالیٰ و تقدس فوز بسعادت لقا ہم مترتب بر حصول دولت رضائی او ست و چون
ظاہر است کہ حصول دولت رضائی او بغیر سعی اجتہاد در کسب مرضیات او تعالیٰ میسر نیست و آن بجز

معرفت مرضیات و تمیز آن از غیر مرضیات متصور نے شرافت و فضیلت علم از نیجا است۔
افسوس بر عالمی کہ مایہ فضل و شرافت و عزت و کرامت خود را محب عیب منقصت و وسیلہ ادبار و خسارت خود سازد و خود را در سلک علماء سوء کہ در مذمت ایشان وعیدات نصوص صریحہ و اخبار صحیحہ آمدہ منسلک دارد و از انجملہ آنچہ از علی مرتضیٰ رض روایت کردہ شد۔

يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقَى مِنَ الْإِسْلَامِ إِلَّا اسْمُهُ وَلَا مِنَ الْقُرْآنِ إِلَّا رَسْمُهُ مَسَاجِدُهُمْ عَامِرَةٌ وَهِيَ خَرَابٌ مِنَ الْهُدَى عُلَمَاؤُهُمْ شَرُّ مَنْ تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ مِنْ عِنْدِهِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَةُ وَفِيهِمْ تَعُودُ

قریب ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا وقت آجائیگا کہ اسلام کا نام ہی نام رہ جائیگا۔ اور قرآن مجید کے حرف ہی حرف ان کی مسجدیں دیکھنے میں تو آباد معلوم ہونگی لیکن حقیقت میں ہدایت سے ویران ہوگی۔ اس وقت کے علم لوگ زمین کے لوگوں سے بدتر ہونگے انہیں کے پاس سے فتنہ نکلیگا۔ اور انہیں میں لوٹ جاوے گا۔

وآنچہ امام احمد و ابوداؤد و ابن ماجہ از ابی ہریرہ رض روایت کردہ۔

مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يُبْتَغَى بِهِ وَجْهُ اللهِ لَا يَتَعَلَّمُهُ إِلَّا لِيُصِيبَ بِهِ عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَعْنِي رِيحَهَا

جو شخص حاصل کرے وہ علم جس سے اللہ کی رضاء ڈھونڈ سکتے ہیں۔ اس لئے کہ اس کے ساتھ دنیا کا اسباب پیدا کرے اس کو بہشت کی بو بھی نصیب نہ ہوگی۔

وآنچہ دارمی از ابی الدرداء روایت کردہ۔

إِنَّ مِنْ أَشَرِّ النَّاسِ مَنْزِلَةً عِنْدَ اللهِ عَالِمٌ لَا يَنْتَفِعُ بِعِلْمِهِ۔

سب لوگوں سے اللہ کے نزدیک اس عالم کا برا مرتبہ ہے جو اپنے علم سے فائدہ حاصل نہ کرے۔

و در روایت عالم لم ینفعہ اللہ بعلمہ موجب مذمت علماء سوء بنا بر آنچہ از احادیث نبویہ علے صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ چند چیز تواند بود اول آنکہ مراعات اخلاص نیت بدان نکنند و علم را بجہت طلب متاع دنی دنیوی و حطام خسیس فانی و یا بجہت طلب جاہ و شہرت و آوازہ و نام و قبول خاص و عام آموزند۔ چنانچہ از حدیث
مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يُبْتَغَى بِهِ الحديث
و از حدیث مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِيُجَارِيَ بِهِ الْعُلَمَاءَ

جو شخص طلب کرے علم کو تاکہ مقابلہ کرے ساتھ اس کے

أَوْ لِيُمَارِيَ بِهِ السُّفَهَاءَ أَوْ يَصْرِفَ بِهِ وُجُوهَ النَّاسِ إِلَيْهِ أَدْخَلَهُ اللهُ النَّارَ

عالموں سے یا جھگڑے اسکے ساتھ جاہلوں کے یا پھیرے ساتھ اس کے منہ لوگوں کے طرف اپنی۔ داخل کریگا اس کو اللہ تعالیٰ آگ میں

کہ ترمذی از کعب ابن مالک و ابن ماجہ از عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کردہ۔ دوم آنکہ اگر در اول حال اخلاص داشتہ باشد۔ اما بعد از تحصیل آن در رعایت حق عمل کردن تساہل و تکاسل ورزند و در آنچہ بدیگران می فرمایند خود بیا نکنند و بجا نیارند و خود را از جملہ مستوجبات وعید شدید أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ و مستحق خطاب عتاب۔

کیا حکم کرتے ہو لوگوں کو نیک کام کا اور بھولتے ہو آپ کو۔ اور تم پڑھتے ہو کتاب۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ

اے ایمان والو کیوں کہتے ہو منہ سے جو نہیں کرتے بڑی بیزاری ہے اللہ کے یہاں کہ کہو وہ چیز جو نہ کرو۔

نمایند سیوم آنکہ ہرچند در تحصیل تحسین اعمال و تہذیب اخلاق و تزئین اصلاح احوال خویش سعی مبذول دارند۔ ولیکن باصلاح احوال دیگران نپردازند و حق امر معروف و نہی منکر را کہ رکنی رکین از ارکان دین متین است مراعات ننمایند و طریق مداہنت و ملائمت با مردم پیش گیرند و از نصوص کتاب و سنت کہ دلالت بر وجوب امر معروف و نہی منکر دارند تغافل نمایند از انجملہ کریمہ وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

اور چاہیئے کہ رہے تم میں ایک جماعت بلاتی نیک کام پر اور حکم کرتی پسند بات کا اور منع کرتے ناپسند سے اور وہی پہنچے مراد کو۔

صیغہ امر دلیل وجوب است و صیغہ حصر فلاح بر زمرہ موصوف قائمین بامر معروف دلیلی دیگر است کریمہ
وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ الآیہ

اور ایمان والے مرد اور عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں سکھاتے ہیں نیک بات اور منع کرتے ہیں بری بات سے اور کھڑی رکھتے ہیں نماز۔ اور دیتے ہیں زکوٰۃ۔

وکرہ میں كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ لآیہ   آپس میں منع کرتے ہیں بُرے کام سے جو کرتے تھے کیا بُرا کام تھا
وغیر آن از آیات بینات شواہد جلیہ این مدعی اند و سورہ والعصر تا آخر اقول دلیل ست بر آنکہ ترک تواصی بحق یعنی حق بیکدیگر گفتن و بدان وصیت کردن موجب خسارت ست ہر چند بصلاح اعمال مقرون باشد چہارم آنکہ مخالطت سلاطین و حکام ظلم آئین و مباسطت با ایشان نمایند۔
بالجملہ درین باب قصہ فقیہ کہ در شرح بخاری آوردہ کافی ست خلاصہ اش آنکہ عالم از درویشی

دعا خواست فَقَالَ لَهُ الْفَقِيرُ عَلَى طَرِيقِ التَّوَاضُعِ بَلْ أَنْتَ الَّذِي يَنْبَغِي أَنْ تَدْعُوَ لِي لِأَنَّكَ مِنْ عُلَمَاءِ الْمُسْلِمِينَ وَفُقَهَائِهِمْ فَلَمْ يَتَمَالَكْ رَحِمَهُ اللّٰهُ أَنْ غَلَبَتْهُ الدُّمُوعُ حَتَّى كَادَتْ نَفْسُهُ تَزْهَقُ مِنْ كَثْرَةِ بُكَائِهِ وَهُوَ يُرَدِّدُ يَقُولُ مِثْلِي يُحْسَبُ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَاللّٰهِ مَا يَكُونُ الْعَالِمُ عَالِمًا حَتَّى لَا يَخْرُجَ لَهُ نَفَسٌ إِلَّا لِلّٰهِ وَبِاللّٰهِ

فقیر نے تواضع کی راہ سے کہا بلکہ آپ اس لائق ہیں کہ میرے لئے دعا فرماویں کیونکہ آپ مسلمانوں کے عالم ہیں اور اُن کے فقیہ پھر نہ سکا اللہ تعالے اُس پر رحم کرے کہ غالب ہوگیا اُس پر رونا۔ اور قریب تھا کہ بہت رونے کی وجہ سے اس کی جان نکل جاوے اور بار بار یہی کہتا تھا۔ کہ میرے جیسے عالموں میں شمار ہو سکتے ہیں۔ بخدا عالم عالم نہیں ہوتا۔ یہانتک کہ نہ نکلے اس کا کوئی سانس مگر واسطے اللہ کے اور ساتھ اللہ کے۔

ومقصود ازین ہمہ گفت و شنود آنست کہ این چیزہا بجز صحبت میسر نمیشود۔
هَلَكَ الْمُسَوِّفُونَ ۔   ہلاک ہوگئے نیک کاموں میں تاخیر کرنے والے۔
نصب العین باید داشت حقیر را درین ایام ہمہ توجہ بکلام الٰہی و باحادیث نبوی بفضل اللہ و کرمہ شدہ است۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ از عائذ باللہ و معتصم بحبل اللہ عبد اللہ بہر یک از اہل اخلاص و ارباب اختصاص مولوی منہاج الدین و حافظ محمد عظیم و سلطان محمد و محمد اکبر و دین محمد و محمد قاسم و فتح نور و نور محمد و گامہ و بہادر و بختاور و الٰہ نور و فضل و جمال الدین خصوصاً زبدۂ اخلاص مندان مولوی عبد الرب بعد از سلام مسنون و ادعیہ مودت مقرون واضح آنکہ در باب

تمسک بکتاب اللہ و اعتصام بسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم چہ گویم و چہ نویسم کہ صفحۂ کاغذ از بیان آن تنگ ست و پائے قلم از تگ و دو در میدان آن لنگ۔ اخوان عزیز را لازم کہ دنیائے دنی را روز چند دانستہ در طلب مرضیات او تعالیٰ بجان و دل کوشند و زندگانی ایامی را اندک دانستہ در ابتغائے وجہ اللہ کمر ہمت را چست بندند و کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلعم تا روح استعار ببلاء اعلیٰ پرواز نمودہ شغل ضروری انگاشتہ باشتغال لاطائل و مال و منال بے حاصل غافل نشوند و مرضیات و مکروہات او تعالیٰ را ازین اصلین راسخین معلوم کردہ در امتثال اوامر و حسب تعظیم آن و اجتناب و انتہا از نواہی و بغض و نفرت ازان سعی بیش از بیش کنند فقیر خود را ہمیشہ بترویج کلام اللہ و ابتغاء مرضات اللہ مامور مے بیند پس لابد آشنا و بیگانہ را ترغیب می دہم و از غیر آن تنفیر و بتکرار مے نویسم کہ در تدبر کلام اللہ و تذکر از مواعظ آن و تفکر و تاثر از نصائح آن اوقات عزیزۂ خود را معمور گردانند۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ اما بعد از داعی الی اللہ و مستعیذ باللہ عبد اللہ بمشفقی و محبی سید محمد شاہ و عبد اللہ شاہ و سید عمر شاہ و جناب حافظ عباس خان و حسن خان و غیرہم وفقنا اللہ و ایاہم لما یحب و یرضاہ و صرفنا الی جنابہ عن جمیع ماسواہ و جعلنا متمسکین بسنۃ رسولہ و معتصمین بکلامہ فی الشدۃ والرخاء بعد از سلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ واضح آنکہ چہ گویم و چہ نویسم در تعظیم کلام ملک علام و اتباع سنت سید الانام کہ دست بیان از اداے آن کوتاہ است فقیر ہمیشہ خود را بترویج کلام اللہ مامور مے بیند و در تبلیغ آن ماجور پس مادامیکہ جان در بدن دارم و سر بر تن آشنا و بیگانہ را ترغیب مے دہم و از تکرار آن ہر چند کہ باشد ننگ و عار نمے آرم و کسانیکہ بر دست حقیر حاضرانہ بیعت نمودہ و یا بر دست غائبانہ عہد بستہ بر ذمۂ ایشان نیز لازم کہ در تدبر کلام اللہ و تذکر از تخویفات و تہدیدات آن و تاثر از نصائح و مواعظ آن سعی بیش از بیش نمودہ اوقات عزیزہ خود را درین صرف کنند و دیگر آنرا بہر حیلہ و قتے کہ دانند درین باب ترغیب کنند و تعظیم احکام رب الارباب را خصوصاً صلوٰۃ خمسہ را کہ از عمدہ ترین شعائر اسلام است در بجا آوردن آن در اوائل اوقات با خضوع و خشوع تمام ہمت

چست لبستہ راہ سستی و بیباکی نوزرند و درمابین خود راہ اتفاق و وفاق اختیار کردہ د اختلاف و
افتراق راکہ ممنوع بمنع اکید ست حذر کنند۔ قال اللہ تعالیٰ

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ الآیہ

اور مضبوط پکڑو رسّی اللہ کی سب مل کر اور پھوٹ نہ ڈالو اور یاد کرو احسان اللہ کا۔

وَقَالَ اللّٰهُ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَیِّنٰتُ وَاُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ

اور مت ہو ان کی طرح جو پھوٹ گئے اور اختلاف کرنے لگے بعد اس کے کہ پہنچ چکے ان کو حکم صاف اور ان کو بڑا عذاب ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

از عائذ باللہ عبد اللہ بزبدہ اہل اخلاص عمدہ ارباب اختصاص مولوی حیات گل السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اما بعد اوقات عمر عزیز را غنیمت شمارید و در طلب مرضیات مولیٰ خود سعی کنید و ہر چہ از استطاعت دارید خواہ بدست باشد یا بلسان و قلم و بیان در نصرت دین متین و تائید توحید رب العالمین دریغ نکنید و در اقامت صلوٰۃ و تعظیم احکام رب البریات از دل و جان سعی کنید و در ہدایت خلق اللہ و ترغیب عباد اللہ در طاعت خالق خود و تعلیم ضروریات دین نوعی تساہلی و تغافلی نورزید چنانچہ اصلاح نفس خود ضرور مقدم ست ہمچنین امر بالمعروف و نہی عن المنکر لازم متحتم۔

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِیْبَنَّ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً

اور بچو اس فتنہ سے جو نہ پہنچے گا تم میں سے ظالموں کو چن کر۔

مکرر آنکہ رسالہ ایقاظ الہمم کہ برائی ترجمہ کردن بردہ بودند چونکہ درینجا نہایت ضرور در کار ست بنا بر آن نوشتہ آمد کہ رسالہ مذکورہ خواہ ترجمہ شدہ باشد یا نشدہ برسیدن این خط از راہ ڈاک ضرور بفرستید کہ نہایت ضروری در کار ست و اسباب عشرہ کہ شارع برائے احتراز از شیطان مقرر کردہ ورد دوامی و وظیفہ مستمری بگیرید۔ استعاذہ از شیطان رجیم۔ قرأۃ معوذتین قرأۃ آیۃ کرسی قرأۃ سورہ بقرہ۔ قرأۃ خاتمہ سورہ بقرہ۔ اول سورہ حٰم الی قولہ الیہ المصیر۔ کلمۂ توحید در ہر روز صد بار۔ کثرت ذکر اللہ کہ انفع حرز ہاست۔ وضوء و صلوٰۃ۔ امساک از فضول نظر و

فضول کلام و فضول طعام و مخالطت ناس کہ شیطان غرض خود را از بنی آدم ازین ابواب اربعہ حاصل مے کند السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للہ رب العالمین این خط کہ نوشتہ اند بنظر عمیق بہ بینید و نصب العین لباز ید کہ این حقیر گفتہ و محمد نوشتہ وفقک اللہ لما یحب و یرضیٰ و احوال خود ہم نوشتہ کنید زیادہ بارحم الراحمین سپردہ ام حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

باخوی دینی و صدیق قدیمی مولوی حیات گل صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ دعا فیہ اما بعد واضح باد کہ بندہ را در ہر وقت و ہر کار بدرگاہ مولائے خویش سراسر فقر و احتیاج ست یک لمحہ ہیچ نوع استغنا حاصل نیست۔

لَا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَیْهِ

نہیں ہے بھاگنے کی جگہ اللہ کے عذاب سے مگر طرف اسی کے

پس بجز رغبت بدرگاہ شان و سوائے خوف و تقویٰ از حضرت ایشان حیلۂ دیگر نیست۔

هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ

وہی اس لائق ہے کہ اس سے خوف کیا جائے اور وہی اس لائق ہے کہ اس سے بخشش طلب کی جائے۔

شان عالیشان اوست مناسب بندہ ہمین ست کہ در راحت و زحمت یکسان ہم راجی و ہم ترسان باشد گاہے بغیر او تعالیٰ التفاتے و نگاہے نکند۔

وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ

اور جو تمہارے پاس ہے کوئی نعمت سو اللہ کی طرف سے۔

تمامی نعم و منن از خوان نعمت اوست وحدہٗ لا شریک نہ کسے را دخلے و غرضے نہ و ہمچنین ہمہ مصائب و نوائب از سامت معاصی خویش شمارد لاغیر ما اصابک من سیئۃ فمن نفسک سوائے سیئات و بدیہائے نفس خود از چیزے خطرہ و اندیشہ بدل نیارد و در وقت عافیت و رفاہیت بشکر متوجہ شود۔

وَاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ

اور شکر کرو اللہ کی نعمت کا اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔

و در حین امتحان و مصیبت بتوبہ و استغفار رخ آرد۔

وَاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ

اور معافی طلب کرو اپنے مالک سے پھر رجوع کرو طرف اس کی فائدہ مند کریگا تم کو اچھا فائدہ مند کرنا اور دیویگا ہر صاحب فضل کو فضل اس کا۔

اعزاز واکرام خاصۂ اوست تعز من تشاء وتذل من تشاء اصابۃ خزی وخذلان از صفات مختصۂ بدوست کسے را کہ باہانت وذلت میرساند مجال دم زدن نیست۔

وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ — اور جس کو اللہ ذلیل کرے اسے کوئی نہیں عزت دینے والا

جائیکہ فرمان عزیز حکیم دررسد حوصلۂ مقال لاونعم نہ۔

لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ — اس سے پوچھا نہ جاوے جو وہ کرے اور ان سے پوچھا جاوے

کروبیان چست وچالاک از ہیبت جلالت او تعالیٰ بیہوش میشوند وانبیاء پاک از خوف وخشیت مواخذہ وانتقام ساکت می مانند وخموش ماسوائے بخاطر آوردن واز فکر شان اندیشیدن محض نادانی ست۔

مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا — کوئی نہیں پاؤں دھرنے والا مگر اسکے ہاتھ میں ہے چوٹی اس کی

حرکت متحرک بدوست قوت ذی قوت ہم ازوست لاحول ولاقوۃ الا باللہ طالب دنیا وآخرت را باید کہ رحمت شان رغبت کند از غیراو ہیچ توقع ندارد۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا۔ جس کو چاہیے عزت تو اللہ کی ہے عزت ساری۔

از ایذائے واتہام مخالفین حزن واندوہ نخورد۔

وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا۔ اور غم میں نہ ڈالے تجھ کو بات ان کی کیونکہ اللہ کی ہے عزت ساری۔

قصص انبیاء ورسل کہ در قرآن مبین ومفصل بیان شدہ اند برائے تسلی وتشفی خاطر مظلومان اند۔

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ فُؤَادَكَ ۔

اور سب بیان کرتے ہیں ہم تیرے پاس رسولوں کے احوال جس سے تسلی دیں تیرے دل کو

مقصود ازان پند وعبرت ست۔

لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ — البتہ ان کے احوال سے اپنا حال قیاس کرنا ہے عقل والوں کو۔

ازانجملہ ذکر ابتلاء ایوب ست برائے تذکار واعتبار ازان۔

رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ — اپنے پاس کی مہر سے اور نصیحت بندگی والوں کو۔

اگر بطرف مولائی خود بدل وجان رجوع کنند واز بدیہا وبدکردہائے خویش برآیند البتہ نجات وفوز بدرجات خواہند یافت اینہا باید کہ برحمت برزیردستان خود موصوف شوند

اَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ — خبردار تم سب پادشاہ ہو اور ہر ایک پوچھا جاویگا اپنی رعیت سے

تنبیہ است جامع بخوبی غور کنند بر رعیت خود شفقت کنند کہ در رحمت حضرت حق درآیند ودر ہر دو جہان فلاح وفوز یابند۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى — اس میں نصیحت ہے اس کو جو ڈرے۔

خود ہشیار اند وتجربہ کار والسلام علیکم بعد از رجوع وانابت بصدق دل زاویہ گزینی وگوشہ نشینی اختیار کنند کریمہ

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ

کوئی حاکم نہیں سوائے تیرے تو بے عیب ہے میں تھا گنہگاروں سے

را ہر قدر کہ توانند چہل روز ورد زبان دارند امید است کہ بحکم وکذالک ننجی المؤمنین تدارک نعمت از رب خود یابند فتم میقات ربہ اربعین لیلۃ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

از عبداللہ باخویم حسین سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ امابعد در ابلاغ واشاعت کلام رب عزیز چہ گویم وچہ نویسم۔ اگر عزت دنیا وآخرت میخواہی درین ست وباین دلتنگ نشوید کہ مردم نمیشوند درین امتحان ست ہمین عرض کنید نزد ارحم الراحمین کہ یا ارحم الراحمین من بندۂ عبودیت شعارم بافتح وشکست کار ندارم انقلابات لیل ونہار در دست توست تا موت کار عاجز ہمین ست ایاک نعبد وایاک نستعین۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

از عائذ باللہ عبداللہ باخویم محمد حسین سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ امابعد قدرے سستی در دعا درحق شما آمدہ است واللہ اعلم چہ سبب ست باوجود سستی بارہا گفتہ ام۔ کہ یا ارحم الراحمین حسین را از انصار دین خود سازید قریب دو ماہ شدہ کہ الہام شدہ بود۔

اِذَا كَانَ لَكَ حَاجَةٌ فَقُلْ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ — جب تجھ کو کوئی ضرورت ہو تو کہہ تو تین بار اسے

يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اِقْضِ حَاجَتِيْ فَاَقْضِيْ حَاجَتَكَ — ارحم الراحمین پوری کر حاجت میری پس میں پوری کرونگا حاجت تیری۔

بنابرآن بشارت بارہا گفتہ ام کہ یا ارحم الراحمین از اہم حاجات من ہدایت حسین ست وآنچہ قبل ازین الہام شدہ بود۔ کہ

قُلْ لِلْحُسَيْنِ اُرْفُقْ فَاِنَّ الرِّفْقَ رَاْسُ الْخَيْرَاتِ کہو تو حسین کو کہ نرمی کا لباس اوڑھ کیونکہ سب بھلائیوں کی جڑ نرمی ہے

عبارت خوب یاد نیست مضمون ہمین ست غرض کہ از خوابہائے حقیر معلوم میشود کہ مرضی ارحم الراحمین درحق شما اشاعت دین ست پس در اشاعت دین سعی تمام و کلفت مالا کلام باید کرد و چون بارگران ست بجز انبیاء صلوات اللہ علیہم و اتباع ایشان کسی دیگرنے تواند برداشتن پس صبر بر مصائب و رفق ضرور ست غرض کہ چیزے کہ برائے شما نوشتہ ام آنرا گم نباید کرد بلکہ نزد خود نگاہ دارید و ہمیشہ آنرا ملاحظہ کردہ۔ برآن عمل کنید کہ بارہا در الہامہائے کہ مے شود این نیز الہام میشود۔ اتقوا فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ چیزے دیگر نوشتنی بود لیکن تعجیل بود۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

از عبد اللہ باخویم حسین سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اما بعد چون خط شما رسید بعد از نماز عصر متوجہ شدم بہ ارحم الراحمین الہام شد کہ۔

قُلْ لِلْحُسَيْنِ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ الاٰيۃ — کہ تو حسین کو پس جو شخص تابع ہوا میری ہدایت کا۔ پس نہ گمراہ ہوگا اور نہ بدبخت ہوگا اور جو منہ پھیرے نصیحت میری سے آخر آیت تک۔

الغرض درحق شما اجرائے کلام رب عزیز عباد اللہ از اہم مہمات می بینم زیادہ از اجرائے حدیث چنانچہ از عمر رضی اللہ عنہ مرویست چون صحابہ رضی اللہ عنہم اہتمام بحدیث تمام کردند عمر رضی اللہ عنہ منع کردند و گفتند کہ شغل کلام اللہ زیادہ باشد از شغل حدیث پس شما را ضرور است کہ کلام اللہ را بزن و مرد تعلیم کنید با ترجمہ و ترجمہ نماز را بزن و مرد تعلیم کنید حبیب اللہ قندہاری در عین بیماری ترجمہ نماز بزبان افغانی بدست خود نوشتہ مے کرد و مے گفت

کہ ہر زن ہا و مرد ہا یاد بگیرند و بعضے شاگردان گفت کہ ترجمہ سورہ ہا کہ در نماز خواندہ میشود بزبان افغانی بکنید کہ ہرکس یاد بگیرد۔ و مے گفت ہرکہ معانی نماز یاد ندارد نماز او مقبول نیست و میگفت کہ ترجمہ کلام اللہ بزبان افغانی ایسا لازم ست تا زن و مرد بدانند الغرض سعی در اشاعت کلام اللہ بیش از بیش باید کرد تا از خادمان کلام اللہ حساب شدید الہم آمین چند ورق است از شوکانی بزودی ترجمہ اش بفارسی بکنید تا طبع شود و رسالہ نزول عبد الاحد بسیار می طلبند۔ ضروری وست آدم معتبر روانہ کنید و اصل ریاض الصالحین بدست بہادر دین بدہید تا جلد کنند و در اول و آخرش کاغذ بماند و روانہ کنند کہ در اینجا بسیار بکار ست و غلطنامہ را اہتمام بکنید۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

از عائذ باللہ عبد اللہ باخویم حسین سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اما بعد روزی غم و اندوہ بسیار آمد کہ ہمہ عمر گذشتہ و ہیچ از ما نشد در مرضیات رب عزیز خصوصاً در اشاعت قرآن عزیز کہ بدان مامورم کہ هٰذَا كِتَابِيْ وَهٰؤُلَاۤءِ عِبَادِيْ فَاقْرَاْ كِتَابِيْ عَلٰى عِبَادِيْ از شامت اعمال خود کسے از انصار نیافتم در اشاعت قرآن عزیز باوجودیکہ سالہا شد کہ بزبان حال و قال میگویم۔ يَا رَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا — اے رب میرے میری قوم نے ٹھہرا لیا ہے اس قرآن کو چھوڑا ہوا۔

مَنْ اَنْصَارِيْ اِلَى اللّٰهِ دعا میکردم چون این غم و حزن غلبہ کرد الہام شد۔

اَنْتَ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْكَ فَلَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ — تو میرا ہے اور میں تیرا ہوں۔ پھر تو نہ ڈر اور نہ غم کھا۔

بارہا این الہام شد۔ اَنْتَ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْكَ وَالْحُسَيْنُ مَعَكَ — تو میرا ہے اور میں تیرا ہوں۔ اور حسین تیرے ساتھ۔ باز الہام شد۔ خُذِ الْحُسَيْنَ مِنْ يَدِهٖ وَقُلْ لَهٗ اَنْتَ مِنِّيْ۔ حسین کا ہاتھ پکڑ کر اس کو کہہ۔ کہ تو میرا ہے۔

باز الہام شد۔ قُلْ لِلْحُسَيْنِ اِقْرَاْ كِتَابِيْ عَلٰى عِبَادِيْ کہ حسین کو پڑھ میری کتاب میرے بندوں پر اور ست وَلَا تَنِ فَاِنِّيْ مَعَكَ حَيْثُ مَا كُنْتَ — نہ ہو کہ میں تیرے ساتھ ہوں جہاں تو ہووے۔

بعد ازین فرحتی و سروری آمد کہ گویا زندہ شدم و امید و رجا بارحم الراحمین بیش از بیش شد کہ سالہا مے گفتم مَنْ اَنْصَارِيْ اِلَى اللّٰهِ کسے پیدا نمی شد الحال ارحم الراحمین حسین را از انصار گردانید۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۤءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔ یہ اللہ کا فضل ہے دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نقل تقریر مولانا سید احمد صاحب خلف الصدق امام الزمان علیہ الرحمۃ والغفران شیخ عبد اللہ غزنوی از والد ماجدم شنیدم کہ فرمودہ است امام احمد۔

اِیَّاکَ اَنْ تَتَکَلَّمَ بِمَسْئَلَۃٍ لَیْسَ لَکَ فِیْھَا اِمَامٌ بچ تو اس سے کہ تو کسی مسئلہ میں کلام کرے جس میں تیرا امام نہ ہو، بلا اعتبار اس کلام کے جس کو امام نے کہا ہو وور محنت معتبرے امام مذکور فرمود۔

کَیْفَ اَقُوْلُ مَا لَمْ یُقَلْ میں قرآن مجید کے مخلوق ہونے کا حرف کیونکر زبان پر لاؤں حالانکہ سلف کرام اس میں نہیں بولے یعنے مخلوقیت کلام آلہی چگونہ بر زبان آرم کہ سلف کرام نگفت این حرف را و ہمچنین از والدم میفرمودہ انکہ از بایزید رحمہ اللہ

اِسْتِعَانَۃُ الْمَخْلُوْقِ بِالْمَخْلُوْقِ — مخلوق کا مخلوق سے مدد مانگنا ایسا ہے جیسے

کَاسْتِعَانَۃِ الْغَرِیْقِ بِالْغَرِیْقِ۔ — غریق کا غریق سے مدد طلب کرنا۔

و ہمچنین شنفتم از والدم کہ بعضے عارفان فرمودہ اند۔

اِسْتِعَانَۃُ الْمَخْلُوْقِ بِالْمَخْلُوْقِ کَاسْتِعَانَۃِ — مخلوق کی مخلوق سے مدد طلب کرنے کی مثال ایسی

الْمَسْجُوْنِ بِالْمَسْجُوْنِ — جیسے قیدی کا قیدی سے مدد طلب کرنا۔

ومی فرمودند کہ بندہ موحد را باید کہ جوارح خود را از دست و پا و زبان و چشم و قلب وغیرہ للہ و باللہ داند یعنے در ملک خداست و بخدا کہ قوام و قیام آنہا باوست تا مفہوم حوقلہ دروی ثبت شود نہ علماً نہ ایماناً کہ این رتبہ علماء را ہم حاصل است بلکہ ذوقاً وحالاً کہ این دولت خواص است چون مفہوم حوقلہ در خود ثابت نمود و مشہود او شود کہ تحویل و قوت ہمہ اعضاء و جوارح بحول و قوت اوست پس این بندہ مہاجر الی اللہ شدہ مصداق حدیث شریف

کُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ الخ و نشاید کہ جوارح را للنفس و بالنفس داند کہ این شرک است و میفرمودند کہ یک حب ایمانی ست و یک حب عشقی حب ایمانی محبت امتثال اوامر ست و نفرت تمام از منہیات یعنی بندہ موحد مبلغ ہمت خود را در بجا آوردن مامورات محبوب صرف کند بشوق تمام کہ موجب خوشنودی او شود گو کہ امتثال این امر مرضی سبب تفرقہ شود چنانکہ محبوبی محب خود را در موسم حر شدید برای سامان کاری بفرستد پس وے بشوق تمام برای سرانجام آن کار رود و از محنت گرمی و تفرقہ بیباک و در بجا آوردن مامور جست و چالاک خیال کرده منگیر ایشان باشد رضامندی

محبوب است و بس این حب را کہ حب ایمانی ست منتہی محبت مثل چشمہ آب دار ہر چند کہ دروی کار کنند جوشش آب بسیار کند و حب عشقی ہمین حب جمع و یاد داشت محبوب ست کہ ارباب این حب رنج تمام از تفرقہ مے یابند چنانچہ محبوبے مجبے را برای سرانجام کارے بفرستد محب طاقت جدائی ندارد و لاکن طبیعت خود را بزور بامتثال این امر مے راند و این حب را نہایت ست۔ مثل کسے کہ تشنہ باشد بسبب سیرابی از آب خاطر جمع و ساکن شود و میفرمودند کہ فنا نزد صوفیہ چیزے ست و نزد محققین چیزے دیگر فنا نزد محققین این ست کہ محبت غیر و رجاء غیر و خوف غیر و ارادۂ ماسوائے و دعائے غیر از ایشان فانی شوند۔ در محبت و رجا و خوف و ارادہ و دعائے خداء عز و جل و فنا نزد صوفیہ تجلی ست کہ از ان مشاہدہ کنند کہ قیام ہمہ اشیا بخداست و این شہود ربوبیت ست و ازین مقام گاہے تعبیر توحید افعالی کنند و گاہے باحسان و ہمین ست نزد ایشان اعلے مقاصد و سائر عبادات وسیلہ باین مقصود می انگارند۔ و لہذا منجر باخلال از احکام شرعیہ مے شود و میدانند کہ اعلی مقاصد و منتہی مطالب مقام عبودیت ست کہ کریمۂ ایاک نعبد ناطق ازین مرام است و اشرف وسائل وسیلہ استعانت کہ ایاک نستعین مصدق این مطلب پس اشرف مقامات مقام عبودیت ست و اشرف وسائل وسیلہ استعانت بحضرت حق لا غیر۔

وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ اَنَّ الْعِبَادَ لَا یَسْتَحِقُّوْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ وَلَا بِاَنْفُسِھِمْ عَلَی اللّٰہِ شَیْئًا بَلْ ھُوَ الَّذِیْ کَتَبَ عَلٰی نَفْسِہِ الرَّحْمَۃَ وَیَشْھَدُوْنَ اَنَّہٗ یَسْتَحِقُّ اَنْ یُّعْبَدَ وَلَا یُشْرَکَ بِہٖ شَیْئًا وَاَنَّہٗ یَسْتَحِقُّ اَنْ یُّتَّقٰی حَقَّ تُقَاتِہٖ وَحَقُّ تُقَاتِہٖ اَنْ یُّطَاعَ فَلَا یُعْصٰی وَیُذْکَرَ فَلَا یُنْسٰی وَیُشْکَرَ فَلَا یُکْفَرَ فَیَرَوْنَ اَنَّمَا تَامَ بِھِمْ مِنَ الْعَمَلِ

اور محققین جانتے ہیں کہ بندوں کا اللہ تعالیٰ پر کسی قسم کا کوئی حق نہیں ہے بلکہ اسی نے اپنے نفس پر مہربانی کو لکھ دیا ہے اور گواہی دیتے ہیں کہ وہ لائق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اور نہ شریک مقرر کیا جاوے اس کے ساتھ کسی چیز کو اور وہ لائق ہے کہ اس سے خوف کیا جاوے جیسے اس سے خوف کرنا چاہئے۔ اور وہ اس طرح کہ اس کی فرمانبرداری کی جاوے پھر نافرمانی نہ کیا جاوے اور اس کو یاد کیا جاوے پس نہ بھلایا جاوے اور اس کی قدردانی کی جاوے پس نہ بیقدری کیا جاوے

الصَّالِحِ فَهُوَ فَضْلُهُ وَجُودُهُ وَكَرَمُهُ
لَهُ الْحَمْدُ فِي ذَلِكَ وَنَشْهَدُ أَنْ لَا
حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ وَأَمَّا مَا قَامَ
بِالْعِبَادِ مِنْ أَذَاهُمْ فَهُوَ خَالِقُهُ
وَهُوَ مِنْ عَدْلِهِ وَمَا تَرَكَهُ النَّاسُ
مِنْ حُقُوقِهِمُ الَّتِي يَسْتَحِقُّونَ بِهَا
عَلَى النَّاسِ فَهُوَ الَّذِي لَمْ يَخْلُقْهُ وَلَهُ
الْحَمْدُ عَلَى كُلِّ حَالٍ وَلِهَذَا كَانُوا
مُنْكَسِرَةً قُلُوبُهُمْ لِشُهُودِهِمْ وُجُودَهُ
الْكَامِلَ وَعَدَمَهُمُ الْمَحْضَ وَلَا أَعْظَمَ
انْكِسَارًا مِمَّنْ لَمْ يَرَ لِنَفْسِهِ إِلَّا الْعَدَمَ
لَا يَرَى لَهُ شَيْئًا وَلَا يَرَى بِهِ شَيْئًا

پھر وہ یقین کرتے ہیں جو عمل صالح ان سے سرزد ہوتا ہے وہ اُسی کا فضل اور سخاوت اور کرم ہے اس میں اسی کی تعریف ہے اور گواہی دیتے ہیں ہم گناہوں سے نہیں بچ سکتے۔ اور نہ نیکیوں کی طاقت رکھتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ۔ اور جو تکلیف اولیا کو لوگوں سے پہنچتی ہے اس کا وہی پیدا کرنے والا ہے اور اس میں عادل ہے۔ اور جن حقوق کا وہ لوگوں سے استحقاق رکھتے ہیں اور لوگ اُن کے حق ادا نہیں کرتے۔ تو اُن کو اس نے پیدا نہیں کیا ہر حال اسی کی تعریف ہے اور چونکہ ان کو اللہ تعالیٰ کے وجود کامل اور اپنے عدم محض کا مشاہدہ ہوتا رہتا ہے۔ اسی لئے ان کے دل ٹوٹے رہتے ہیں۔ اور اس سے بڑھ کر عاجزی کرنے والا کون ہے جو نہ دیکھے اپنے نفس کو مگر نابود نہ دیکھے واسطے اُس شخص کے کوئی چیز اور نہ ساتھ اُس کے کوئی چیز۔

ومے فرمودند کہ در کلام اللہ و حدیث رسول اللہ سہ اصل اند یک توحید الٰہی دوم صفات باری منکر صفات بدتر است از منکر توحید زیرا کہ منکر صفات منکر خدا ست نہ مشرک۔ چہ مشرک مقر کنندہ است سوم قدر و شرع ومی فرمودند کہ خواب والہام را اعتبار نکنید ما طالب حق ایم دلیل را دیدہ باشید ومی فرمودند کہ مردم بے وقوف حرکت قلب را حیات قلب می دانند و غلط کردند بلکہ این حیات نفسیت شہوانی حیات قلب محبت امتثال مامورات و نفرت کلی از منہیات ہمہ اوقات دریں خیال ماندہ باشد کہ کدام فعل و قول از بندہ صادر شود کہ موجب خوشنودی حق شود و ہمیشہ لرزان و ہراسان باشد کہ مبادا مصدر فعل و قول شوم کہ سبب سخط شود ومی فرمودند کہ مردم بیوقوف توسل بحق فلان و حق فلان مے کنند و غلط کردند بلکہ توسل باسمائی الٰہی از اشرف وسائل ست تامل باید کرد در حقیقت بسم اللہ کہ ہمہ مردم را بر زبان جاریست و از حقیقت دریافت معنی آن عاری ستند کہ این چہ کلام است مشعر توحید الٰہی یعنے استعانت می طلبم در جلب منافع و دفع مضار بذات پاک الٰہی باز فکر باید نمود در کلمہ توکلت علی اللہ کہ چہ لفظ

شریف ست در انابت بسوئی حق یعنی تکیہ و اعتماد نمودم در بدست آوردن این مقصود بر آن ذات بے ہمتا و نظر خود را از اسباب قطع نمودم و ہمچنین در کلمہ

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ نہیں ہے طاقت پھرنے کی گناہوں سے اور نہ طاقت کرنے نیکیوں کی مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ

فکر باید کہ محتویست بر اعلیٰ مراتب توحید و تجرید یعنے نیست ہیچ حرکت و تحویل علویات و سفلیات و نہ ہیچ قوت و توانائی مر اعضاء و جوارح و اشیاء دیگر را مگر بہ تحویل و توانائی او و الی غیر ذالک من الاسماء الحسنی والادعیۃ الماثورۃ کہ این نمونہ از خروارست پس توسل باسماء الٰہی و توجہ بادعیہ ماثورہ شافی و کافی ست۔

لِمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ واسطے اس کے جس کے اندر دل ہے یا لگائے کان دل لگا کر۔

از والد ماجد شنیدم کہ در گیرو چند روز کتابہائے وجودیہ مطالعہ نمودم شبے در خواب مے بینم شخصے راشدید بیاض الثیاب حسن الوجہ و المحاسن کہ دست خود بقہر و عنف برائے زدنم بر داشتہ و گفتند مگو کہ ہمہ اوست بلکہ بگو ہمہ از اوست بسبب ہمین خوف بیدار شدم باز در دہلی کہ نزد مولوی نذیر حسین صاحب بودم از شخصے کتاب فتوحات کہ ہمراہ شرح بود گرفتم تا مطالعہ نمائم در ہمان شب می بینم کسے را کہ فرمودند گویا کتابہائے دیگر از زمین مفقود اند۔ کہ کتاب ابن عربی مے بینی باز در شہر کابل در حبس و محنت رسالہ این طائفہ را روزے چند سطور گذرانیدم کہ حالتے آمد۔ و مرا اوشید تعبیرش بزبان نتوانم در خاطر ریختند کہ این کتابہا را نباید دید و مے فرمودند وقتیکہ در پشاور بودم و اسماء کتابہائے دین از بھوپال رسید بطاقت شدم و ارادہ سفر آن سرزمین نمودم القا فرمودند الیس اللہ بکاف عبدہ القا ہمین بود و سکینہ و اطمینان ہمین شد شبے پرسیدم کہ محققین شبے پرسیم کہ محققین مے نویسند کہ تبتل بسوی مولیٰ و انقطاع از ماسوا متحقق نمے شود مگر بہ تحقیق توحید ربوبیت پس حصول تحقیق این توحید را چہ سبب فرمودند کہ بار بار کلمہ طیبہ را کہ سیف صارم ست ماسوا را بلحاظ این معنی بر زبان رانند کہ لا الٰہ نیست ہیچ مقصود از مال و منال و زن و فرزند جاہ و جلال و غیرہ الا اللہ مگر ذات پاک چہ نیست ہیچ مربی علویات و سفلیات مگر ذات پاک چنانچہ در حق قلب فرمودند و ایضاً تامل باید کرد در خطابات قرآن۔

فَإِذَا شَهِدَتِ الْقُلُوبُ مِنَ الْقُرْآنِ پس اس وقت مشاہدہ کرلیں گے دل قرآن سے ایسے بادشا

ملکا گر نبیا و جود ادّ کجا بچوں انسلاخ و تبرے از حول و قوت مشہودش آنگاہ متحقق شود تواضع و مسکنت عبدکہ ہیچ چیز ندارد و ماز اں او نیست بلکہ ہر کار کہ مے کند بحول و قوت او مے کند پس نمود مقام عبودیت

فہرست کتب دینیہ

کا قرآن و سنت سے ثبوت دیا ہے۔ یہ رسالہ مولانا مولوی محمد حسین صاحب امین آبادی کی تصنیف ہے قیمت عمہ

خزینۃ المیراث مفتیان دین قانون پیشہ اصحاب اور وکلا کیلئے سہل ترین مفید ترین مفصل کتاب بابت تقسیم میراث۔ یہ کتاب ورثہ کی جنتری ہے مسئلہ کی جو صورتیں ممکن ہو سکتی ہیں اُن کی الگ الگ فہرست دیدی گئی ہے جس صورت کو تلاش کرنا ہو اُس نمبر کی فہرست نکالکر حل شدہ جواب معلوم ہو سکتا فرقہ امامیہ اور اہل ہنود کے طریق تقسیم ورثہ بھی شامل ہیں قیمت عہ

بلوغ المرام مترجم و محشے حجم ۳۴۴ صفحات مدت سے یہ کتاب نایاب تھی بہ ارشاد جناب مولانا مولوی عبد التواب صاحب حقانی کے ترجمہ اور حواشی عجیبہ کے ساتھ چھپی ہے قیمت دو روپے آٹھ آنہ عہ

ترغیب ترہیب مترجم اردو متن الشطہ مصنفہ امام حافظ عبد العظیم منذری

یہ کتاب نبی اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حدیث صحیحہ کا بہت بڑا ذخیرہ ہے اور ہر مشروع فعل کی ترغیب اور ممنوع کی ترہیب پر علیحدہ علیحدہ باب باندھ کر اس کے ثواب و عقاب کے بارہ میں مرفوع احادیث لائی گئی ہیں یہ کتاب عوام کے لئے عموماً اور واعظوں کے لئے خصوصاً مفید ہے تین حصوں میں مکمل ہوگی حصہ اول تقطیع ۲۲×۲۹ صفحات ۵۷۰ سفید کاغذ عمدہ

چھپ کر تیار ہو گئی ہے قیمت چار روپیہ آٹھ آنہ بلا جلد اور پانچ روپیہ آٹھ آنہ مجلد۔ اور اس کا دوسرا حصہ چھپنا شروع ہو گیا ہے جو عنقریب ہدیۂ ناظرین ہو گا۔

سلسلہ کتب اسلام

مصنفہ فاضل اجل عالم بے بدل مولانا مولوی رحیم بخش صاحب مرحوم

اردو قاعدہ	-/-
اسلام کی پہلی کتاب	-/ا
اسلام کی دوسری کتاب معہ فرہنگ	-/۲
اسلام کی تیسری کتاب معہ فرہنگ	-/۳
اسلام کی چوتھی کتاب معہ فرہنگ	-/۴
اسلام کی پانچویں کتاب	/۸
اسلام کی چھٹی کتاب	/۸
اسلام کی ساتویں کتاب	/۸
اسلام کی آٹھویں کتاب	/۸
اسلام کی نویں کتاب	۸
اسلام کی دسویں کتاب الملقب بہ لباب	عہ
اسلام کی گیارھویں کتاب الملقب بہ بیطار کتاب	عہ
اسلام کی بارھویں کتاب	عہ
اسلام کی تیرھویں کتاب	عہ
اسلام کی چودھویں کتاب	عہ

مجربات غزالی

طب جسمانی و طب روحانی

مصنفہ حاذق ارواح و الاجسام زین الدین حجۃ الاسلام حضرت امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی صفحہ ۳۸۴ کلاں تقطیع ۲۰×۲۶ قیمت عہ

ستینی (یعنی) ساٹھ علوم والی (ترجمہ اردو)

کتاب جامع العلوم ثم حدائق الانوار

مصنفہ حضرت امام ابو عبد اللہ محمد بن عمر فخر الدین رازی مصنف تفسیر کبیر قیمت صرف عہ علاوہ محصولڈاک

عزیز القلوب ترجمہ اردو مکاشفۃ القلوب المقرب الی حضرۃ علام الغیوب

مصنفہ امام حجۃ الاسلام ابو حامد محمد بن محمد غزالی قیمت صرف عہ

زبدۃ المرام (ترجمہ اردو عمدۃ الاحکام)

یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا مجموعہ کل ائمہ محدثین کا اتفاق ہے۔ کہ جس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم متفق ہو کر اپنی اپنی صحیح میں بیان کریں۔ قرآن شریف کے بعد وہ حدیث شریف جملہ احادیث پر مقدم اور سب سے بڑھکر معتبر ہے۔ اور بلا چون و چرا تسلیم کر لینے کے زیادہ تر لائق ہے۔ لہذا امام مرحوم مولانا حافظ عبد الغنی صاحب نے دونوں صحیحین کی احادیث متفق علیہ کو جو احکام یعنی طہارت۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوۃ۔ بیع۔ شری۔ نکاح طلاق۔ رضا۔ قصاص۔ حدود۔ قسموں۔ نذروں اور فیصلوں کے بیان۔ کھانے کا احکام۔ پینے کے بیانات قربانی۔ لباس۔ جہاد۔ اور غلام آزاد کرنیکے احکام کے متعلق تھیں۔ ایکجا جمع کیا۔ اور عبد المنان صاحب محمد وزیر آبادی نے بسرپرستی خود اسکا سلیس اردو میں ترجمہ کرایا۔ اور ہم نے بصرف زر کثیر بین السطور چوبی قلم ۱۱ سطری تقطیع درمیانی پر معہ حواشی جدید بصحت تامہ سطور رہا ش ند کاغذ اعلی قسم پر طبع کرایا ہے قیمت عہ

الحقیقۃ الباہرۃ فی اسرار الشریعۃ الطاہرہ

مصنفہ امام سید محمد ابو الہدیٰ رفاعی حسنی صیادی خالدی استنبولی استاد و مرشد سابق خلیفۃ المسلمین امیر المومنین سلطان عبد الحمید خان ثانی غازی صفحات ۴۴ الکلاں قیمت صرف ۱۰/

الکشف و التبیین فی غرور الخلق اجمعین

مصنفہ حضرت زین الدین حجۃ الاسلام امام ابو حامد محمد بن محمد غزالیؒ اس کا مطالعہ لازمی ہے قیمت صرف ۴/

مجموعہ اشعار مولوی عبد الستار

بزبان پنجابی

مصنفہ جناب مولانا مولوی عبد الستار صاحب مصنف قصص المحسنین و اکرام محمدی قیمت اس کل مجموعہ کی ۱۳/ ہے

در التنظیم فی خواص القرآن العظیم

اس در کتاب میں علامہ ابو محمد عبد اللہ یمنی نے امام محمد غزالی کے رسالہ جواہر القرآن الشواو اور قاضی ابوبکر غسانی کی کتاب الابرق اللامع کو جمع کیا ہے خواص و اسرار قرآن شریف میں بے نظیر رسالہ ہے قیمت ۱/

عبد الحمید غزنوی تاجر کتب مسجد چینیا نوالی لاہور